برکاتِ شریعت

(حصہ سوم)

مؤلف

حافظ و قاری مولانا محمد شاکر علی نوری صاحب

(امیر سنی دعوتِ اسلامی)

فہرست مضامین حصہ سوم

اخلاص نیت کا بیان	۸۴۸
اخلاص کی حقیقت	۸۴۸
خُدا کا محبوب	۸۴۹
صوفیا کا حج	۸۴۹
اعمال کی روح	۸۵۰
جنت کیسے ملے؟	۸۵۱
عمل کیئے بغیر ثواب	۸۵۲
مومن کی بھلائی	۸۵۲
ہر قدم پر چالیس نیکیاں	۸۵۳
نامۂ اعمال میں لکھو	۸۵۸
صدقہ قبول فرمایا	۸۵۹
نیت کی خرابی کا انجام	۸۶۰
باغ منٹوں میں برباد	۸۶۱
مردار سے زیادہ بدبودار	۸۶۲
قرض ادا ہو گیا	۸۶۲
تیس سال سے محاسبہ	۸۶۳
گھر کی کھڑ کی	۸۶۴
اچھی نیتوں کے فائدے	۸۶۴
قاتل و مقتول	۸۶۵
ایمان کیا ہے؟	۸۶۶
تھوڑا عمل کافی ہے	۸۶۶
اخلاص کی برکتیں	۸۶۶
انار کا ایک دانہ	۸۶۸
مخلص کی نجات	۸۶۹
دونوں برابر	۸۶۹
سب سے اچھا عمل	۸۷۰
رِیا وسمعہ پر وعیدیں	۸۷۲
شرک اصغر کیا ہے؟	۸۷۳
ذلیل ورُسوا	۸۷۳
ریا کی حقیقت	۸۷۴
کون سا بندہ سچا؟	۸۷۴
شرک کیا ہے؟	۸۷۴
رِیا کا عذاب	۸۷۵
نجات کس میں؟	۸۷۵
پردہ لٹکا دے	۸۷۶
اچھے اعمال کے باوجود جہنم میں	۸۷۶
جہنم عُلما کے لئے!	۸۷۷
عبادت نامقبول	۸۷۷
حضور رونے لگے	۸۷۸
سب سے طاقتور کون؟	۸۷۸
نماز بھی قضا کر لیجئے	۸۷۹
ٹیڑھی گردن	۸۸۰
مسجد سے اچھا گھر	۸۸۰
رِیا کار کی پہچان	۸۸۱
اللہ تعالیٰ کی ناراضگی	۸۸۱
مجھ سے بدلہ لے!	۸۸۱
گستاخ بندہ	۸۸۲
شرک کی دو قسمیں	۸۸۲
کپڑے پاک، دل ناپاک	۸۸۳

جنت سے محرومی!	۸۸۳
بُرے نام	۸۸۴
رِیاوسُمعہ کے متعلق مَسائل	۸۸۵
کسبِ حلال کی اہمیت	**۸۸۸**
حَلال کیا ہے؟	۸۹۰
رزقِ حلال کے فائدے	۸۹۰
کھاؤاور شکر کرو	۸۹۱
روزی تلاش کرنے کی ترغیب	۸۹۲
یادکرو، فلاح پاؤ	۸۹۲
ناحق نہ کھاؤ	۸۹۳
دو باتیں	۸۹۴
کسبِ حلال احادیث کی روشنی میں	۸۹۵
کسبِ حلال فرض ہے	۸۹۵
چودھویں کا چاند	۸۹۶
قلب نورانی ہوجاتا ہے	۸۹۷
انبیاء بھی کسب فرماتے	۸۹۷
سَتّر دروازے	۸۹۸
مستجاب بَن جاؤ!	۸۹۹
کون سا کسب افضل ہے	۸۹۹
جنت میں داخل نہ ہوگا	۹۰۰
کوئی نماز مقبول نہیں	۹۰۰
متقی نہیں ہوسکتا	۹۰۱
چالیس دن کی نماز مقبول نہیں	۹۰۲
راہ حق کا راہی	۹۰۳
داؤدعلیہ السلام روپڑے	۹۰۴
انبیاکے ساتھ ہوگا	۹۰۵
اپاہج لومڑی کی روزی	۹۰۶
فاروقِ اعظم نے قَے کردی	۹۰۷
کبھی دُعا قبول نہ ہوگی	۹۰۸
امانت وخیانت کا بیان	**۹۰۹**
حقیقت امانت	۹۱۰
طرف داری مت کرو	۹۱۰
عزیزِ مصر نے بُلایا	۹۱۱
عِبادت نامقبول	۹۱۲
اس کا ایمان نہیں	۹۱۳
بندراور سؤر بنادیئے گئے	۹۱۴
اولاد بھی امانتِ الٰہی	۹۱۴
ارادہ مُلتوی کردیا	۹۱۵
عابد بہتر یا تاجر	۹۱۶
امانت اُٹھالی جائے گی	۹۱۷
توبہ کی توفیق ملی	۹۱۷
دین کی شرط	۹۱۸
یہ بھی امانت ہے	۹۱۸
خیانت جہنمیوں کا طریقہ	۹۱۹
زِنا کی مَذمّت	**۹۲۰**
زنا کا بنیادی سبب	۹۲۱
آنکھ سے ابتدا	۹۲۲
گناہ یا فیشن	۹۲۲
دل پذیر انداز	۹۲۴
پرائی عورت پر نگاہ	۹۲۵
بڑی آزمائش	۹۲۵
تباہ کاری	۹۲۶
نگاہ پر مؤاخذہ	۹۲۷
نظر پھیرلو	۹۲۷
چھُپانے کی چیز	۹۲۷
زنا کا دوسرا بنیادی سبب	۹۲۸

اشکوں کا سیلاب ۹۲۹
افسوس صد افسوس ۹۳۰
فیشن کا دَور ۹۳۱
دھکتے انگارے ۹۳۳
زنا کے آلات ۹۳۳
ثبوتِ زِنا ۹۳۴
زنا کی سزا ۹۳۴
حاکمِ وقت دوزخ میں ۹۳۵
زِنا سے متعلق چند مسائل ۹۳۶
حد کی تعریف ۹۳۷
حدودِ شرعیہ کے نفاذ کا مقصد ۹۳۷
خوفناک سزائیں ۹۳۸
پہاڑ ریزہ ریزہ ۹۳۹
زنا کا انجام ۹۳۹
زنا سائنس کی نظر میں ۹۴۰
زِنا کی نحوست ۹۴۱
نفسِ امارہ کا زِنا ۹۴۱
روح کا زِنا ۹۴۱
بربادی کی وجہ ۹۴۲
دانا وہ ہے ۹۴۲
عذابِ الٰہی ۹۴۳
زانی کا ایمان ۹۴۳
آگ کے تنُّور میں ۹۴۳
بربادی ہی بربادی ۹۴۴
زنا سے توبہ پر انعام ۹۴۵
زنا سے بچنے پر انعام ۹۴۸
زنا سے بچنے کے طریقے
میاں، بیوی بھی پردہ کریں ۹۴۹

لواطت کی نحوست ۹۵۰
لواطت کی ابتدا ۹۵۱
قومِ لوط پر عذاب وتباہی ۹۵۲
پانچ بستیاں تباہ ۹۵۲
لواطت کی مذمت احادیث کی روشنی میں ۹۵۳
سب سے زیادہ خوف ۹۵۴
جنت کی خوشبو سے محروم ۹۵۵
بدفعلی نہ کرو ۹۵۵
قتل کردو ۹۵۶
وہ ملعون ہے ۹۵۷
قومِ لوط کے ساتھ حشر ۹۵۸
برکاتِ خشیتِ الٰہی ۹۵۹
مجھ سے ہی ڈرو ۹۶۰
قیامت کے دن سے ڈرو
خشیتِ الٰہی احادیث کی روشنی میں ۹۶۲
دوزخ میں نہ جائے گا ۹۶۳
عذابِ جہنم سے محفوظ دو آنکھیں ۹۶۳
سایۂ رحمت ۹۶۴
گناہ جھڑتے ہیں ۹۶۵
بے حساب جنت میں ۹۶۵
خشیتِ الٰہی اور محبوبِ خدا ۹۶۶
کاش میں پرندہ ہوتا ۹۶۶
حضرت عمر اور خشیتِ الٰہی ۹۶۷
ہوش اُڑ گئے! ۹۶۹
کاش میں تنکا ہوتا ۹۶۹
ہنستے ہوئے نہیں دیکھا ۹۷۰
خشیتِ الٰہی اور سفیان ثوری ۹۷۱
خشیت الٰہی کی برکتیں ۹۷۱

بچے کے بچپن کا نصیحت آموز واقعہ	۹۷۱
آخرت میں بے خوف ہوگا	۹۷۳
جہنم میں داخل نہ ہوگا	۹۷۴
دعائے رسول	۹۷۴
وہ احمق ہے	۹۷۴
نجات کی صورت	۹۷۵
برکاتِ تقویٰ	**۹۷۶**
تقویٰ کی برکتیں	۹۷۷
مقبول کون؟	۹۷۸
جنت کا مژدہ	۹۷۹
باغات اور چشمے	۹۷۹
کس قدر تقویٰ رکھیں؟	۹۸۰
متقیوں پر انعامات	۹۸۰
متقی کون؟	۹۸۱
علما و مشائخ کے نزدیک تقویٰ کا مفہوم	۹۸۲
تقوی کے چند معانی	۹۸۲
متقین کے مختلف گروہ	۹۸۳
تقوی کے مراتب	۹۸۳
حقیقتِ تقویٰ	۹۸۴
متقی پر تعجب	۹۸۴
متقی بے خوف ہو جاتا ہے	۹۸۵
بعض متقین کے واقعات	۹۸۵
کمالِ تقویٰ	۹۸۶
یہ ہے تقوی	۹۸۷
پھٹی قمیص	۹۸۷
رو پڑے	۹۸۸
تقویٰ بہترین توشہ ہے	۹۸۸
سایہ بھی ناپسند	۹۸۹
ظاہر نہ کرنا	۹۹۰
غشی طاری ہوگئی	۹۹۱
طلب معافی کے لئے بلخ تک پہونچے	۹۹۱
ساری قیمت صدقہ کردیا	۹۹۲
حضرت حسن بصری کی گریہ وزاری	۹۹۳
ماں کے پیٹ میں بے چین ہوئے	۹۹۴
امام اعظم کا تقوی	۹۹۴
امام احمد رضا کا تقویٰ	۹۹۵
مہینہ بھر میں حافظِ قرآن	۹۹۷
مفتی اعظم ہند کا تقوی	۹۹۷
تصویر کشی سے احتیاط	۹۹۹
توبہ کی توفیق ملی	۹۹۹
اللہ تعالیٰ کی وصیت	۱۰۰۰
دنیا کی حقیقت	**۱۰۰۲**
ظلم نہ ہوگا	۱۰۰۲
کھیل کود	۱۰۰۳
برائیوں کی جڑ	۱۰۰۴
دنیا فانی ہے	۱۰۰۴
مچھر کے پَر سے بھی کم وقعت	۱۰۰۵
دنیا ملعون ہے	۱۰۰۵
مومن کے لئے قید خانہ!	۱۰۰۶
مردار بچہ سے بھی کم	۱۰۰۶
صدیقِ اکبر رونے لگے	۱۰۰۶
انتہائی تعجب	۱۰۰۷
بنی اسرائیل کی تباہی	۱۰۰۸
ناپسند چیز	۱۰۰۸
دنیا کی حیثیت	۱۰۰۸
تین قسم کے مال	۱۰۰۹

دنیا کا انجام	۱۰۰۹
رحمت سے محروم	۱۰۱۰
دُنیا بزرگوں کی نظر میں	۱۰۱۰
دنیا کا مہمان	۱۰۱۲
دوہرا نقصان	۱۰۱۲
ابلیس کے لشکری	۱۰۱۲
بس یہ کافی ہے	۱۰۱۳
تین حسرتیں	۱۰۱۴
ویران گھر	۱۰۱۴
حقیقت دنیا	۱۰۱۴
دنیا ایک سرائے ہے	۱۰۱۵
دنیا حضرت جبریل کی نظر میں	۱۰۱۵
ہلاک ہو جاؤ گے	۱۰۱۶
ایک جامع تقریر	۱۰۱۶
دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ	۱۰۱۸
ایمان کو برباد کرنے والی	۱۰۱۸
بخشش سے محروم	۱۰۱۸
دنیا امانت ہے	۱۰۱۹
اُن پر اللہ تعالیٰ کا رحم	۱۰۱۹
کشتی بنا	۱۰۲۰
تمنا ختم نہیں ہوتی	۱۰۲۱
دنیا کے تین حصے	۱۰۲۱
آخرت کا غم کم	۱۰۲۲
حضرت امام شافعی کی نصیحتیں	۱۰۲۲
دنیا کی بے وفائیاں	۱۰۲۳
گناہوں کی سزا......نیکیوں کی علامت	۱۰۲۴
ایک ناصحانہ خطاب	۱۰۲۴
حضرت علی کی وصیت	۱۰۲۵
موت کا بیان	**۱۰۲۶**
موت کی حقیقت	۱۰۲۸
موت وحیات کی تخلیق کا مقصد	۱۰۲۸
موت کیسے آتی ہے	۱۰۲۹
موت کا فرشتہ	۱۰۳۰
موت کی قسمیں	۱۰۳۰
ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے	۱۰۳۱
بھاگ نہیں سکتے	۱۰۳۲
موت کی جگہ متعین ہے	۱۰۳۳
موت لے چلی	۱۰۳۴
موت کی یاد	۱۰۳۵
سب سے بڑا عقلمند کون؟	۱۰۳۶
ذکرِ موت	۱۰۳۶
ذکر موت سے بے توجہی کے نقصانات	۱۰۳۷
موت کی تمنا	۱۰۳۹
موت آرام کا ذریعہ	۱۰۴۰
ملک الموت کی شکل	۱۰۴۱
شیطان کا آخری وار	۱۰۴۲
موت کی شدت	۱۰۴۲
سب سے کم تکلیف	۱۰۴۴
سو سال تک تکلیف	۱۰۴۴
حضور پر سکراتِ موت کی وجہ	۱۰۴۵
خاتمہ بالخیر	۱۰۴۶
کس بات کا خطرہ؟	۱۰۴۷
سوئے خاتمہ کے چند اسباب	۱۰۴۸
خاتمہ بالخیر نعمتِ عظمیٰ	۱۰۵۱
زبان پر کلمۂ طیبہ	۱۰۵۲
میت کے کپڑے	۱۰۵۳

جمعہ کو مرنا	۱۰۵۳
پیر کے دن سُنّت	۱۰۵۴
نزع کے وقت کیا کریں؟	۱۰۵۴
مومن کی روح کیسے قبض ہوتی ہے؟	۱۰۵۵
کافر کی روح کیسے نکلتی ہے؟	۱۰۵۷
وفات کی خبر پر کیا کریں؟	۱۰۵۸
جب روح قبض ہو جائے	۱۰۵۹
جنازے میں جلدی کرو	۱۰۵۹
ماتم کرنا حرام ہے	۱۰۶۱
اظہارِ غم یوں کریں	۱۰۶۱
غسل دینے والے کی فضیلت	۱۰۶۲
مَیِّت کو نہلانے کا طریقہ	۱۰۶۳
تیمُّم کرانے کا طریقہ	۱۰۶۵
مَیّت کو کفن دینا فرضِ کفایہ ہے	۱۰۶۷
کفن کی تفصیل ایک نظر میں	۱۰۶۸
کفن پہنانے کا طریقہ	۱۰۶۹
جنازہ لے چلنے کا طریقہ	۱۰۷۱
اُحد پہاڑ سے دُوگنا ثواب	۱۰۷۲
امامت کا حقدار کون؟	۱۰۷۳
نمازِ جنازہ کیسے پڑھیں؟	۱۰۷۴
نمازِ جنازہ کی نیت	۱۰۷۴
نمازِ جنازہ کے ارکان	۱۰۷۶
سننِ مؤکدہ	۱۰۷۶
نماز جنازہ کے اہم مسائل	۱۰۷۶
قبر کی حقیقت	۱۰۷۷
قبر کی قسمیں اور ناپ	۱۰۷۸
مردہ کو دفن کرنے کا طریقہ	۱۰۷۸
کچھ اہم مسائل	۱۰۸۲
عالم برزخ کا بیان	**۱۰۸۵**
مُنکَر نکِیر کیسے ہیں؟	۱۰۸۶
''مُنکَر ونکیر'' نام کیوں؟	۱۰۸۶
ضروری وضاحت	۱۰۸۶
قبر کے سوالات	۱۰۸۷
مومن کے جوابات	۱۰۸۸
کافر کے جوابات	۱۰۸۹
اچھی صورت	۱۰۹۲
بُری شکل	۱۰۹۳
ایک عبرتناک خواب	۱۰۹۳
جھوٹے کا انجام	۱۰۹۳
بے عمل عالم کا انجام	۱۰۹۴
حرام کار کا انجام	۱۰۹۴
سودخور کا انجام	۱۰۹۴
گھر جیسا پیٹ	۱۰۹۵
گستاخ کا عبرتناک انجام	۱۰۹۵
زینت کرنے والے کا انجام	۱۰۹۶
بے نمازی کا انجام	۱۰۹۷
چُغل خُور کا انجام	۱۰۹۷
زنا کار کا انجام	۱۰۹۷
لواطت کا انجام	۱۰۹۸
واعظوں کا انجام	۱۰۹۸
خیانت کا انجام	۱۰۹۹
دھوکے بازی کا انجام	۱۰۹۹
غسل نہ کرنے کا انجام	۱۱۰۰
جاسوسی کا انجام	۱۱۰۰
زیارتِ قبور کا بیان	۱۱۰۱
زیارتِ قبور احادیث کی روشنی میں	۱۱۰۲

زیارت کرو	۱۱۰۲
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْقُبُوْرِ	۱۱۰۳
رات میں قبرستان جانا	۱۱۰۴
والدین کی قبروں کی زیارت	۱۱۰۵
مُردے کوایذادینا	۱۱۰۵
قبر پر نہ بیٹھیں	۱۱۰۶
جوتے پہن کر چلنا کیسا؟	۱۱۰۶
نماز نہ پڑھیں	۱۱۰۷
روضۂ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کی برکتیں	۱۱۰۸
روضۂ رسول سے تبرک	۱۱۰۸
امام شافعی روضۂ امام اعظم پر	۱۱۰۹
روضۂ امام بخاری پر بارش کی دُعا	۱۱۱۰
ایصالِ ثواب کا بیان	۱۱۱۱
ایصالِ ثواب قرآن کی روشنی میں	۱۱۱۲
انبیائے کرام کی دعائیں	۱۱۱۳
ملائکہ کا استغفار	۱۱۱۳
ایصالِ ثواب احادیث کی روشنی میں	۱۱۱۴
میت تعجب کرے گی	۱۱۱۵
گناہوں کی معافی	۱۱۱۶
والدین کے لئے نفل عبادتیں	۱۱۱۶
مرنے کے بعد حج	۱۱۱۷
عذاب میں تخفیف	۱۱۱۸
مُردوں کے برابر ثواب	۱۱۱۸
امام احمد بن حنبل کا فرمان	۱۱۱۹
صحابہ کا معمول	۱۱۲۰
نور کی بارش	۱۱۲۱
بخشش کا سامان	۱۱۲۲
مَیّت کوضرور پہونچے گا	۱۱۲۲
اُمِّ سعد کے لئے کنواں	۱۱۲۳
دوقبروں میں عذاب	۱۱۲۴
ایصال ثواب کا طریقہ	۱۱۲۶
فاتحہ کیسے دیں؟	۱۱۲۶
مناجات	۱۱۲۸
لاکھوں سلام	۱۱۲۹

اخلاص نیت کا بیان

اِخلاص اسلامی عبادتوں اور اطاعتوں کی بنیاد ہے کیوں کہ اس کے بغیر ایمان و عمل کا وہ اجر نہیں ملتا جو حقیقی معنوں میں ملنا چاہیئے۔ اِخلاص کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے ”وَ مَآ اُمِرُوْآ اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ “ اوران لوگوں کوتو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے (خالص) اسی پر عقیدہ لاتے۔ (پ۳۰، سورۂ بیّنہ، آیت ۵)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ”وَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ“ اوراس کی عبادت کرو نرے (خاص) اس کے بندے ہوکر۔ (پ۸، سورۂ اعراف، آیت:۲۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کی عبادت اوراس کو پکارنا بھی ہوتو اخلاص کے ساتھ یہ عمل کرنا چاہیئے کہ ہماری پوری توجہ اسی کی طرف ہو، ریا کاری مقصود نہ ہوتو اس کے اچھے ثمرات بھی ظاہر ہوں گے اور رضائے الٰہی کا حصول بھی ممکن ہوگا۔

اخلاص کی حقیقت

نیت کسی عمل کے مُحرِّک اور متقاضی کو کہتے ہیں، یہ باعث اور مُحرّک اگر ایک ہے تو اس نیت کو خالص کہتے ہیں اور جب دو یا دو سے زیادہ چیزیں اس عمل کا محرک یا باعث ہوں تو چوں کہ شرکت ہوئی اس لئے وہ خالص نہ رہی۔

اس کو اس طرح سے سمجھیں کہ ایک شخص نے خدا کے واسطے روزہ رکھا لیکن اس

کے ساتھ ہی اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ کھانا ترک کرنے سے تندرستی حاصل ہو، ساتھ ہی اخراجات میں کمی واقع ہو یا کھانا پکانے کی محنت سے نجات حاصل ہو یا کہ حج کے لئے گیا تا کہ سفر اور راستہ کی ہوا سے قوت وتندرستی حاصل ہو اور دوسرے ملکوں کی سیر وتفریح ہو جائے اور وہاں کا لطف اٹھائے یا وضو اس لئے کیا تا کہ تازگی اور فرحت حاصل ہو۔ ایسے تمام خیالات اخلاص کو باطل کرنے والے ہیں۔ خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ بلکہ عملِ خالص وہ ہے جس میں بظاہر اپنا کچھ فائدہ نہ ہو بلکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ (کیمیائے سعادت)

خُدا کا محبوب

حضرت ابوبکر دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مخلص کو اپنا اخلاص دیکھنے کی وجہ سے نقصان پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کے اخلاص کو پسند فرمالیتا ہے تو پھر اس کے اخلاص کو عمل کرنے والے کی نظر سے گرادیتا ہے۔

یعنی مخلص اپنے اخلاص پر نظر نہیں رکھتا، حتیٰ کہ وہ مخلص اپنے اخلاص کو اخلاص ہی نہیں سمجھتا، اس طرح وہ خدا کی نظر میں محبوب ہو جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۴۴۸)

حضرت سعید بن جُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنی طاعت اور عمل کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرے اور طاعت میں کسی کو شریک نہ بنائے اور بندے کے کسی عمل میں ریا کاری نہ ہو۔ (ایضاً)

صوفیا کا حج

حُجَّۃُ الاسلام حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص حج کے راستے میں تجارت کا قصد بھی کرے تو اس کا حج ضائع نہ ہوگا اگرچہ ثواب اُتنا نہ ملے گا جتنا کہ فقط حج کے طالب کو ملتا ہے کیوں کہ اس کا اصل ارادہ حج ہے اور تجارت اس کے تابع ہے۔ (کیمیائے سعادت ص:۸۳۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے سفرحج میں جانے والوں کے لئے تجارت کو ممنوع نہیں قرار دیا بلکہ اس کو جائز ٹھہرایا البتہ صوفیائے کرام علیہم الرضوان چوں کہ اللہ رب العزت کی رضا اور اسی کی محبت کو سب چیزوں پر مقدم جانتے ہیں اور دل کو کسی اور جانب متوجہ کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ ان کی تمنا صرف یہ ہوتی ہے کہ ہر نیکی وعبادت خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو اور عملاً بھی ان کی زندگی میں اس کے جلوے نظر آتے ہیں لہٰذا حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے سفرحج میں تجارت کی نیت یا تجارت کو ناجائز نہیں ٹھہرایا بلکہ ان برکتوں اور ثواب سے محرومی کا سبب بتایا جو خالص اللہ عزوجل کی رضا میں جانے والوں کو ملتا ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو ان عشاق اور تقوی شعار بندوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی نیتیں درست رکھنے نیز مخلص ہو کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

اعمال کی روح

نیت اعمال کی روح ہے، اسی پر عذاب وثواب کا دارومدار ہوتا ہے اور خداوندِ قدوس ہر عمل میں نیت ہی کو دیکھتا ہے، چنانچہ رسول خدا محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَادِکُمْ وَ لَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ لٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ" اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کو بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد اول ص ۳۳)

چوں کہ طاعت کا تعلق جسم یا تن سے ہے اور نیت کا تعلق دل سے ہے اس لئے حدیث شریف میں دل کا ذکر کیا گیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم دنیا کو دکھانے کے لئے تصنع، ریاکاری، بناوٹی پرہیزگاری اختیار کرسکتے ہیں اور دنیا کو دھوکہ

دے سکتے ہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہمارا ظاہری تقدس اگر اخلاص سے خالی ہے اور دنیا کے لئے ہے تو دونوں جہاں میں سوائے رسوائی و ذلت کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا اور اگر عبادتیں کم ہوں مگر اخلاص وللّٰہیت کے جذبے سے سرشار ہو کر کی گئی ہوں تو ان شاء اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں عزت و سربلندی حاصل ہوگی۔

جنت کیسے ملے؟

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو پھر عمل کرو، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص نیت کو ہی نہیں سمجھے گا تو اس میں اخلاص اور صدق کا کس طرح خیال رکھے گا، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو دائمی جنت چند روز کے عمل سے حاصل نہ ہوگی بلکہ اچھی نیت سے حاصل ہوگی جس کی کوئی انتہا نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو قیامت کے دن ان کی نیتوں پر اٹھایا جائے گا۔ (کیمیائے سعادت، ۸۱۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیت کی اہمیت اسی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ اکثر محدثین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی کتب حدیث میں سب سے پہلے جس حدیث کو نقل فرمایا وہ نیت ہی سے متعلق ہے۔ سچ فرمایا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پہلے نیت کو سمجھو تا کہ عمل قابل قبول ہو۔ یاد رکھیں نیت کی عدم درستگی پر ساری محنتیں رائیگاں ہو جائیں گی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ محنت بھی کریں، مال بھی خرچ کریں اور وقت بھی صرف کریں لیکن نیت میں خرابی ہونے کی وجہ سے سب کچھ ضائع و برباد ہو جائے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رضا اور اخلاص کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کیوں کہ جب وہ راضی ہو جائے گا تو دارین کی سعادتیں میسر ہوں گی۔

عمل کئے بغیر ثواب

مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کیا ہو تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جو نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو اس کے لئے دس نیکیاں بلکہ سات سو گنا تک لکھ دی جاتی ہیں اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو وہ بُرائی نہیں لکھی جاتی جب تک کہ اسے نہ کرلے۔ (ترغیب جلد اول ص ۳۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا عظیم احسان ہے اللہ رب العزت کا کہ وہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل محض نیکی کے ارادے پر ہی ثواب سے مالا مال فرما دیتا ہے یہ سب اللہ رب العزت کا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے اس امت پر کرم ہے کہ ہم گنہ گار سہی لیکن ہیں تو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں۔ کاش ہم اپنی حقیقت سے واقف ہو جاتے اور نیک ارادے کرتے نیز اپنے آپ کو نیک اعمال کرنے میں مصروف رکھتے تا کہ بے حساب ثواب سے مالا مال ہو سکیں۔

مومن کی بھلائی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ" مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (رواہ البیھقی و الطبرانی فی الکبیر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس فرمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ وہ عمل جو دنیا کے لئے یا رِیا کی غرض سے کیا جائے اس سے بہتر ہے کہ مومن اپنی نیت ہی اچھی کرلے کہ صرف نیت پر بھی اللہ عزوجل اَجر عطا فرمائے گا لیکن اگر نیک عمل تو کیا اور نیک نیتی نہیں تھی اور نہ اللہ عزوجل کی رضا مقصود تھی تو ایسا عمل منہ پر مار دیا جائے گا، اور نیت میں کھوٹ کی وجہ سے اللہ

عزوجل کی بارگاہ سے سزا کا مستحق ہوگا لہٰذا ہمیشہ اچھی نیت کرلیا کریں اور دنیا کے دکھاوے سے پرہیز کریں۔

ھر قدم پر چالیس نیکیاں

امام عشق ومحبت سیدنا امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شک جو شخص نیت کی خوبیوں کو جانتا ہے وہ ایک ایک فعل سے اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کرسکتا ہے۔ مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو جائے اور صرف یہی مقصود ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بے شک یہ چلنا محمود، ہر ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جائے گی اور ہر ہر قدم پر ایک ایک گناہ مٹا دیا جائے گا مگر جو عالِم نیت ہو یعنی نیت کرنے کی خوبیوں سے کئی کئی فائدہ اٹھانا چاہے تو اِس فعل میں کئی نیتیں کرسکتا ہے۔ (اور بے شمار نیکیاں اکٹھا کرسکتا ہے) مثلاً کوئی نمازی مسجد کی طرف مندرجہ ذیل ارادہ کر کے چلا تو یقیناً اسے وہی ملے گا جو اس نے ارادہ کیا۔

(۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

(۲) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

(۳) شعارِ اسلام ظاہر کرتا ہوں۔

(۴) تَحِیَّةُ الْمَسْجِد پڑھنے جاتا ہوں۔

(۵) دَاعِی اِلَی اللّٰہ کی اجابت کرتا ہوں یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بُلانے والے (مؤذن) کی دعوت قبول کرتا ہوں۔

(۶) مسجد سے خس وخاشاک (کوڑا کرکٹ) دور کروں گا۔

(۷) مسجد میں اعتکاف کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ (ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو)

(۸) امرِ الٰہی ''خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ'' (اپنی زینت لو جب مسجد میں

جاؤ) کے مطابق خوب سنوروں گا۔یعنی صاف ستھرے لباس کا اہتمام کروں گا۔

(۹) وہاں جو علم والا ملے گا اس سے مسائل پوچھوں گا، دین کی باتیں سیکھوں گا۔

(۱۰) جاہلوں (لاعلموں) کو مسئلہ بتاؤں گا۔یعنی علمی مسائل بتاؤں گا۔

(۱۱) جو علم میں میرے برابر ہو گا اس سے علم کی تکرار کروں گا۔

(۱۲) علما کی زیارت کروں گا۔

(۱۳) نیک مسلمان کا دیدار کروں گا۔

(۱۴) مسلمانوں سے میل (ملاقات) کروں گا۔

(۱۵) جو رشتہ دار ملے اس سے کشادہ پیشانی سے مل کر صلہ رحمی کا برتاؤ کروں گا۔

(۱۶) اہلِ اسلام (مسلمان) کو سلام کروں گا۔

(۱۷) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔

(۱۸) ان کے سلام کا جواب دوں گا۔

(۱۹) نمازِ باجماعت میں مسلمانوں (اسلام) کی برکتیں حاصل کروں گا۔

(۲۰) مسجد میں دخول (داخل ہونے) کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا۔

(۲۱) مسجد سے خروج (نکلنے) کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا۔

(۲۲) مسجد میں دخول (داخل ہونے) کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ازواجِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حضور کی بیویوں) پر درود بھیجوں گا۔

(۲۳) مسجد سے خروج (نکلنے) کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ازواجِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حضور کی بیویوں) پر درود بھیجوں گا۔

(۲۴) بیمار کی مزاج پُرسی کروں گا۔

(۲۵) جس مسلمان کو چھینک آئے اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (سب خوبیاں اللہ تعالیٰ
کے لئے) کہا اسے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ (اللہ تم پر رحم فرمائے) کہوں گا۔

(۲۶) اگر کوئی غمزدہ ملے تو تعزیت کروں گا۔

(۲۷) اَمْر بِالْمَعْرُوْفِ کروں گا یعنی نیکیوں کی دعوت دیتا رہوں گا۔

(۲۸) نَہِی عَنِ الْمُنْکَر کروں گا یعنی برائیوں سے روکتا رہوں گا۔

(۲۹) نمازیوں کو وضو کے لئے پانی دوں گا۔

(۳۰) اگر موقع ملے تو مسجد میں اذان دوں گا۔

(۳۱) اگر موقع ملے تو اقامت بھی کہوں گا۔

(۳۲) کوئی راستہ بھولا ہو گا تو اسے راستہ بتاؤں گا۔

(۳۳) اندھے کی دستگیری کروں گا۔

(۳۴) جنازہ ملا تو نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔

(۳۵) موقع پایا تو میت کو دفن کرنے کے لئے قبرستان جاؤں گا۔

(۳۶) دو مسلمانوں میں نزاع (جھگڑا) ہو جائے تو حتی الوُسع (جہاں تک ہو سکے) صُلح کراؤں گا۔

(۳۷) مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعا ''اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ'' پڑھوں گا۔

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ پر درود و سلام ہو، اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

(۳۸) مسجد سے باہر نکلتے کی دعا ''اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَ رَحْمَتِکَ'' پڑھوں گا۔

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ پر درود و سلام ہو، اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل

رحمت مانگتا ہوں۔

(۳۹) مسجد میں جاتے وقت پہلے داہنا پاؤں داخل کروں گا اور مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پیر باہر نکالنے کی سُنت پرعمل کروں گا۔

(۴۰) راہ میں پایا ہوا کاغذ (جس پر عربی وغیرہ کچھ لکھا ہوا سے) اٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا۔

اب (کوئی) چالیس حسنات کے لئے جاتا ہے تو گویا چالیس (نیکیوں والے اعمال کی) طرف چلتا ہے، (لہٰذا) ہر قدم پر چالیس نیکیاں، پہلے ہر قدم پر ایک نیکی تھی اب چالیس نیکیاں ہوں گی۔ (اذانِ قبر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ اچھی نیتوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کس قدر ثواب عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ اپنے دنیوی اور دینی تمام اُمور میں نیک نیتی کے ذریعہ اپنی آخرت کو سنواریں اور زیادہ سے زیادہ حصول ثواب کی کوشش کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ہر کام میں نیک نیتی کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طریقہ پر روزمرہ کی زندگی کے تمام مُباح (جائز) کاموں کو بھی اخلاصِ نیت (نیک نیتی) کی بنا پر عبادت میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر:۔

☆ تجارت یا ملازمت اس غرض سے کرے کہ اللہ تعالیٰ نے گھر والوں کے جو حقوق مجھ پر عائد کئے ہیں حلال کمائی سے ان کے حقوق ادا کرتا رہوں گا۔

☆ میڈیکل سائنس (Medical Science) یا انجینیئرنگ (Engineering) یا دیگر عمدہ کورسیس (Courses) کے حاصل کرنے میں خدمتِ خلق کی نیت کرے۔

☆ عمدہ لباس پہننے میں یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا چرچا کر رہا

ہوں۔

☆ بچوں سے پیار کرنے میں یہ نیت کرے کہ بچوں پر شفقت کرنا ہم سب کے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سُنت ہے۔

☆ گھر کا کام کرے اور یہ نیت کرے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھریلو کام اپنے مقدس ہاتھوں انجام دیا کرتے۔

☆ اہل وعیال کی خوش طبعی، مہمانوں کی خاطر و مدارات کرنے میں یہ نیت کرے کہ یہ بھی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سنت ہے۔

☆ جائز تفریحات مثلاً اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضر ہوؤں گا، اللہ تعالیٰ کی بنائی

ہوئی وسیع وعریض روئے زمین اور پہاڑوں کو دیکھ کر اس کی عظمت وشوکت

یاد

کروں گا۔

☆ ہاتھ میں گھڑی پہنے تو اس نیت سے کہ نماز کے اوقات کا علم ہوگا اور درس وتدریس کے فرائض بحسن وخوبی وقت پر انجام دوں گا۔

☆ موبائل (Mobile) رکھے تو اس میں بھی یہ نیت رکھے کہ اس کے ذریعہ

دینی

مسائل بتاؤں گا، دور دراز کے بسنے والوں تک ایس ایم ایس (SMS) کے ذریعہ ہفتہ واری اجتماع نیز سالانہ سُنی اجتماع و دینی محافل وغیرہ کے بارے میں دعوت دیتا رہوں گا۔

☆ جیب میں قلم (Pen) اس لئے رکھے کہ اپنی تحریر کے ذریعہ اسلام کی

اشاعت

کروں گا بسم اللہ شریف، درود شریف وغیرہ لکھوں گا۔

☆ جیب میں روپیہ(Money)اس لئے رکھے کہ غریبوں، یتیموں، حاجتمندوں
کی حاجت روائی کروں گا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروں گا وغیرہ۔

☆ کمپیوٹر (Computer) اس لئے استعمال کرے کہ اس پر دینی کتابوں کی کمپوزنگ کروں گا، ذکر خدا عزوجل، نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتا رہوں گا، کمپیوٹر کے ذریعہ اسلامی باتیں دوسروں تک پہونچاؤں گا اور دعوت وتبلیغ کے فرائض کی ادائیگی میں کمپیوٹر سے مدد لوں گا وغیرہ۔

☆ عطر لگانا اس نیت سے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوشبو پسند فرمائی
ہے اور ہمارے آقا بھی خوشبو لگایا کرتے۔ خانۂ خدا کی تعظیم وتکریم، پاس بیٹھنے
والوں کو خوشبو سے راحت پہونچانا وغیرہ۔

☆ اپنی بیوی سے مجامعت کرنے میں اولاد ہونے کی نیت کرے تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمکی امت میں اضافہ ہو یا عورت کو راحت پہونچانا اور اس کو اور اپنے آپ کو گناہ سے بچانے کی نیت کرے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم کو اپنی نیت یعنی دل کے ارادے کو درست کرنا ہے۔ اس لئے کہ انسان تو صرف عمل کو دیکھتا ہے جب کہ اللہ دل کے ارادے اور ظاہری عمل دونوں کو دیکھتا ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم نیت کو بھی درست کریں اور عمل کو بھی۔ اللہ عزوجل ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے۔

نامۂ اعمال میں لکھو

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ بہت سے نیک کام کرتا ہے فرشتے اس کو آسمان پر لے جاتے ہیں تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ان اعمال کو اس کے نامۂ

اعمال سے مٹا دو کیوں کہ اس نے یہ کام میرے لئے نہیں کئے اور فلاں فلاں اعمال اس کے نامۂ اعمال میں تحریر کردو۔ فرشتے عرض کریں گے اس بندے نے تو یہ کام کئے نہیں تب حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اس نے دل میں ان کاموں کی نیت کی تھی۔ (کیمیائے سعادت ص:۸۱۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے یہاں انہیں کاموں کی اہمیت ہے جن میں اخلاص ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک کام کی نیت پر بھی اجر و ثواب عطا فرماتا ہے وہ نیک کام پورا ہو یا نہ ہو۔

صدقہ قبول فرمایا

بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ زبردست قحط پڑا، ایک شخص ریت کے ایک تودے کے قریب سے گزرا اور کہنے لگا اس تودے کے برابر میرے پاس گیہوں ہوتے تو میں فقرا و مساکین میں تقسیم کر دیتا۔ اس زمانے کے رسول پر وحی آئی اور حکم ہوا کہ اے نبی اس شخص سے کہہ دو کہ تیرا صدقہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ہے اور جس قدر گیہوں ہوتے اتنا ثواب تجھے عطا کیا گیا ہے اور اگر تو نے اتنا صدقہ دیا ہوتا تو اتنا ہی ثواب تجھے ملتا۔ (کیمیائے سعادت ص:۸۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنا کریم ہے ہمارا پروردگار کہ ایک غریب بندے کی اخلاص سے بھرپور نیت کی بنیاد پر اس کو گیہوں کے دانوں کی تعداد کے برابر ثواب عطا فرما دیا۔ پتہ چلا کہ مال ہو یا نہ ہو نیت صاف ستھری اور کامل ہونی چاہئے۔ اللہ کریم اپنے بندے کی کمزوری اور غربت کو دیکھ کر اس کی نیت کی لاج رکھ لیتا ہے اور نیت پر بھی اس کو بے حساب ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

ع یہ کرم نہیں تو کیا ہے

سبحان اللہ! میرے کریم تیرے کرمِ بے حساب کا کیا کہنا اللہ عزوجل ہم سب پر کرم کی یہ برسات تادیر قائم رکھے۔

محبوبِ کبریا سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی نکاح کرے اور مَہر نہ دینے کی نیت رکھے وہ زانی ہے اور جو شخص قرض لے اور نیت یہ کرے کہ واپس نہیں کرے گا تو وہ چور ہے۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! واقعی آج بہت سارے دولہے مہر دینے کی نیت نہیں رکھتے یا پھر معاف کرانے کی نیت پہلے سے ہی کر لیتے ہیں انہیں مذکورہ حدیث شریف سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ آج نہ جانے کتنے تاجر قرض لیتے ہیں اور واپس کرنے میں ٹال مٹول کرتے ہیں یا پھر وہ قرض دینا ہی ضروری نہیں سمجھتے ان کو مذکورہ حدیث شریف سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اس لئے دونوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زانی اور چور قرار دیا اور جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زانی یا چور فرمائیں اس کو اپنی عاقبت کے بارے میں غور کرنا چاہئے۔ لہٰذا خبردار! اپنی نیتوں میں کھوٹ پیدا نہ ہونے دیں اور بری نیت سے پرہیز کریں کہ کہیں انجام بہت ہی بُرا اور بھیانک نہ ہو جائے۔

نیت کی خرابی کا انجام

حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ جو ایک مشہور بادشاہ گزرے ہیں، ایک مرتبہ سیر کرتے ہوئے ایک ایسے دیہات جا پہنچے جہاں گنے کثرت سے بوئے جاتے تھے۔ آپ نے کبھی گنا دیکھا نہیں تھا۔ ایک شخص نے گنّا پیش کیا، جب آپ نے گنّا چوسا تو آپ کو بہت پسند آیا۔ آپ نے اپنے دل میں سوچا کہ گنے کی پیداوار پر لگان (ٹیکس) مقرر کروں گا تاکہ شاہی خزانہ میں ایک نئی آمدنی کا اضافہ ہو۔ اب جو بادشاہ نے گنا چوسا تو اس میں رس ہی نہیں تھا۔ آپ نے حیرانی کے عالم میں کسانوں سے پوچھا کہ یہ اچانک گنے کا رس ختم کیوں ہو گیا؟ آپ کی بات سُن کر ایک بوڑھا کسان سامنے آیا اور کہنے لگا ایسا لگتا ہے کہ اس ملک کے بادشاہ کی نیت بگڑ گئی ہے۔ اس نے اپنی سلطنت میں کوئی ایسا نیا قانون جاری کرنا چاہا ہے جس سے رعایا کو تکلیف ہو، بس یہی وجہ ہے کہ گنے کا رس ختم

ہو گیا۔

بادشاہ چوں کہ آپ ہی تھے اور آپ ہی نے لگان مقرر کرنے کا ارادہ کیا تھا بس آپ سمجھ گئے کہ یہ میری نیت کی خرابی کا پھل ہے۔ آپ نے فوراً دل میں توبہ کی اور ٹھان لی کہ ہرگز لگان مقرر نہیں کروں گا۔ اس کے بعد جو گنا چوسا تو رس بھرا ہوا ملا۔ (تفسیر روح البیان)

باغ منٹوں میں برباد

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے بعد کا واقعہ ہے کہ یمن کے صنعاء شہر سے دو کوس کی دوری پر ایک باغ تھا جس کا نام صَرْوان تھا، اس باغ کا مالک بہت نیک نفس، سخی تھا۔ اس کا دستور تھا کہ پھلوں کو توڑتے وقت فقیروں، مسکینوں کو بلاتا اور اعلان کرتا کہ جو پھل ہَوا سے گر پڑے یا ہماری جھولی سے الگ جا گرے وہ سب تم لے لیا کرو۔ اس طرح باغ کا بہت سارا پھل فقرا و مساکین کو مل جایا کرتا تھا۔ باغ کا مالک انتقال کر گیا۔ چوں کہ اس کے تینوں بیٹے جو اس باغ کے مالک بنے، کنجوس تھے، انہیں یہ گوارا نہ تھا کہ بہت سارا پھل فقرا و مساکین لے جائیں لہٰذا ان لوگوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ سورج نکلنے سے قبل ہی ہم لوگ باغ کا پھل توڑ لیں تاکہ فقرا و مساکین کو خبر نہ ہو۔ چنانچہ ان لوگوں کی بدنیتی نے یہ اثر دکھایا کہ ناگہاں رات ہی میں اللہ تعالیٰ نے باغ میں ایک آگ بھیج دی جس نے پورے باغ کو جلا کر سیاہ کر ڈالا اور ان لوگوں کو خبر تک نہ ہوئی، یہ لوگ اپنے منصوبہ کے تحت جب شب کے آخری حصہ میں پہونچے تو جلے ہوئے باغ کو دیکھ کر حیران رہ گئے، چنانچہ ایک بول پڑا کہ ہم لوگ راستہ بھول کر دوسری جگہ آ گئے ہیں لیکن ان میں سے ایک کچھ نیک نفس تھا اس نے کہا نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قہر ہے جس نے ہم لوگوں کو پھل سے محروم کر دیا ہے۔ لہٰذا توبہ کرو اور تسبیح پڑھو۔ تینوں بھائیوں نے توبہ کی اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کر لی اور بدلے میں انہیں ایک دوسرا باغ عنایت فرمایا جس میں کثرت سے بڑے بڑے پھل آنے لگے۔ (تفسیر صاوی/عجائب القرآن)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان ہی سے غلطی ہوتی ہے لیکن رب ذوالجلال اپنے بندوں سے بے انتہا محبت فرماتا ہے اگر کوئی غلطی پر نادم وشرمندہ ہوجائے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ کو قبول بھی فرمالیتا ہے اور جو مال چھین لیتا ہے اس سے بہتر عطا فرمادیتا ہے۔ اللہ ہمیں نیت درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مردار سے زیادہ بدبودار

حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی نے بھی غیر اللہ کے لئے خوشبو لگائی قیامت کے دن اس کی خوشبو مردار سے زیادہ بدبودار ہوگی اور جس نے خدا کے لئے لگائی قیامت کے دن مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر چیز میں اللہ عزوجل وحضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ خواہ ہم خوشبو کا استعمال ہی کیوں نہ کریں، جیسا کہ مذکورہ حدیث پاک سے ہمیں معلوم ہوا۔

قرض ادا ہو گیا

رسولِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی سے دَین (قرض لین دین) کا معاملہ کرے اور اس کو ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو (اور ادا کرنے سے پہلے مرگیا) تو اللہ عزوجل اس کی طرف سے روزِ قیامت ادا فرمائے گا۔ (ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرض کی

ضرورت انسان کو اپنی زندگی میں پڑتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اتنا مقروض ہوتا ہے کہ کوشش کے باوجود وہ اپنا قرض ادا نہیں کر پاتا تو مولیٰ کریم اس بندے کے قلب کو دیکھتا ہے کہ اس کی نیت کیا ہے؟ کیا وہ قرض ادا کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی نیت میں قرض ادا کرنا ہے تو میرا کریم اپنے کرم سے قیامت کے دن جو حساب و کتاب کا دن ہوگا اس کا قرض ادا فرمائے گا اور وہ مؤاخذہ سے بچ جائے گا۔

لٰہذا ہر وہ شخص جو مقروض ہو اسے ادائیگی کی کوشش کرنی چاہیئے اور قرض ادا کرنے کی فکر میں لگا رہنا چاہیئے۔ پروردگارِ عالم (بندے کی) مجبوری سے قرض ادا نہ کر پانے کی صورت میں قیامت کے دن اس بندے کے قرض کو ادا فرما دے گا۔

تیس۳۰ سال سے محاسبہ

حضرت یحیٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ نے دوا کھائی، آپ کی بیوی نے عرض کی کہ آپ گھر میں چند قدم ٹہل لیں (تاکہ آپ کی صحت بہتر ہو جائے) فرمایا میرے پاس اس طرح چلنے پھرنے کی کوئی وجہ نہیں، تیس سال سے میں اپنا محاسبہ کر رہا ہوں کہ جو کچھ کروں صرف دین کی خاطر کروں، کسی اور نیت سے کچھ نہ کروں۔ پس اس مقرب قوم کا دستور ہے کہ جب تک دینی نیت ملحوظ نہ ہو، کچھ حرکت نہیں کرتے۔ (کیمیائے سعادت، ۳۰۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعہ سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ والے اپنے قدموں کو حرکت دیتے وقت بھی اپنی نیتوں کو جانچتے اور بغیر اچھی نیت کیئے قدموں کو جنبش تک نہ دیتے یہاں تک کہ دوا پی لینے کے بعد بھی اگر چند قدم چلنا بھی ہو تو نیت کا خیال فرماتے۔ اے کاش کہ ہم بھی اپنا محاسبہ اسی طرح کرنے لگ جائیں تو ان شاء اللہ آخرت میں بے حساب اجر و ثواب کے حق دار بن سکتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور نیک نیتی اور

احتساب کی توفیق نصیب فرمائے۔

گھر کی کھڑکی

مثنوی شریف میں مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مکان تعمیر کیا تو مسجد کی طرف اس نے ایک کھڑکی رکھی، کسی نے پوچھا یہ کھڑکی کیوں رکھی ہے؟ اس نے کہا ہوا کے لئے۔ اس شخص نے کہا اگر تم اس کھڑکی کو لگاتے وقت یہ نیت کر لیتے کہ مسجد کی اذان کی آواز سُنائی دے گی تو اس طرح تمہاری آخرت بن جاتی اور اس نیت سے تم کو ثواب ملتا اور ہوا کو تو بہر حال آنا ہی تھا۔ اب تمہارے لئے یہ صرف ہَوا دے گی اور آخرت میں کچھ نہ ملے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دیکھا آپ نے جو آدمی اچھی نیتوں کا عادی بن جائے اور ہر کام میں اچھی نیت کرتا رہے تو اُس نیت کی وجہ سے دنیوی فوائد تو ملتے ہی ہیں آخرت میں بھی اجر کا حقدار بن جاتا ہے۔ کاش ہم مذکورہ واقعہ سے سبق حاصل کریں اور اچھی نیتوں کے عادی بن جائیں۔

اچھی نیتوں کے فائدے

میرے پارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے بری نیتوں کے انجام کے سلسلہ میں قرآنی آیات، احادیث نیز اقوالِ زریں و واقعات ملاحظہ فرمایا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اچھی نیتوں کے فوائد وثمرات کیا کیا ہیں؟

پہلے زمانے میں ایک بوڑھے اور ایک جوان نے مل کر ایک زمین خریدی اور اس میں گندم (گیہوں) بویا، کھیتی جب پک کر تیار ہوئی اور کٹائی ہو چکی اور دونوں اپنا حصہ تقسیم کرنے لگے، بوڑھا شخص اپنا حصہ لیتا اور چپکے سے جوان کی طرف سرکا دیتا اور دل ہی دل میں کہتا شاید اس کی عمر میں برکت ہو اور اسے زیادہ گندم کی حاجت ہو، میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں مجھے زیادہ گندم کی کیا ضرورت؟ اور نو جوان بھی اپنا حصہ لیتا اور بوڑھے کی طرف سرکا دیتا اور یہ کہتا کہ بوڑھا چوں کہ عیالدار (بال بچے والا) ہے، اسے

زیادہ گندم کی ضرورت پڑے گی، جوں جوں یہ معاملہ آپس میں کرتے رہے، گندم میں برکت ہوتی گئی یہاں تک کہ ختم ہی نہ ہوا۔ جب یہ دونوں تقسیم کرتے کرتے تھک گئے تو دونوں نے اپنی اپنی نیت بیان کی تو پتہ چلا کہ یہ نیک نیتی کی برکت ہے۔

سبحان اللہ!

بادشاہِ وقت کو جب ان دونوں کا معاملہ پتہ چلا تو اس نے ان کے گندم کے ڈھیر سے ایک دانہ منگوا کر اپنے خزانہ میں رکھا، اس کی برکت سے اس کے خزانہ میں بھی برکت ہوگئی۔ (نزہۃ المجالس، جلد اول)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اچھی نیتوں میں اللہ عزوجل نے برکت رکھی ہے اور اچھی نیت والوں کے سبب اللہ عزوجل دوسروں کے مال میں بھی برکت پیدا فرما دیتا ہے لہٰذا مخلص لوگوں کے ساتھ اپنا تعلق رکھو اور ان کی صحبتوں سے استفادہ کرو۔

قاتل و مقتول

سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں تلواریں لئے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ (راوی فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! قاتل تو واقعی جہنم کا مستحق ہے، مقتول کا کیا قصور ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بھی تو مقابل کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بظاہر مقتول (جو قتل ہو چکا) مظلوم نظر آتا ہے چونکہ اس کی نیت بھی قتل کرنے ہی کی تھی مگر اسے کوئی موقع ہاتھ نہ آیا اس لئے وہ اُسے قتل نہ کرسکا لیکن اس کی نیت میں فتور تھا اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کو جہنمی قرار دیا۔

ایمان کیا ہے؟

اخلاص ہی سے ایمان میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ایک مرتبہ ایک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کیا ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ الْاِخْلَاصُ'' یارسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ فرمایا اخلاص۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایمان ہی کو اخلاص فرمایا لہٰذا اچھی طرح ہم کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اللہ عزوجل کی رضا اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا ہی کو مقدم رکھنے میں بھلائی ہے۔کاش کہ ہم اسی پر عمل پیرا ہوں اور نیت درست کرنے کی کوشش کریں تاکہ اچھی نیتوں کی وجہ سے حشر بھی اچھا ہو۔

تھوڑا عمل کافی ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُوْصِ قَالَ الْاِخْلَاصُ فِیْ دِیْنِکَ یَکْفِیْکَ الْعَمَلَ الْقَلِیْلَ'' اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔آپ نے فرمایا اپنے دین میں اخلاص رکھو تھوڑا عمل بھی تم کو کافی ہوگا۔ (ترغیب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ چلا کہ دین کے معاملہ میں اخلاص بے حد ضروری ہے معمولی نیکی جو اخلاص کے ساتھ کی جائے تو وہ ان بڑی بڑی نیکیوں پر بھاری ہے جو رِیا کاری کی غرض سے کی گئی ہوں۔

اخلاص کی برکتیں

مخلصین پر اللہ تعالیٰ کی کیا نوازشیں اور انعامات ہیں ملاحظہ فرمائیں:

اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ ○ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ○ فَوَاکِہُ ج وَھُمْ

مُّکْرَمُوْنَ o فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ o عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ o یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِکَأْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ o بَیْضَآءَ لَذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ o لَافِیْھَا غَوْلٌ وَّ لَاھُمْ عَنْھَا یُنْزَفُوْنَ o وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ o کَاَنَّھُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ o فَاَقْبَلَ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَ لُوْنَ o قَالَ قَآئِلٌ مِّنْھُمْ اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ o یَّقُوْلُ اَئِنَّکَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ o ءَ اِذَا مِتْنَا وَ کُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًاءَ اِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ o قَالَ ھَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ o فَاطَّلَعَ فَرَاٰہُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ o قَالَ تَاللّٰہِ اِنْ کِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ o وَ لَوْ لَانِعْمَۃُ رَبِّیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ o اَ فَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ o اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَمَانَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ o اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ o مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں، ان کے لئے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے، میوے اور ان کی عزت ہوگی چین کے باغوں میں، تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے، ان پر دورہ ہوگا نگاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام کا سفید رنگ پینے والوں کے لئے لذت، نہ اس میں خمار ہے اور نہ اس سے ان کا سر پھرے، اور ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گی، بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے، تو ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے ان میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھا مجھ سے کہا کرتا کیا تم اسے سچ مانتے ہو، کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا سزا دی جائے گی، کہا کیا تم جھانک کر دیکھو گے پھر جھانکا تو اسے بیچ بھڑکتی آگ میں دیکھا، کہا خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے اور میرا رب فضل نہ کرے تو ضرور میں بھی پکڑ کر حاضر کیا جاتا تو کیا ہمیں مرنا نہیں مگر ہماری پہلی موت اور ہم پر عذاب نہ ہوگا، بے شک یہی بڑی کامیابی ہے۔

رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”اِنَّمَا یَنْصُرُ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِضَعِیْفِھَا وَ بِدَعْوَتِھِمْ وَ صَلٰوتِھِمْ وَ اِخْلَاصِھِمْ“ اللہ تعالیٰ

اس امت کی ان کے ضعیفوں کی دعاؤں اوران کی نمازوں اوران کے اخلاص کی برکت سے امداد فرماتا ہے۔ (نسائی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امت کے ضعفا کی دعائیں اور نمازِ اخلاص سے بھرپور ہوتی ہے اس لئے کہ ان کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اب جوانی پلٹنے والی نہیں اور نیکیوں کے علاوہ کوئی چیز قبر وحشر میں کام آنے والی نہیں لہٰذا وہ جو بھی عبادت کرتے ہیں اخلاص سے کرتے ہیں۔اس لئے ان کی دعاؤں کی برکت سے اللہ کی طرف سے نصرت و مدد نازل ہوتی ہے اور امت کی تقدیر سنور جاتی ہے۔کاش! ہم آج کے اُس ماحول سے دور رہتے جس میں بزرگوں کی توہین اور ان کو بوجھ سمجھا جاتا ہے۔

انار کا ایک دانہ

ایک بزرگ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ بزرگ نے جواب دیا جو کچھ میں نے خالص راہِ خدا میں کیا تھا اسے نیکیوں کے پلڑے میں پایا، چنانچہ انار کا ایک دانہ جو میں نے ایک مرتبہ راہ میں پڑا دیکھا تو اٹھالیا تھا، نیکیوں کے پلڑے میں تھا اور ایک بِلّی جو میرے گھر میں مرگئی تھی وہ بھی اسی پلڑے میں تھی۔ ایک ریشمی دھاگہ جو میں نے اپنی ٹوپی میں ٹانک لیا تھا گناہوں کے پلڑے میں پایا۔لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ گدھا جس کی قیمت سو دینار تھی اور وہ بھی (بلی کی طرح) گھر میں ہی مرا تھا مجھے نیکیوں کے پلڑے میں نہ ملا، آخر میں نے خدائے تعالیٰ سے پوچھ لیا کہ اے اللہ عزوجل! بِلّی تو نیکیوں کے پلڑے میں مگر گدھا کیوں نہیں؟ ارشاد ہوا جہاں تو نے بھیجا تھا وہیں پہنچ گیا۔ یاد ہے کہ تو نے گدھے کے مرتے وقت کہا تھا ”اِلٰی لَعْنَةِ اللّٰهِ“ اگر تو اس کی جگہ ”فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ“ کہہ دیتا تو آج اسے بھی نیکیوں کے پلڑے میں دیکھتا۔اسی طرح میں نے ایک مرتبہ خدا کی راہ میں صدقہ دیا تھا وہ بھی نیکیوں کے پلڑے میں نہ تھا کیوں کہ جب میں صدقہ دے رہا تھا تو لوگ دیکھ رہے تھے،اور ان کا دیکھنا مجھے اچھا لگ رہا تھا۔

یہ باتیں جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے سُنا تو فرمایا یہ انمول دولت ہے جواس کے ہاتھ آئی یعنی اسے نقصان زیادہ نہ پہونچا۔(کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ ہم کو اپنی نیت اخلاص سے بھرپور رکھنی چاہیئے ورنہ کل بروز قیامت سوائے رسوائی کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

مخلص کی نجات

حضرت ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص سعید ہے جس نے اپنی تمام عمر میں ایک قدم بھی اخلاص کے ساتھ اٹھایا ہو۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زندگی بھر کے عمل پر اخلاص کے ساتھ اٹھایا جانے والا ایک قدم بھاری ہے اور یہی مخلص کی نجات اور نیک بختی کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دونوں برابر

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔

☆ ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دیا ہو، وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور صلہ رحمی کرتا ہو اور جانتا ہو کہ اس مال اور علم میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے تو یہ اَفْضَلُ الْمَنَازِل (بڑے مرتبے والے لوگوں) میں سے ہے۔

☆ دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم تو دیا لیکن وہ مال سے محروم ہے مگر اس کی نیت خالص ہو اور وہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا جس طرح فلاں شخص کیا کرتا ہے تو یہ اپنی خالص

نیک نیتی کی وجہ سے اور پہلا شخص خرچ کرنے والا خرچ کرنے کی وجہ سے دونوں ثواب میں برابر کے شریک ہیں۔

☆ تیسرا وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور علم نہیں دیا تو وہ اپنا مال بے
قاعدگی کے ساتھ بے سمجھے بوجھے خرچ کرتا ہو، نہ وہ خدائے تعالیٰ سے ڈرتا ہو
اور نہ ہی حق والوں کے حقوق ادا کرتا ہو نہ اس میں اللہ تعالیٰ ہی کو جانتا ہو بلکہ نڈر ہو کر شراب و کباب، کھیل تماشہ اور ناچ گانوں میں اپنا مال اُڑاتا ہو تو یہ سب سے بُرے مرتبے والا ہے۔ (اللہ کی پناہ)

☆ چوتھا وہ شخص ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے نہ تو مال دیا ہو، نہ ہی علم دیا ہو، وہ کہتا
ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص (قسم سوم) کی طرح خرچ کرتا،
تو وہ اپنی بُری نیت کی وجہ سے خود اور اس سے پہلا شخص دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ نے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان سے جان لیا کہ بندہ اچھی نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک کتنا بڑا مرتبہ پالیتا ہے۔ یعنی مال خرچ کرنے والا علم والے کے برابر ہو جاتا ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو نیک نیتی کے ساتھ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

سب سے اچھا عمل

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تم نے کبھی

میرے لئے بھی عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی! میں نے تیرے لئے نمازیں پڑھی، روزے رکھے، صدقات دئے، تیرے لئے سجدے کئے، تیری حمد بجا لایا، تیری کتاب کو پڑھا اور تیرا ذکر کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! نمازیں تیری دلیل، روزے تیرے لئے ڈھال، صدقہ تیرے لئے سایہ، تسبیح تیرے لئے جنت میں درخت، کتاب کا پڑھنا تیرے لئے جنت میں حور وقصور (محلات) کا باعث اور میرا ذکر تیرا نور، بتا تو نے میرے لئے کیا عمل کیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب ذوالجلال! مجھے بتا وہ کون سا عمل ہے جو تیرے لئے کروں؟ رب نے فرمایا: کبھی میری وجہ سے کسی سے محبت کی؟ اور میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی؟ تب موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ سب سے اچھا عمل اخلاص ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے دوستی اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے دشمنی رکھنا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر آج ہم مذکورہ واقعہ کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی بھی اخلاص سے بھرپور نظر نہیں آئے گی۔ آیئے اپنے معبود برحق کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں کہ ہم نے ماضی میں جو کچھ بھی اخلاص سے خالی عمل کئے ہوں اللہ عزوجل ہماری اُن کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ہر نیکی محض اپنی رضا وخوشنودی کے لئے کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

رِیاوسمعہ پر وعیدیں

ریا کے معنی ہے دکھاوا۔ احادیث کریمہ میں اس کے ساتھ سمعہ کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے یعنی نام ونمود۔ ریا یعنی کوئی کام دکھاوے کے لئے کرنا۔ جیسے نماز اس نیت سے پڑھنا کہ لوگ متقی یا نمازی کہیں، یا صدقہ دینا تا کہ لوگ دولت منداور سخی سمجھیں یا کوئی کام کرنا مثلاً قرأت وخوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا تا کہ لوگ قاری کہیں یا بیان ونعت سے سامعین کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا تا کہ لوگ بڑا عالم ونعت خواں سمجھیں جب کہ مسلمان کا ہر کام صرف اللہ عزوجل کے لئے ہونا چاہئے لہٰذا جس مسلمان کے اعمال ریا اور سُمعہ کے لئے کئے جائیں وہ ضائع اور بیکار ہوں گے اور ان پر انہیں کوئی اجر وثواب نہ ملے گا۔

میرے پیارآ قا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! وہ اعمال جن کو رِیا (دکھاوا) یا سُمعَہ (نام ونمود) کے لئے کیا جائے بظاہر وہ اعمال ادا تو ہوجاتے ہیں لیکن عمل کا مقصد صرف اس کا ادا ہوجانا ہی نہیں ہے بلکہ عمل کا مقصد تو یہ ہے کہ اس سے دنیوی واُخروی فوائد وبرکات کا حصول ہو اور ریا وسُمعَہ کے لئے عمل کرنے والا نہ صرف اُس سے محروم رہتا ہے بلکہ وہ تباہی اور عذابِ خداوندی کا شکار بھی ہوجاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے لئے جہنم کا وہ ٹھکانہ متعین فرمایا کہ جس ٹھکانے سے خود جہنم پناہ مانگتا ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "فَوَیلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلاَتِهِمْ سَاهُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُ وْنَ o وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ o تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور

برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔ (پ۳۰،سورۂ ماعون،آیت۴-۷)

شرک اصغر کیا ھے ؟

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ مَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ'' تمہارے بارے میں جس چیز سے میں ڈرتا ہوں وہ شرکِ اصغر ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرکِ اصغر کیا چیز ہے، فرمایا ریا (یعنی دکھاوے کے لئے کوئی کام کرنا)۔
(رواہ:احمد)

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے ہوئے دیکھا تو گریہ کا سبب پوچھا، انہوں نے کہا کہ مجھے ایک حدیث رلاتی ہے جو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا''اِنَّ اَدْنٰی الرِّیَاءِ شِرْکٌ''، ریا کا ادنیٰ درجہ شرک ہے۔ (احیاء العلوم،۴۹۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریا کو شرک اصغر قرار دیا، شرک کتنا عظیم گناہ ہے کہ قرآن نے اسے ظلم عظیم فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا۔ پروردگارِ عالم ہم سب کو ریا جیسے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ذلیل و رُسوا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچہ کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی ریا کاری لوگوں میں مشہور کرے گا اور اس کو ذلیل ورسوا کردے گا۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج اگر ہم معاشرے میں ذلت و رسوائی سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے ہر عمل اور اپنی عبادت میں خلوص پیدا کریں تا کہ ہم مذکورہ بالا حدیث میں بیان کئے گئے عذاب اور وعید سے بچ سکیں۔

ریا کی حقیقت

حُجّةُ الْاِسلام حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں لغت میں ریا "رُوْيَةٌ" سے ہے، جس کا معنی دیکھنا ہے۔ اسی طرح سُمعَہ "سماع" سے ہے، جس کا معنیٰ شہرت ہے اور ریاء کا شرعی معنیٰ ہے "لوگوں کو اچھی خصلتیں دکھلا کران کے دلوں میں اپنی قدر و منزلت پیدا کرنا"

لیکن چوں کہ جاہ و منزلت کا دلوں میں پیدا ہونا سوائے عبادات کے اور اعمال سے بھی ہوسکتا ہے اور عبادات سے بھی، ریا کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی عبادت سے بندوں کو خوش کرنا اور اپنی تعریف کروانا۔ اس لئے ایسے اعمال سے بچنا لازم ہے۔

کون سا بندہ سچا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰی فِی الْعَلَانِیَةِ فَاَحْسَنَ وَ صَلّٰی فِی السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا" بندہ جب علانیہ نماز پڑھے تو خوبی کے ساتھ پڑھے اور جب پوشیدہ طور پر پڑھے تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھے تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے۔ یعنی ریا کاری نہیں کرتا ہے۔ (ابنِ ماجہ)

شرک کیا ہے ؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا تو اس نے بھی شرک کیا اور

جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ دیا تو اس نے شرک کیا۔ (احمد، مشکوٰۃ)

رِیا کا عذاب

شیرِ خُدا مشکل کُشا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وادیٔ حُزن یعنی حُزن کی گھاٹی سے پناہ مانگو، عرض کیا گیا حضور! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ جہنم کی ایک وادی ہے جس سے ہر روز جہنم بھی ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے، یہ وادی اللہ تعالیٰ نے ریا کاروں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ملاحظہ فرمائیں کہ یہ حدیث پاک باب العلم حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمارہے ہیں جس میں بڑے واضح انداز میں ارشاد فرمایا گیا کہ جہنم میں ایک ایسا مقام ہے کہ جس سے خود جہنم ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے اور اُسی مقام میں اُس بندے کو عذاب کے لئے ڈال دیا جائے گا جو بندہ کوئی بھی عمل دکھاوے کے لئے کرتا ہوگا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے اعمال میں دکھاوا کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نجات کس میں؟

حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ! نجات کس چیز میں ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''اَنْ لَّا یَعْمَلَ الْعَبْدُ بِطَاعَۃِ اللّٰہِ یُرِیْدُ بِھَا النَّاسَ'' انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کوئی عمل کرتے وقت لوگوں کا خیال دل میں نہ لائے۔ (احیاء العلوم، ص: ۴۹۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث شریف میں امت کو یہ درس دیا جارہا ہے کہ جب بندہ اپنے رب کے حضور اطاعت و بندگی کے لئے حاضر ہو تو عبادت میں خلوص وللّٰہیت پیدا کرے کہ اسی میں بندے کی نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں خلوصِ دل کے ساتھ عبادت و بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔

پردہ لٹکا دے

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی روزہ رکھے تو سر اور داڑھی میں تیل ڈالے اور ہونٹوں پر بھی ہاتھ پھیر دے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ روزہ دار ہے اور جب کوئی داہنے ہاتھ سے کسی کو کچھ دے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو اور جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے پر پردہ لٹکا دے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ثواب بھی اسی طرح تقسیم کرتا ہے جس طرح روزی بانٹتا ہے۔ (احیاء العلوم، ۴۹۹)

اسی مضمون کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، عرش کے سایہ میں ایک ایسا شخص ہوگا جس نے کسی کو داہنے ہاتھ سے دیا اور اپنے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہونے دی یعنی خیرات چھپا چھپا کر دی۔ (احیاء العلوم، ۵۰۰)

اچھے اعمال کے باوجود جہنم میں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے کیا اطاعت کی؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے خدا کی راہ میں اپنی جان قربان کی اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا۔ جہاد تو اس واسطے تو نے کیا تاکہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا بہادر ہے۔ پس حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ اس کے بعد دوسرے شخص کو لایا جائے گا، اس سے دریافت کیا جائے گا تو نے کیا اطاعت کی؟ وہ کہے گا جو کچھ مال میرے پاس تھا وہ میں نے تیری راہ میں خیرات کر دیا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے اس واسطے یہ داد و دہش کی تھی تاکہ لوگ کہیں کہ یہ بہت سخی ہے۔ حکم ہوگا، اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک شخص کو لایا جائے گا، اس سے دریافت کیا جائے گا کہ تو نے کیا اطاعت کی؟ جواب دے گا میں نے علم حاصل کیا، علمِ قرآن سیکھا اور اس کے حصول میں بہت محنت کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے،

تو نے علم اس لئے حاصل کیا تا کہ لوگ تجھے عالم کہیں۔ اس کو بھی دوزخ میں لے جاؤ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کے معاملے میں کسی چیز سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا چھوٹے شرک سے۔ لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ریا ہے اور قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا اے ریا کارو! تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دِکھانے کیلئے میری عبادت کیا کرتے تھے اور اپنے عمل کی جزا انھیں سے مانگو۔ (مشکوٰۃ شریف)

جہنم عُلما کے لئے!

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جُبُّ الْحُزْن" کے گڑھے سے خدا کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ "جُبُّ الْحُزْن" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ جہنم کا ایک غار ہے جو رِیا کار عالموں کیلئے بنایا گیا ہے۔ (کیمیائے سعادت، ۶۱۹)

اللہ اکبر! ذرا غور فرمایئے ایک طرف نائبِ رسول ہونے کا رتبہ اور دوسری طرف جہنم کا وہ غار جس کا نام "جُبُّ الْحُزْن" ہے۔ پتہ چلا اگر انسان کے عمل میں دکھاوا آجائے تو علم بھی اس کی دنیا و آخرت برباد ہونے سے بچا نہیں سکے گا۔ آیئے ہم عہد کریں کہ انشاء اللہ آئندہ اپنے ظاہری و باطنی اعمال میں ریا کاری ہرگز نہیں کریں گے۔ اللہ ہم سب کو اس عہد پر قائم رہنے اور خلوصِ نیت کی دعوت کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبادت نامقبول

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جس نے عبادت کی اور دوسرے کو میرے ساتھ شریک کیا جب کہ میں شریک سے بے نیاز ہوں اسی واسطے میں نے تمام بندوں کو ایک دوسرے کا شریک بنا دیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس عمل کو جس میں ذرہ برابر بھی ریا شامل ہوگی، خدائے قدیر و جبار قبول نہیں فرمائے گا۔ (کیمیائے سعادت، ۶۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ریا کار کو قیامت کے دن پکارا

جائے گا اور اس سے کہا جائے گا اے ریا کار! اے مکار! تیرا عمل ضائع ہوا، تیرا اجر باطل ہوا۔ جا اور اپنا اجر اور اپنی مزدوری اسی سے مانگ جس کے لئے تو نے عمل کیا تھا۔

حضور رونے لگے

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک بار میں نے اشکبار پایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ میری امت کے لوگ شرک میں مبتلا ہو جائیں گے وہ بت پرستی یا ستارہ پرستی تو نہیں کریں گے بلکہ عبادت ریا کے ساتھ کریں گے۔ (کیمیائے سعادت، ۶۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیثِ پاک سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نگاہِ نبوت سے ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم آج کے مسلمان شرک یعنی بُت پرستی میں مبتلا تو ہرگز نہ ہوں گے مگر اپنے اعمال میں رِیا کاری کے ذریعہ ضرور شرک جیسی لعنت کے شکار ہوں گے جس پر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمانِ کرم سے آنسو جاری ہو گئے۔ لہٰذا آج ہم عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ریا کاری کی لعنت سے بچیں اور اپنے اہل وعیال، دوست واحباب کو بچتے رہنے کی تاکید کریں۔

سب سے طاقتور کون؟

جب حق سبحانہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو زمین کانپنے لگی، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر ان کی مینخیں زمین پر ٹھونک دی جس سے زمین کی کپکپی بند ہو گئی، ملائکہ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ان پہاڑوں سے زیادہ قوی اور کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی

تو اللہ تعالیٰ نے لوہا پیدا فرمایا، اس نے پہاڑوں میں شگاف پیدا کردئے تو ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑوں سے قوی تر ہے تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا فرمایا، آگ نے لوہے کو گلا دیا پھر پانی کو پیدا فرمایا اور پانی نے آگ کو بجھا دیا پھر ہوا کو پیدا فرمایا اور ہوا نے پانی کو ساکن کردیا، اس پر ملائکہ آپس میں جھگڑنے لگے کہ قوی ترین چیز کون سی چیز ہے؟

ملائکہ نے کہا خدائے تعالیٰ سے دریافت کرنا چاہئے کہ اس کی مخلوق میں قوی ترین کون ہے؟ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی تمام مخلوق سے زیادہ قوی ہے جو اپنے داہنے ہاتھ سے خیرات دے اور بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو، میں نے اس سے زیادہ کسی مخلوق کو قوی نہیں بنایا۔ (کیمیائے سعادت، ۶۲۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! سبحان اللہ! غور فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں چھپا کر خرچ کرنا دنیا کی تمام طاقتور چیزوں سے زیادہ مضبوط اور اللہ کی بارگاہ میں پسندیدہ عمل ہے۔ اگر آج ہم دنیا والوں کی نظر میں اپنا کھویا ہوا وقار، اپنا منصب دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ ہم خالص اللہ کے لئے، اس کی رضا وخوشنودی کے لئے اپنی صبح وشام گزاریں اور ہر وقت اپنے فکر و خیال میں اسی کا تصور جمائے رہیں۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل ہم سب کو اپنی رضا میں گزرنے والی زندگی عطا فرمائے۔

نماز بھی قضا کر لیجئے

بلبل شیراز حضرت شیخ مصلح الدین سعدی علیہ الرحمہ ایک حکایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک زاہد صاحب ایک بادشاہ کے مہمان ہوئے، جب کھانے کیلئے بیٹھے تو زاہد صاحب نے کھانا اپنی خوراک سے بالکل کم کھایا اور جب نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو روزمرہ کی عادت کے خلاف کہیں زیادہ عبادت کرتے رہے تاکہ بادشاہ کا حسنِ

عقیدت ان کے حق میں خوب زیادہ ہو جائے۔

جب زاہد صاحب بادشاہ کے دربار سے اپنے گھر واپس آئے تو کھانے کے لئے دستر خوان طلب کیا، زاہد صاحب کا ایک عقل مند لڑکا تھا، اس نے کہا اے ابا جان! بادشاہ کے یہاں دعوت میں گئے تھے، کھانا نہیں کھائے؟ زاہد صاحب نے جواب دیا کہ ان کے سامنے کچھ بھی نہیں کھایا تا کہ لوگ مجھے کم کھانے والا اور زیادہ عبادت گزار سمجھیں۔لڑکے نے جواب دیا اے ابا جان! نماز کی بھی قضا پڑھ لیجئے کہ آپ نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو کام آئے۔

ٹیڑھی گردن

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا سر نیچے کئے ہوئے ہے یعنی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ میں پارسا ہوں۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا اے ٹیڑھی گردن کرنے والے! گردن سیدھی کر،تواضع اور خاکساری کا تعلق دل سے ہے گردن سے نہیں۔

مسجد سے اچھا گھر

حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر سر رکھے ہوئے رو رہا ہے۔حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ اے شخص یہ کام جو تو مسجد میں کر رہا ہے اگر اپنے گھر میں کرتا تو کوئی تجھ جیسا نہ ہوتا، تو بے مثال شخص ہوتا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بے شک اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنا ایک نیک عمل اور اللہ عزوجل کی رضا جوئی کی بہترین راہ ہے مگر بھیڑ بھاڑ میں یہ عمل کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر یا کسی ایسی جگہ پر کیا جائے جہاں تنہائی ہو اور لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ نہ ہو، مذکورہ واقعہ سے ظاہر

ہے کہ گریہ وزاری کرنا اچھا عمل تو ہے لیکن وہی عمل اگر تنہائی میں ہوتا تو بے مثال ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرائض کو مسجد میں باجماعت ادا کرنے اور سنن ونوافل کو اپنے گھر پر ادا کرنے کو مستحسن قرار دیا ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں خلوص دل سے عبادت کرنے اور رِیا سے بچتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رِیا کار کی پہچان

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ریا کار (دکھاوا کرنے والے) کی تین علامتیں ہیں، جن کے ذریعہ وہ پہچانا جاسکتا ہے۔

اول: یہ کہ خلوت (تنہائی) میں تو کاہل رہتا ہے، عمل نہیں کرتا اور لوگوں کے سامنے چست وچالاک ہوجاتا ہے۔

دوم: یہ کہ جب اس کی تعریف کی جاتی ہے تو بڑھ چڑھ کر عبادت کرتا ہے۔

سوم: یہ کہ جب اس کی ملامت اور سرزنش کی جائے تو اپنے عمل کو کم کردیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

کسی شخص نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص ثواب کی خاطر اور لوگوں سے تعریف کے لئے اپنا مال کسی کو دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیا اس کا ارادہ یہ ہے کہ خداوندِ تعالیٰ کی خفگی (ناراضگی) میں گرفتار ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو جب وہ یہ کام کرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کرنا چاہئے۔

مجھ سے بدلہ لے!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دُرّے مارے پھر فرمایا اے شخص! مجھ سے بدلا لے اور مجھے مار۔ اس نے کہا میں نے آپ کی خاطر اور خدا کے

واسطے آپ کو معاف کیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات تجھے فائدہ نہ دے گی یا تو صرف میرے واسطے بخش دے تاکہ میں اس کا حق پہچانوں یا بغیر شرکت، خدا کے واسطے بخش دے۔اس نے کہا کہ میں محض خدا کے لئے بخش دیتا ہوں۔

حضرت شیخ فضیل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ پچھلے زمانے کے لوگ تو اپنے عمل میں ریا کرتے تھے اور اس زمانہ کے لوگ اُن کاموں میں ریا کرتے ہیں جو کام وہ کرتے ہی نہیں۔ (ریا بے عمل)

گستاخ بندہ

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ بندہ جب رِیا (دِکھاوا) کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ مجھ سے کس طرح استہزا کر رہا ہے۔

اللہ اکبر! اس حدیثِ پاک پر غور کرنے پر زندہ دل انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ کیا کوئی بندہ بندہ ہو کر معاذ اللہ خُدا کے ساتھ بھی استہزا (مذاق) کرسکتا ہے؟ مگر ہاں! اللہ کے محبوب بندے حضرتِ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بارگاہِ رسالت کے تربیت یافتہ ہیں، بندے کی رِیا کاری کے عمل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ استہزاء کرنے کے برابر شمار فرما رہے ہیں۔اللہ عزوجل ہمیں اس ہلاک کر دینے والے عمل سے بچتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شرک کی دو قسمیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ جو کام دکھاوے کے لئے کرے شرک ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں۔جلی اور خفی۔ بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرکِ جلی ہے) اور ریا کار جو کہ غیرِ خدا کے لئے عمل کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ طور پر بُت پرستی کرتا ہے (یہ شرکِ خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بُت

ہے۔

(اشعۃ اللمعات، جلد چہارم، ص: ۲۵۰)

کپڑے پاک ، دل ناپاک

ریاکار کے کپڑے پاک ستھرے اور دل نجس ہوتا ہے۔ وہ مباح چیزوں میں رغبت کرتا ہے اور کمانے میں کاہلی کرتا ہے اور دین کے بدلہ میں کھانا کھاتا ہے، پرہیز گاری ذرا بھی نہیں کرتا، کھلا ہوا حرام کھاتا ہے اور اس کا معاملہ عام لوگوں پر مخفی رہتا ہے اور خواص بندگانِ الٰہی پر مخفی نہیں رہتا۔ کُل زہد و طاعت اس کی ظاہر داری کی ہے، اس کا ظاہر آباد ہے اور باطن ویران۔ (الفتح الربانی، ۱۳۹)

جنت سے محرومی!

حضرت سیدنا امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا ریا سے آنے والی دو مصیبتوں میں سے ایک مصیبت جنت سے محرومی ہے کیوں کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ''اِنَّ الْجَنَّةَ تَكَلَّمَتْ وَ قَالَتْ اَنَا حَرَامٌ عَلٰى كُلِّ بَخِيْلٍ وَّ مُرَاءٍ'' جنت نے گفتگو کی اور کہا میں بخیل اور ریاکار پر حرام ہوں۔ (منہاج العابدین)

کسی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اگر میں تلوار سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑوں اور نیت رضائے الٰہی ہو لیکن لوگوں کی تعریف بھی ہو تو ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی ثواب نہ ملے گا۔ اس نے تین بار پوچھا آپ نے یہی جواب دیا۔ بالآخر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک سے تمام غنیوں کا غنی ہوں، یعنی بے پرواہوں۔

ایک شخص نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ بعض لوگ نیکی کر کے چاہتے ہیں کہ لوگ بھی تعریف کریں اور ثواب بھی ملے، آپ نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر اللہ کا غضب ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا تو جب اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرو تو اسے اخلاص سے کرو۔

حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ نہ کہنا چاہئے کہ یہ عمل رضائے الٰہی اور تمہاری رضا کیلیئے ہے یا رضائے اہلِ قرابت کے لئے ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہے۔

بُرے نام

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ رہا ہوں کہ ان کے دل میں حکمت کی ایسی باتیں گزرتی تھیں کہ اگر ان کو زبان پر لاتے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو مفید ہوتیں مگر شہرت کے خطرہ سے نہیں کہتے تھے اور جب راستہ میں کوئی موذی دیکھتے تو اس کے مشہور ہو جانے کے خوف سے اسے علیٰحدہ نہ کرتے اور سنا ہے کہ ریا کار قیامت میں چار ناموں سے پکارا جائے گا۔

۱۔ اے رِیا کار

۲۔ اے زِیاں کار

۳۔ اے مکّار

۴۔ اے بَدکار

جا جس کے لئے عمل کیا ہے اس سے اپنی اجرت لے۔ ہمارے پاس تیرے لئے کوئی اجرت نہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یقیناً اللہ والوں کی زندگی سے ایمان والوں کو ہمیشہ ہدایت و رہنمائی ملتی رہی ہے۔ حضرتِ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا فرمان سے دل میں یہ احساس ہونا ہر مومن کے لئے ضروری ہے ورنہ اپنے اعمال میں بھی اگر رِیا کاری (معاذ اللہ) شامل ہو گئی تو کہیں ہمارا بھی اُن بُرے نام والوں میں شمار نہ ہو جائے۔ اس لئے آج ہی فکر کریں اور اُن تمام حرکتوں اور اعمال سے بچنے کی کوشش کریں جن سے ہمارا دنیا و آخرت کا نقصان ہوتا ہو۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

رِیا و سُمعَہ کے متعلق مَسائل

مسئلہ: روزہ دار سے پوچھا کیا تمہارا روزہ ہے، اُسے کہہ دینا چاہئے کہ ہاں ہے کہ روزہ میں رِیا کو دخل نہیں۔ یہ نہ کہے کہ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے۔ یعنی ایسے الفاظ
نہ کہے جن سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزہ کو چھُپاتا ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات ہے کہ چھپاتا ہے مگر اس طرح جس سے اظہار ہوجاتا ہے یا یہ منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتا ہے کہ اپنے عمل کو چھپاتا ہے۔
(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لئے عمل کرنا ضروری ہے، دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بِالْاِجْمَاع حرام ہے بلکہ حدیث میں ریا کو شرکِ اصغر فرمایا۔ اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس
پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اِخلاص کے ساتھ
کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مرتب ہو۔ مثلاً لاعلمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھ لی اگر چہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پائی گئی مگر اس نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو ثواب کا ترتب ہے یعنی اس نماز پر ثواب پائے گا۔ مگر جب کہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ ناپاک پانی سے وضو کیا تھا تو اس کو ادا کرنا ہوگا اور کبھی (نماز کے) شرائطِ صحت
پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی، تمام ارکان ادا کئے اور

شرائط بھی پائے گئے مگر رِیا کے ساتھ پڑھی تو اگرچہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے گا مگر چوں کہ اخلاص نہیں ہے، ثواب نہیں۔

مسئلہ: کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ شروع کیا مگر اثنائے عمل میں ریا کی مداخلت ہوگئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے عبادت کی بلکہ یہ عبادت اخلاص سے ہوئی، ہاں! اس کے بعد جو کچھ عبادت میں حسن و خوبی پیدا ہوگئی وہ ریا سے ہوگی اور یہ ریا کی قسم دوم میں شمار ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: روزہ کے متعلق بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا، اس کا غالبًا مطلب یہ ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے، اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ ریا سے کیا ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ لوگوں

کو جتانے کے لئے یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں یا لوگوں کے سامنے منہ بنائے رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے۔ اس طور پر روزہ میں بھی ریا کی مداخلت ہوسکتی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: ریا کی طرح اجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لئے بغرضِ ایصالِ ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں۔ اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں۔ پھر میت کے لئے ایصالِ ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا؟ اس صورت میں پڑھنے والے کو ثواب نہ میت کو بلکہ اجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار۔ (ردالمحتار)

ہاں! اگر اخلاص کے ساتھ کسی نے تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی ہے اور اس کا ایصال بھی ہوسکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا۔ بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دئے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی

ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اجرت ہی ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اسے بھی مشروط ہی کا حکم دیا جاتا ہے۔اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا۔ہاں! جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا، وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لئے ہے یا اللہ عزوجل کے لئے۔

پنج آیت پڑھنے والا اپنا دوہرا حصہ لیتا ہے یعنی ایک حصہ خاص پنج آیت پڑھنے کا ہوتا ہے اور نہ ملے تو جھگڑتا ہے گویا یہ زائد حصہ پنج آیت کا معاوضہ ہے۔اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ جس طرح اجیر کو اجرت نہ ملے تو جھگڑا کر لیتا ہے، اسی طرح یہ بھی لیتا ہے۔لہٰذا بظاہر اخلاص نظر نہیں آتا۔

میلاد خوان اور واعظ بھی دو حصے لیتے ہیں جب کہ وعظ میں مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ایک حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے کا لیتے ہیں اگر وہی حصہ یہ بھی لیتے جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ ذرا سی مٹھائی کے بدلے اجرِ عظیم کے ضائع ہونے کا شبہہ نہ ہوتا۔بعض جگہ خصوصیت کے ساتھ ان کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کو اسی حیثیت سے کھانا کھلایا جاتا ہے کہ یہ پڑھیں گے، بیان کریں گے۔یہ مخصوص دعوت بھی اسی اُجرت ہی کی حد میں آتی ہے، ہاں! اگر اور لوگوں کی دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعظ و تقریر کا معاوضہ ہے۔اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔یہ مختصر بیان دین دار، مُتّبِعِ شریعت کے لئے کافی ووافی ہے وہ خود اپنے دل میں انصاف کر سکتا ہے کہ کہاں عمل خیر اجرت ہے اور کہاں نہیں۔

مسئلہ: جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں اموالِ تجارت بھی لے گیا اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں پہنچ جاؤں گا حج بھی کر لوں گا یا دونوں پہلو برابر ہیں یعنی سفر ہی دونوں مقصد سے کیا تو ان دونوں صورتوں

میں ثواب نہیں، یعنی جانے کا ثواب نہیں اور مقصود حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا تو حج کا ثواب ہے۔ اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے اگر اصلی مقصود جمعہ ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال غالب ہے یا دونوں برابر تو جانے کا ثواب نہیں۔ (ردالمحتار)

کسبِ حلال کی اہمیت

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ طلبِ روزی اور کسبِ معاش انسانی زندگی کی وہ اہم ترین ضرورت ہے، جس کے بغیر انسان نہ صرف یہ کہ اپنا کاروانِ حیات آگے نہیں بڑھا سکتا بلکہ اگر وہ روزی کی جستجو نہ کرے تو بھوکوں مر جائے۔ اسی لئے خود خالقِ انس وجان اللہ عزّ وجلّ نے ”وَ ابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ“ فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ تمہیں اپنی حیات و بقا کے لئے خود رزق کی جستجو کرنی ہوگی، تمہیں خود روزی تلاش کرنی ہوگی۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس طرح چاہو رزق کی جستجو کرو، جہاں سے چاہو روزی حاصل کرو بلکہ اس کے حصول وطلب کے جو ذرائع ہوں وہ ظاہری و باطنی گندگی سے پاک ہوں، جو روزی ان ذرائع سے حاصل ہو وہ ظاہری طور پر صاف ستھری ہونے کے ساتھ باطنی طور پر جائز و حلال بھی ہو۔ لیکن افسوس صد افسوس! ہمارے

معاشرے کے اکثر افراد اس کا خیال ہی نہیں کرتے، دین سے دور ہونے کی بنیاد پر ہمارے نوجوانوں کا مقصود تو صرف یہی بن چکا ہے کہ ان کی جیبیں روپے، پیسوں سے بھر جانی چاہئیں، ان کے اکاؤنٹس فُل ہو جائیں۔ چاہے روپے پیسے جھوٹ بول کر حاصل کئے جائیں یا دھوکہ دے کر نا جائز طریقہ سے حاصل ہوں، یا کسی کا حق مار کر اکٹھا کیا ہو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذہب اسلام نہ کسی انسان کو بے کار بیٹھے رہنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی بے لگام ہو کر کمانے کی۔ بلکہ اس نے اپنے روشن ارشادات کے ذریعہ ہمیں کمائی و کاروبار کے رہنما اصول و قوانین عطا کئے ہیں اور جو ان اصولوں پابند ہو کر زندگی گزارتے ہیں انہیں ثواب عظیم و اجر عظیم کی بشارتیں دے کر ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی ہے اور جو قوانینِ اسلام سے منحرف ہو کر روزی حاصل کرتے ہیں شدید وعیدیں نازل فرما کر ان کی سخت مذمت کی ہے۔ نیز جو بے کار رہتے ہیں اور کمائی نہیں کرتے اُن پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے مستقبل کی تباہی سے انہیں باخبر کیا ہے۔ چنانچہ خالقِ کائنات کا ارشاد ہے ”یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ٘ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝“ اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال، پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (پ۲، سورۂ بقرہ ،آیت:۱۶۸)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ عزوجل نے عامۂ مسلمین کو یہ حکم فرمایا کہ حلال و طیب کماؤ کیوں کہ حلال کھانا بغیر حلال کمائی کے نہیں ہو سکتا تو حلال کھانے کا حکم در اصل حلال کمانے کا حکم ہے اور حرام کمانا، حرام کھانا شیطان کی پیروی کرنا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور کوئی مسلمان یہ نہیں چاہتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائے تو پھر اُسے چاہئے کہ حرام مال اور حرام روزی کمانے سے پرہیز کرے۔

حَلال کیا ھے ؟

تفسیر روح البیان میں ہے کہ حلال وہ ہے جسے شریعت اچھا سمجھے اور طیب وہ ہے جسے طبیعت اچھا جانے۔ یہاں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ظاہری طور پر صاف ستھری غذا جو دیکھنے میں بڑی اچھی معلوم ہو، کھانے میں لذیذ ہو وہ دنیا والوں کے نزدیک تو کھانے کے قابل ہے لیکن وہ اسلام کی نگاہ میں اس وقت تک کھانے کے لائق نہیں جب تک کہ وہ حلال کمائی سے حاصل نہ ہوئی ہو اور اس میں ملے ہوئے جمیع اجزا حلال نہ ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا مضمون کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ آج کل کی دعوتوں میں خصوصاً دنیادار، سیاست دانوں اور امیروں کی دعوتوں میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کیوں کہ طیب کا تو وہ خیال خوب رکھتے ہیں لیکن حلال کی انہیں ذرا بھی فکر نہیں ہوتی۔ اللہ عزوجل ہمیں رزقِ حلال کھانے اور رزقِ حرام سے پرہیز کرنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔

رزقِ حلال کے فائدے

رئیس المفسرین حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے رزقِ حلال کے چند فائدے قلمبند فرمائے ہیں، ملاحظہ ہو۔

۱۔ اصل مال پر زیادتی جب کہ اس مال کو تجارت و زراعت اور باغات بونے میں
خرچ کرے پھر اس میں صدقات ہی صدقات نصیب ہوتے ہیں۔

۲۔ لغویات اور بیہودہ باتوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ جب کہ کمانے والا اپنے کام

میں مشغول ہوتا ہے۔

۳۔ کسرِ نفسی یعنی عاجزی پیدا ہوتی ہے اور نفس بہت سی غلطیوں کے ارتکاب سے

بچ جاتا ہے۔

۴۔ کسبِ حلال محتاج ہونے سے بچنے کا ذریعہ ہے، وہ محتاجی جو کہ دونوں جہاں میں ذلیل ہونے کا سبب ہے۔

۵۔ جب بھی کوئی مزدور اچھی مزدوری کے لئے چلتا ہے تو دو نگراں فرشتے کہتے ہیں ''اللہ تعالیٰ تیرے جانے آنے اور کاروبار میں برکت دے اور تیرے ان معاملات کو تیرے لئے بہشت میں ذخیرہ بنائے''، نگراں ملائکہ اور آسمان و زمین کے فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (سُبحَانَ اللّٰہِ)

کھاؤ اور شکر کرو

ارشادِ ربانی ہے ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَ اشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ o'' اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔ (پ۲، سورۂ بقرہ، آیت:۱۷۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیۂ کریمہ میں فرمایا جارہا ہے کہ مختلف انواع واقسام کے کھانے، لذیذ اور مزے دار میوہ جات سے نفع اٹھاؤ اور ہر اس چیز کو کھاؤ جو اللہ کے نزدیک طَیِّب ہو اور طَیِّب وہ ہے جو شرعاً مباح بھی ہو، وضعاً پاک بھی ہو اور طبعاً لذیذ بھی ہو، نیز ان طیبات سے لطف اندوز ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کو بھول مت جانا کیوں کہ اگر اس نے ان طیبات کو حلال کیا ہے تو یہ اس کا احسان ہے۔ لہٰذا اگر اس کو اپنا معبود سمجھتے ہو تو اس کا شکر ادا کرتے رہو کیوں کہ یہی بندگی کا تقاضہ ہے کہ جب اسے مستحق عبادت مان چکے ہو تو پھر شکر بجا لاکر اظہارِ بندگی کرو۔

اسی لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت سے فائدہ حاصل کرے تو اس کے شکر میں لگ جائے اور ناقدری نہ کرے۔

روزی تلاش کرنے کی ترغیب

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''وَ جَعَلْنَآ اٰیَۃَ النَّھَارِ مُبْصِرَۃً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّکُمْ'' اور ہم نے رکھی دن کی نشانی دکھانے والی کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

(پ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ ہم نے دن کو روشن اور اجالے والا اس لئے بنایا کہ تم بآسانی میرا فضل یعنی رزق تلاش کرسکو، اس آیت سے دو چیزوں کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ یہ کہ رزق کے حصول کے لئے کوشش ضروری ہے، گھر بیٹھے رزق نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لِتَبْتَغُوْا'' تاکہ تم فضلِ مولیٰ تلاش کرو۔

۲ یہ کہ رزق فضلِ الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔ لہٰذا جو رزق سے مستفید ہوا اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

یاد کرو، فلاح پاؤ

فرمانِ خداوندی ہے ''وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ'' اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (پ ۲۸، سورۂ جمعہ، آیت ۱۰)

اس آیت میں بھی یہی فرمایا جارہا ہے کہ رزق کی تلاش وجستجو کرو، کیوں کہ ایک کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے کمانا اور کسبِ حلال کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ چنانچہ ایسا ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی ہے، فرماتے

ہیں: یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص طلبِ رزق کے لئے ہاتھ پیر چلائے بغیر یہ دعا کرتا رہے کہ اے اللہ مجھے رزق عطا فرما۔ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا۔ (احیاء العلوم)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کمائی کی کوشش کئے بغیر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ روزی دینے والا ہے وہ قرآن کی روشنی میں اور صحابہ کی نظر میں خطا پر ہیں، یقیناً یہ بات سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو بلا کسی محنت و مشقّت کے روزی دینے پر قادر ہے لیکن یہ اس کی عادت نہیں ہے۔ سُنت الٰہیہ یہی ہے کہ لوگ کسبِ حلال کے لئے محنت و مزدوری کریں تو وہ انہیں رزق سے نوازے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ قومِ مسلم کو خصوصاً نوجوانوں کو محنت و مشقّت کر کے حلال روزی کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناحق نہ کھاؤ

ارشادِ خداوندی ہے "وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ" اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (پ۲، سورۂ بقرہ، آیت۱۸۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیۂ مبارکہ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ حصولِ مال کے ہر اس طریقہ سے بچو جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور کسی بھی ایسے ذریعہ سے مال نہ حاصل کرو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک باطل ہو، وہ ذریعہ چاہے چوری و غصب کا ہو یا رشوت و سود کا، خیانت کے طور پر حاصل کیا جائے یا جھوٹ بول کر، غرض کہ ہر وہ کاروبار جو حرام ہو یا حرام کام اس میں شامل ہو سب اس میں داخل ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ حلال و حرام روزی میں تمیز رکھے اور یہ کوشش کرے کہ اس کے اہل خانہ کے پیٹ میں صرف وہی غذا جائے جو حلال و طیب ہو اور ہر حرام و باطل سے بچنا اپنا شعار بنا لے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دو باتیں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ تمام آیاتِ قرآنیہ سے مجموعی طور پر دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

پہلی بات: یہ کہ اسلام کسی کو بھی بے کار رہنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ بار بار کسبِ حلال واکل حلال کی تاکید کرتا ہے، وجہ یہ ہے کہ بے کار رہنے سے انسان فقیر و مفلس ہو جاتا ہے اور کئی برائیاں جنم لیتی ہیں چنانچہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے بیٹے حلال کمائی کے ذریعہ افلاس سے نجات حاصل کرنا، جو شخص گرفتارِ فقر ہو اس میں تین باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

☆ دین میں نرمی آجاتی ہے۔

☆ عقل میں فتور آجاتا ہے۔

☆ مروت اور لحاظ ختم ہو جاتا ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ لوگ اسے حقیر سمجھنے لگتے ہیں۔ (اللہ کی پناہ)

دوسری بات: یہ کہ دین اسلام نے کمانے اور کھانے کے سلسلے میں مسلمانوں کو بے لگام نہیں چھوڑا ہے بلکہ یہ پابندی عائد کردی ہے کہ ہر کمانے والا اپنی کمائی میں حلال کا اور ہر کھانے والا اپنے کھانے میں حلال وطَیّب کا ضرور لحاظ رکھے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہمارے وہ بھائی جو ذراسی تکلیف پر نکمّے و ناکارہ بنے گھر میں بیٹھ جاتے ہیں یا بھیک مانگنے کے لئے مساجد کے دروازوں پر حاضر ہو جاتے ہیں انہیں چاہیئے کہ اپنے ہاتھ پیر کو حرکت میں لائیں اور کسبِ حلال کی جستجو کریں اور کچھ لوگ کمائی تو کرتے ہیں لیکن حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے انہیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسا کر کے وہ شیطان کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں اور اللہ کو ناراض کرتے ہیں اور ایسا کر کے وہ دنیا میں تو بظاہر چند دن آسودہ و خوشحال رہ سکتے ہیں لیکن آخرت کی خوشحالی تو اسی میں مضمر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے

محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں ہم سے راضی رہیں اور اکلِ حلال وکسبِ حلال کے بغیر اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی رضامندی ناممکن ہے۔لہٰذا چاہئے کہ کمائی کے ہر روپئے میں اور کھانے کے ہر لقمے میں حلال وجائز کا بھرپور لحاظ رکھیں۔

کسبِ حلال احادیث کی روشنی میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح ہمیں زندگی کے مختلف بلکہ ہر گوشے کے سلسلے میں واضح ہدایات اور روشن احکامات دے کر ہمارے لئے راہِ عمل متعین فرمادی ہیں یوں ہی کمانے اور کھانے کے بارے میں بھی آپ کی ہدایات، آپ کے ارشادات بہت ہی روشن اور وَاجِبُ الْعَمَلُ ہیں، یعنی ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔لہٰذا اب ہم ذیل میں آپ کے فائدے کے لئے چند احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں، انہیں ملاحظہ فرمائیں اور اپنے اندر عمل کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

کسبِ حلال فرض ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ" حلال روزی حاصل کرنا فرض کے بعد ایک خاص فرض ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نماز، روزہ وغیرہا عبادات فرض ہیں اسی طرح اُن کے بعد رزقِ حلال کی تلاش، حلال کمائی کی طلب بھی فرض ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ نماز، روزہ وغیرہ کے اہتمام کے ساتھ ساتھ تجارت و کاروبار اور حلال روزی کی بھی فکر کرے۔

اسی مفہوم کی وضاحت ایک اور حدیث پاک میں اس طرح کی گئی ہے

''طَلَبُ الْحَلاَلِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ'' یعنی حلال روزی حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ (طبرانی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے تو اس فرمان کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ ہر وقت مسجد میں ہی بیٹھا رہے، بلکہ مذکورہ احادیث سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اس طرح وضاحت ہوتی ہے کہ رزقِ حلال تلاش کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ہی شامل ہے۔ جب کہ وہ اسلامی قانون کے مطابق اور سنت رسول کی روشنی میں ہو۔

چودھویں کا چاند

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلاَلاً تَعَفُّفًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَ سَعْیاً عَلٰی عَیَالِهٖ وَ تَعَطُّفًا عَلٰی جَارِهٖ لَقِیَ اللّٰهَ وَ وَجْهُهٗ کَقَمَرِ لَیْلَةِ الْبَدْرِ'' جو مال و دولت حلال طریقہ سے اس لئے کمائے کہ بھیک مانگنے سے بچے اور اس لئے کمائے کہ اپنے اہل و عیال کو خوشحال رکھے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرے، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔ (بیہقی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دنیا کا مال اور اس کی دولت آخرت کی بھلائیوں اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی میں رکاوٹ بننے والی چیزیں ہیں لیکن اگر انسان حصول دولت میں اپنے اہل وعیال کی اچھی تربیت کے ساتھ ساتھ یہ نیت بھی شامل کرلے کہ وہ جب کبھی کسی پڑوسی کو کوئی حاجت پیش آئے گی تو اس کی ضرورت پوری کرے گا اور مفلس ومحتاج کی امداد کرے گا تو اس کا یہ دولت حاصل کرنا بھی عبادت میں شمار ہوگا۔ یہی نہیں بلکہ آخرت میں سعادتِ عظیمہ کا مستحق بھی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو ہمیشہ نیک عزائم کے ساتھ کسبِ حلال اور

تحصیل مال کر کے اس سعادتِ عظمیٰ سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

قلب نورانی ہو جاتا ہے

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "مَنْ اَکَلَ الْحلا لَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ وَ اَجْرٰی یَنَابِیْعَ الْحِکْمَۃِ مِنْ قَلْبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ" جو شخص چالیس دن تک حلال کھانا کھائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منوّر فرما دیتا ہے اور اس کے دل سے زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرما دیتا ہے۔ (روح البیان بحوالہ ابونعیم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اکلِ حلال کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ قلبِ انسانی کو منور فرما کر اسے مصدرِ حکمت بنا دیتا ہے۔ پھر اس انسان کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ جو کچھ بولتا ہے حکمت کی باتیں ہوتی ہیں، اس کے اندر دور اندیشی پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ برکتیں اسے ہی حاصل ہوتی ہیں جو حلال روزی کا عادی ہو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو "اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا" (چالیس روز) فرمایا ہے اس سے مراد عادت ہی ہے کیوں کہ ایک انسان جب کوئی کام چالیس دن تک مسلسل کرتا ہے تو پھر وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔

انبیا بھی کسب فرماتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کَانَ دَاوٗدُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یَاْکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ" حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی ہی کھایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "کَانَ زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ نَجَّارًا" حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی (سُتار) کا کام کرتے تھے۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انبیائے سابقین علیہم السلام بھی اپنے ہاتھوں سے روزی حاصل کرتے تھے، خود ہمارے آقا و مولیٰ تاجدارِ انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول رہا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو تجارت کے لئے دوسرے ممالک کا سفر بھی فرماتے، باغوں میں کام کرتے، مختلف چیزوں کی خرید و فروخت کیا کرتے لیکن آج افسوس ہے کہ انہیں انبیاء پر ایمان لانے والے، اسی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے، انہیں صحابۂ کرام کی اِقتدا و پیروی کرنے والے کچھ مسلمان کاروبار، تجارت اور کسبِ معاش سے دور بھاگتے نظر آرہے ہیں اور مسجدوں، درگاہوں میں بِلا کسی جھجھک اور انتہائی بے شرمی کے ساتھ دستِ سوال دراز کرتے ہوئے ملتے ہیں۔ بلا شک و شبہ یہ لوگ لائق مذمت ہیں، حقوق میں کوتاہی کرنے والے ہیں بلکہ وہ لوگ جو مانگتے تو نہیں ہیں لیکن بے کمائے مساجد میں بیٹھ جاتے ہیں، وہ لوگ بھی قابلِ مذمت ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب ایک شخص نے یہ پوچھا کہ جو مسجد میں بیٹھ جائے اور یہ کہے کہ میں کچھ نہ کروں گا، میرا رزق مجھے ملنا چاہئے آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا یہ شخص جہالت میں مبتلا ہے، کیا اسے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا علم نہیں "جُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رَمْحِیْ" میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے۔ (روح البیان)

سَتّر دروازے

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَنْ فَتَحَ عَلٰی نَفْسِہٖ بَابًا مِّنَ السُّوَالِ فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَبْعِیْنَ بَابًا مِّنَ الْفَقْرِ" جو شخص اپنے اوپر سوال کا ایک دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر (محتاجی) کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو اور اپنی محتاجی دور کرنے کے لئے لوگوں سے بھیک مانگے تو اس کے سبب اس کی محتاجی دور نہیں ہوگی بلکہ حضور کے ارشاد کے مطابق اس پر محتاجی کے مزید ستر دروازے کھول دئے جائیں گے۔ وہ محتاجی وتنگدستی کے جال میں ایسا پھنسے گا کہ اس کے لئے اس سے چھٹکارا حاصل کرنا بہت زیادہ مشکل ہو جائے گا۔ دستِ سوال دراز کرنے والوں کو اس سے عبرت حاصل کرنا چاہئے۔

مستجاب بَن جاؤ!

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرما دیجئے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے تو آپ نے ارشاد فرمایا ”**یَا سَعْدُ اَطِبْ مَطْعَمَکَ وَ تَکُنْ مُّسْتَجَابَ الدَّعْوَۃِ**“ کھانے کو طیب کرلو (یعنی حلال کھاؤ) تم مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ (الترغیب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ”**مُسْتَجَابُ الدَّعَوَات**“ اُس بندے کو کہا جاتا ہے جس کی کوئی دعا کبھی بھی رد ہوتی ہی نہ ہو اور یہ عظیم منصب اُس بندے کو حاصل ہوتا ہے جو اپنی غذا میں صرف حلال شامل کرے۔ آج ہم میں اکثر لوگ دعاؤں میں نامقبولیت کی شکایت کرتے ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ہم سے بے احتیاطی ہوتی ہے، بہر حال رزقِ حلال کی برکت سے اللہ تعالیٰ دلوں کو منور فرما دیتا ہے پھر اس دل سے جو دعا نکلتی ہے وہ بابِ اجابتِ الٰہی تک پہنچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اکلِ حلال کے ذریعہ مستجاب الدعوات بندوں میں ہم سب کا شمار فرمائے۔

کون سا کسب افضل ہے

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا

”قِیلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَ کُلُّ بَیْعٍ مَّبْرُوْرٍ“ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کون سا ذریعۂ معاش سب سے اچھا ہے تو آپ نے فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر وہ تجارت جو خیانت اور دھوکہ سے محفوظ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ص:۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے یہی درس دیا جارہا ہے کہ ہر وہ تجارت اور ہر وہ کاروبار اچھا ہے جو کہ اسلامی نقطۂ نظر سے پاکیزہ ہو، یعنی کسی کی حق تلفی کر کے یا جھوٹ بول کر یا خیانت کر کے یا دھوکہ دے کر نہ کمایا گیا ہو، تو ایسا کاروبار اچھا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ خود کمائیں، اپنے ہاتھوں سے روزی حاصل کریں، دوسروں پر تکیہ کر کے نہ بیٹھیں۔

جنت میں داخل نہ ہوگا

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِیَ بِالْحَرَامِ“ جنت میں کوئی ایسا جسم داخل نہ ہوگا جسے حرام غذا دی گئی ہو۔ (اللہ اکبر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو حلال کھائے اور سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے ظلم وشر سے محفوظ ہوں تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور مذکورہ بالا حدیث میں تو یہ فرمایا جارہا ہے کہ جو جسم حرام غذا سے پلتا ہوگا، جس جسم کی نشو ونما دنیا میں مالِ حرام سے ہوئی ہوگی وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں جہنم سے نجات عطا فرمائے اور کسبِ حرام اور اکلِ حرام سے بچنے کی توفیق بخشے۔

کوئی نماز مقبول نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے ''مَنِ اشْتَریٰ ثَوْبًا بِعَشْرَۃِ دَرَاھِمَ وَ فِیْہِ دِرْھَمٌ حَرَامٌ لَّمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ صَلٰوۃً مَّا دَامَ عَلَیْہِ'' جو شخص دس درہم میں کوئی کپڑا خریدے اوران میں ایک درہم حرام کمائی کا ہوتو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے۔ (مشکوٰۃ شریف:۲۴۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اگر کسی کپڑے کا دسواں حصہ حرام کا ہواوراسے پہن کر نماز پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس (حرام کے دسویں حصے) کے سبب نماز نامقبول فرماتا ہےاور اگر پورا کا پورا کپڑا مال حرام کا ہوتو اس کا کیا حشر ہوگا؟ یہ معاملہ تو کپڑے کا ہے، اگر انسان خود مالِ حرام کھائے اور حرام کھانوں سے اپنا پیٹ بھرے اس کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ اس کی عبادتیں کہاں جائیں گی؟ اسی لئے ہر مسلمان پر یہ ضروری ہے کہ اپنی کمائی اور کھانے کے اندر حلال وجائز کا بھرپور لحاظ رکھے اور ایک لُقمۂ حرام بھی اپنے پیٹ میں جانے نہ دے۔ نیز اپنے استعمال میں آنے والی ہر چیز میں بھی یہ خیال رکھے کہ وہ شریعت کے مطابق حلال ہے یا نہیں۔

متقی نہیں ہو سکتا

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَالَا بَأْسَ بِہٖ حَذْرًا لِّمَا بِہٖ بَأْسٌ'' بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک کہ قباحت والے کاموں کو نہ چھوڑ دے ان کاموں کو کرنے لگ جائے جن میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(ترمذی، مشکوٰۃ:۲۴۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! تقویٰ وہ عظیم دولت ہے جس کے بغیر عمل بھی لغو ہے اور علم بھی بے کار ہے اور اِخلاص کی بھی اس کے

بغیر کوئی اہمیت نہیں، سلطان المشائخ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں "اَلنَّاسُ كُلُّهُم مَّوتٰی اِلَّا الْعُلَمَآءُ" سب لوگ مردہ ہیں سوائے علما کے "وَ الْعُلَمَآءُ كُلُّهُمْ نِيَامٌ اِلَّا الْعَامِلِيْنَ" سب علما سوئے پڑے ہیں سوائے ان کے جو باعمل ہیں "وَالْعَامِلُوْنَ كُلُّهُمْ فِي خُسْرَانٍ اِلَّا الْمُخْلِصِيْنَ" اور سب عمل والے گھاٹے میں ہیں سوائے اخلاص والوں کے "وَ الْمُخْلِصُوْنَ كُلُّهُمْ عَلٰى خَطَرٍ اِلَّا الْخَائِفِيْنَ" اور تمام اخلاص والے خطرہ میں ہیں سوائے خوف رکھنے والوں کے۔

معلوم ہوا کہ علم، عمل اور اخلاص کے ساتھ جس کے اندر تقویٰ و پرہیز گاری ہو وہی شخص کامیاب ہے، وہی شخص خطرہ اور نقصان سے محفوظ ہے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "وہ شخص ہرگز متقی نہیں ہوسکتا جو قباحت والی چیزوں سے نہ بچتا ہو" اس سے بھی کسبِ حلال اور رزقِ حلال کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی عظیم دولت بھی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

چالیس دن کی نماز مقبول نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "مَنْ اَكَلَ لُقْمَةً مِّنْ حَرَامٍ لَّمْ تُقْبَلْ مِنْهُ صَلٰوةٌ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً" جس کسی نے حرام کا ایک لقمہ کھایا چالیس دنوں تک اس کی کوئی نماز مقبول نہیں۔ (احیاء العلوم بحوالۂ مسند الفردوس للدیلمی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مال کے بارے میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، مبادا کہیں کوئی حرام لقمہ پیٹ میں چلا جائے تو چالیس دنوں کی نمازیں مردود ہو جاتی ہیں اور جب تک وہ لقمہ اور اس کے آثار پیٹ میں رہیں گے اس وقت تک کوئی دعا بھی قبول نہیں ہوگی بلکہ اگر اسی حالت میں موت ہو جائے تو جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "كُلُّ لَحْمٍ نَّبَتَ مِنْ حَرَامٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ" جو گوشت حرام غذا سے بنے گا جہنم اس کا زیادہ مستحق ہے۔ (ترمذی)

لیکن افسوس صد افسوس! آج مسلمانوں میں جس قدر مال زیادہ ہوتا جارہا ہے اسی قدر بے احتیاطی بڑھتی جارہی ہے، حرام وحلال میں تمیز کم ہوتی جارہی ہے، یقیناً حق فرمایا تھا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "لَیَـأْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یُبَالِی الْمَرْءُ بِـمَـا اَخَذَ الْمَالَ أَ مِنَ الْحَلاَلِ اَمْ مِّنَ الْحَرَامِ" لوگوں پر ضرور ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی پرواہ نہ کرے گا کہ جو مال اس نے حاصل کیا وہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری شریف، ص:۲۷۹، ج:۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے نیز آپ کی ناپسندیدہ باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

راہ حق کا راہی

ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ہٹا کٹا نوجوان آپ کے قریب سے گزرا اور بازار میں ایک دوکان کے اندر چلا گیا۔ صحابۂ کرام نے کہا: اے کاش اس شخص کا یوں صبح سویرے اٹھنا راہ حق میں ہوتا، حضور نے فرمایا: یوں نہ کہو کیونکہ اگر اس کا جانا اس غرض سے ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو دنیا کی محتاجی سے بچائے یا اس لئے کہ اپنے ماں باپ کو کسی کا محتاج نہ ہونے دے تو سمجھو کہ یہ راہ حق ہی میں جارہا تھا، ہاں اگر اس کا مقصد فخر و نیاز اور نام و نمود کی خاطر اِمارت و دولت کی تلاش ہے تو وہ راہِ شیطان پر گامزن ہے اور فرمایا کہ جو شخص دنیا میں رزقِ حلال کا متلاشی ہے تا کہ دنیا میں کسی کا محتاج نہ ہونے پائے اور ہمسایوں سے نیک سلوک کرے اور خویش و اقاریب سے تلطّف (نرمی) و مدارات (حُسنِ سلوک) سے پیش آئے اس کا چہرہ قیامت کے دن یوں ہوگا جیسے چودھویں کا چاند۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حلال روزی کما کر اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے اور ہمسایوں کی ضرورت کیلئے خرچ کرنا اتنا افضل ہے کہ قیامت کے روز اسے اللہ تعالیٰ کی قربت و سعادت حاصل ہوگی اور یہ قربت و

فضیلت صرف کسب حلال ہی کی وجہ سے ہوگی۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ مذکورہ حدیثِ پاک میں کسب کے جو مقاصد بتائے گئے ہیں انہیں مدِ نظر رکھتے ہوئے کاروبار وتجارت کرے تاکہ اس کی ضرورتیں بھی پوری ہوتی رہیں اوراس کی عاقبت بھی سنورتی رہےاور ہرگز ہرگز کوئی مسلمان کسبِ معاش میں کسی بھی قسم کی کوتاہی نہ کرے اور نہ ہی کوئی عار محسوس کرے کیوں کہ خود ہمارے پیارے آقا مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کسب حلال کیلئے جدو جہد فرماتے رہے حالانکہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کمی تھی پھر بھی آپ نے بکریاں چرانے کا پیشہ اختیار فرمایا، تجارت بھی فرمائی، اس میں محنت ومزدوری کرنے والوں کیلئے بڑی تسلی اورحوصلہ افزائی ہے۔

داؤود علیہ السلام رو پڑے

حضرت سیدنا داود علیہ السلام گھر سے لباس بدل کر اجنبی بن کر نکلتے اور جو شخص بھی ملتا اس سے اپنے متعلق سوال کرتے ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی صورت میں انہیں ملے آپ نے حسب معمول ان سے پوچھا کہ اے نوجوان! تو حضرت داود علیہ السلام کے متعلق کیا کہتا ہے وہ بولے آدمی تو بہت اچھا ہے مگر اس میں ایک عادت ہے، کہ مسلمانوں کے بیت المال سے کھاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس شخص سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں جو اپنے ہاتھوں کی مشقّت سے کھاتا ہو آپ روتے ہوئے واپس آ گئے اور گڑ گڑا کر دعا مانگنے لگے اے اللہ عزوجل! مجھے کوئی کام سکھا دے کہ میں اپنے ہاتھ سے کام کیا کروں اور مسلمانوں کے بیت المال سے بے پروا ہو جاؤں۔تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زرہ (لوہے کا لباس جو جنگ کے وقت پہنا جاتا ہے) بنانے کا ہنر سکھایا اور لوہے کو آپ کے ہاتھ میں موم کر دیا جیسے گُندھا ہوا نرم آٹا اور آپ جب اُمورِ مملکت اور گھر کی ضروریات سے فارغ ہوتے تو زِرہیں بنایا کرتے اور انہیں بیچ کر اپنے اور اپنے اہل وعیال کے گزر بسر کا انتظام فرماتے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت داوٗد

علیہ السلام امورِ مملکت سنبھالتے تھے، انہیں بیت المال سے کھانے کا پورا پورا حق تھا لیکن اس کے باوجود حضرت جبریل امین علیہ السلام کے جواب سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بیت المال سے کھائیں، بلکہ انہیں ہنر سکھا دیا گیا، پھر وہ اسی کے ذریعہ کمائی کر کے اپنے اہل وعیال کی پرورش فرماتے، اب ان لوگوں کو سوچنا چاہئے جو بے عذر دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں، کیا وہ ایسا کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کے قہر وغضب کو دعوت نہیں دے رہے ہیں ؟ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور کسبِ معاش کر کے اپنے گھر والوں کے قیام وطعام کا انتظام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انبیا کے ساتھ ہوگا

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حاضر تھے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کپڑے کی سلائی کا کام کرتا ہوں، ارشاد فرمایا: تم نے اس میں اگر راست بازی (دیانت داری) سے کام کیا تو حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوگے۔

دوسرے نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں مِعمار ہوں، ارشاد فرمایا: اگر تو نے راست بازی سے کام کیا تو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

تیسرے نے عرض کیا: اے آقا! میں تجارت کرتا ہوں، ارشاد ہوا: اگر تو نے دیانت داری سے کام کیا تو میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ کاروبار چاہے جو ہو، تجارت چاہے جس چیز کی ہو اگر وہ شریعت کے مطابق ہو تو عمدہ ہے اور تجارت کرنے والا اور کاروباری اس میں راست بازی اور دیانت داری سے کام لے تو وہ تجارت وکاروبار اسے جنت میں لے جا سکتے ہیں، بلکہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ چاہے تو اُسے اپنے محبوب بندوں کا ساتھ بھی عنایت فرمائے گا۔

اپاھج لومڑی کی روزی

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ وہ دل میں روزی طلب کرنے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے اور جنگل سے گزرے تو ایک مقام پر بیابان میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لومڑی نہایت فربہ اور تروتازہ بیٹھی ہوئی ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں اور آنکھوں سے اندھی بھی ہے۔ وہ بزرگ ایسے بے دست و پا اور مجبور جانور کو اس قدر تروتازہ دیکھ کر حیران ہوئے اور وہاں بیٹھ کر حیرت سے سوچنے لگے اور اپنے دل میں کہا کہ اے اللہ ! یہ اپاہج لومڑی کس حیلے سے اپنا رزق پاتی ہے؟ حالانکہ بظاہر کوئی ذریعہ روزی حاصل کرنے کا اس کے پاس موجود بھی تو نہیں، نہ یہ چل سکتی ہے، نہ یہ دیکھ سکتی ہے۔ وہ بزرگ اس قسم کی باتیں اپنے دل میں سوچ ہی رہے تھے کہ اتنے میں ایک جگہ سے زمین شق ہوئی اور دو پیالے برآمد ہوئے ایک دودھ سے بھرا ہوا تھا اور ایک شہد سے، ان بزرگ نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اے اللہ عزوجل اس غذا تک کھانے کے لئے یہ لومڑی کس طرح پہونچے گی؟ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اسی مقام پر پہاڑ سے ایک بزرگ نہایت ہی خوبصورت اور نورانی چہرے والے نیچے تشریف لائے اور ان دونوں پیالوں کو اٹھا کر لومڑی کے پاس لے گئے اور دونوں پیالے اس کو پلا دئے۔ جب وہ نورانی چہرے والے بزرگ واپس پہاڑوں کی طرف جانے لگے تو ان بزرگ نے بڑھ کر نورانی چہرے والے کا دامن تھام لیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں ؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالی کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اور یہی خدمت میرے سپرد ہے کہ ہر روز صبح وشام یہاں آؤں اور اس لومڑی کو پیٹ بھر غذا کھلا دوں۔ یہ واقعہ دیکھ کر ان بزرگ نے روزی طلب کرنے کی تکلیف کے خیال کو دل سے نکال دیا اور اسی پہاڑ پر بیٹھ گئے اور ایک چشمے کے کنارہ رہنے لگے اور نماز، روزے میں مشغول ہو گئے، سات دن گزر گئے مگر غیب سے کوئی رزق نہ پہونچا، فاقوں کے سبب نہایت کمزور و نڈھال ہو گئے۔ آخر کار اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی اے

میرے پروردگار! اپنی رحمت سے مجھ کو کوئی لقمہ غذا عطا فرما، مجھ میں اب بھوک برداشت کرنے کی طاقت نہیں یا میری روح کو قبض کر لے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا اے شخص! تو اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دے اور روزی طلب کر میں تجھے تیرا رزق عطا کروں گا۔ خود بھی کھا اور محتاجوں کو بھی کھلا اور اگر اس حالت میں اسی پہاڑ پر ستر برس تک بھی بیٹھا رہے گا تو میں تجھ کو غذا کا ایک دانہ بھی نہ دوں گا۔ اس وقت بزرگ کی آنکھیں کھلیں اور پہاڑ سے اتر کر تلاش معاش میں مشغول ہو گئے اور جو کچھ کماتے آدھا خود کھاتے اور آدھا محتاجوں کو کھلا دیتے۔

(تذکرۃ الواعظین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک وتعالیٰ یقیناً اس بات پر قادر ہے کہ لوگوں کو بغیر کسی محنت ومشقّت کے روزی عطا کرے، اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں لیکن یہ اس کی عادت نہیں، کیوں کہ اس نے اس دنیا کو عَالَمُ الْاَسْبَابُ بنایا ہے، یہاں ہر چیز وسیلہ اور ذریعہ ہی سے حاصل ہوتی ہے، لہٰذا اگر ہمیں روزی حاصل کرنی ہے تو محنت ومشقّت کرنی پڑے گی اور یہیں سے یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ محنت ومزدوری کئے بغیر یہ آس لگائے بیٹھنا کہ اللہ تعالیٰ رزاق ہے وہ ہمیں روزی دے گا یہ توکُّل نہیں بلکہ حماقت ہے، اسی لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ توکُّل کے صحیح مطلب کو سمجھے اور کسبِ معاش اور محنت ومشقّت کے بعد روزی حاصل ہونے کی توقع رکھے۔

فاروقِ اعظم نے قَے کر دی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ پیا اور اسے پسند فرمایا پھر پلانے والے سے فرمایا کہ یہ دودھ تم نے کہاں سے حاصل کیا؟ اس نے آپ کو بتایا کہ میں ایک پانی کی جگہ سے گزرا جس کا نام بھی لیا تو وہاں زکوٰۃ کے اونٹ تھے جنھیں لوگ پانی پلا رہے تھے انھوں نے میرے لئے ان کا دودھ دوہا تو میں نے اپنے برتن میں ڈال لیا یہ وہی تھا۔ بس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ حلق کے اندر داخل کیا اور قَے

کردی۔ (بیہقی شعب الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دیکھا آپ نے، ہمارے اسلاف کس طرح مشتبہ کھانے سے بچا کرتے تھے لیکن آج ہماری یہ کیفیت ہے کہ مشتبہ چیز سے بچنا تو درکنار حرام کو حرام جانتے ہوئے بھی کھا، پی رہے ہیں۔ بزرگوں نے فرمایا جو شخص چالیس روز شبہہ کا کھانا کھاتا ہے اس کا دل سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو رزق حرام سے بچائے اور اَسلاف کے طرزِ عمل کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

کبھی دُعا قبول نہ ہوگی

حضرت وہب بن مُنَبّہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو بڑی تضرُّع اور آہ وزاری سے دعا مانگتے دیکھا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا، اے معبود! تو اس بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ اے موسیٰ! اگر یہ شخص اتنا روئے، اتنا روئے کہ اپنے آپ کو ہلاک کر دے اور اپنا ہاتھ اتنا اٹھائے کہ آسمان تک پہنچ جائے تب بھی میں اس کی دعا قبول نہ کروں گا کیونکہ اس کے پیٹ میں حرام ہے اس کی پشت پر حرام ہے اور اس کے گھر میں حرام ہے۔ (مجالس السنہ)

اللہ اکبر! معلوم ہوا کہ جو شخص حرام کھاتا ہو وہ چاہے جس طرح بھی دعا کرے اور چاہے جتنے عرصہ تک دعا مانگتا رہے اس کے حرام کمانے اور حرام کھانے کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی بھی اس کی دعا قبول نہیں فرمائے گا۔

یا اللہ! اپنے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم تمام مسلمانوں کو رزقِ حلال کھانے، کمانے کی توفیق عطا فرما اور حرام و مشتبہ چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

امانت وخیانت کا بیان

ارشادِ ربانی ہے: ''اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا لا''
بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سُپرد کردو

(پ۵، سورۂ نساء، آیت ۵۸)

اسی مضمون کے سلسلے میں قرآنِ مقدس میں دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے
''یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○
وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ لا وَّ اَنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ''
اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

(پ۹، سورۂ انفال/آیت ۲۷-۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت کریمہ میں ایمان والوں کو خیانت سے باز رہنے کی ہدایت دی جارہی ہے، چاہے وہ خیانت اللہ اور اس کے پیارے رسول سے ہو یا اللہ کے بندوں سے، یہ ہدایت اس لئے جاری فرمائی گئی کہ خیانت ایک ایسا بدترین عمل ہے جو خائن کو اللہ اور اس کے رسول سے دور کردیتا ہے اور سوسائٹی میں ذلیل وخوار کردیتا ہے اور اگر یہ عمل پوری قوم میں عام اور مشہور ہوجائے تو ایسی قوم اقوام عالم کی نظروں میں نہایت کمزور قرار پاتی ہے جسے باآسانی خریدا جاسکتا ہے اور غلام بنایا جاسکتا ہے۔ خائن اللہ کی نظروں سے گرجاتا

ہے اور بروزِ قیامت اللہ اسے سخت سزا دے گا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّاناً اَثِیْمًاo بے شک اللہ نہیں چاہتا کسی بڑے دغا باز گنہگار کو۔ (پ۵، سورۂ نساء، آیت ۱۰۷)

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً فَانْبِذْ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَo اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو برابری پر، بے شک دغا والے اللہ کو پسند نہیں۔ (پ۱۰، سورۂ انفال، آیت ۵۸)

حقیقتِ امانت

حضرت سیدنا امام غزالی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

امانت ایمان سے مشتق ہے۔ جو شخص امانتِ خداوندی کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کا محافظ ہوتا ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ''اس کا ایمان نہیں جس میں امانت نہیں اور اس کا دین نہیں جس میں عہد کی پاسداری نہیں''

امام غزالی علیہ الرحمہ کا دوسرا قول ہے کہ امانت امن سے ماخوذ ہے اور کوئی شخص حق کو چھوڑ کر مامون نہیں رہتا، امانت کی ضد خیانت ہے جو خَوْنٌ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے کم کرنا، کیوں کہ کسی چیز میں خیانت کی جائے تو اس میں کمی واقع ہو جائے گی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قولِ مذکور سے امانت و خیانت کی حقیقت واضح ہو گئی، اگر کوئی اس تعریف میں مذکورہ حقیقت کو ذہن میں رکھ کر امانت کی حفاظت کرے تو امید کامل ہے کہ پروردگار عالم اسے دونوں جہاں میں سرخروئی عطا فرمائے گا، آج امانت میں خیانت عام ہو چکی ہے اور لوگ اسے برا بھی نہیں سمجھتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب پر کرم کی نظر فرمائے اور ہمیں امین بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

طرف داری مت کرو

قرآنِ مقدس میں رب ذاالجلال ارشاد فرمار ہا ہے ''وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ''اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو۔ (پ/۵،سورۂ نساء، آیت/۱۰۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بواسطۂ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ جن لوگوں کا خائن و بددیانت ہونا ثابت ہو جائے ان کی حمایت وطرفداری ہرگز نہ کرو چاہے وہ تمہارے اپنے ہوں یا غیر ہوں، یا غیر مسلم، عزیز ہوں یا دوست، امیر ہوں یا غریب، بااثر ہوں یا عام شہری کہ ان کی حمایت وطرفداری ایک تو عدل و انصاف کے خلاف ہے دوسرے اس طرح معاشرے میں یہ مرض بڑھے گا اور یوں پوری قوم کا کردار داغدار ہو جائے گا۔ (یٰا یہا الذین آمنوا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اچھی طرح یاد رکھیں کہ امانت میں خیانت یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ایسے جرم کے مرتکب انسان کی حمایت وطرف داری گناہ میں تعاون کے مترادف ہے۔اب اس جرم کا مرتکب کوئی بھی ہواس کی حمایت اسلام کی رو سے جائز نہیں بلکہ ایسے کی حمایت اللہ کے فرمان کی خلاف ورزی ہوگی اور رب کے جلال وغضب کو دعوت دینا ہوگا۔جب کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے ''وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ'' نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (پ/۶،سورۂ مائدہ، آیت/۲)

عزیزِ مصر نے بُلایا

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو خبر دی گئی کہ آپ کو شاہِ مصر نے طلب کیا ہے تا کہ وہ آپ کو حکومت کا اہم عہدہ سونپے تو آپ نے اس اعزاز کو قبول فرمانے اور جیل سے نکلنے سے پہلے معاملہ کی تحقیق کرائی۔عزیز کی بیوی اور مصر کی دیگر عورتوں سے پوچھا جائے کہ کیا واقعی میں نے ان سے برائی کا ارادہ کیا تھا یا انہوں نے مجھے ورغلانے کی

ناکام کوشش کی تھی اور جب بعد تحقیق معاملہ صاف ہوگیا آپ کی پاک دامنی ثابت ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ اس حقیقت کو سامنے لانا میں نے اس لئے ضروری سمجھا، تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی اور یقیناً اللہ کامیاب نہیں ہونے دیتا دغابازوں کی فریب کاری کو۔ (یا یہاالذین آمنوا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! درج بالا عبارت سے آپ نے یہ اندازہ لگایا ہوگا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کس حد تک لوگوں کے ذہن کو صاف فرمانے کی جدوجہد فرماتے اور خاص طور پر خیانت کا جو الزام حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگایا گیا تھا پہلے آپ نے اس کی وضاحت طلب کی اور اپنے اوپر لگائے گئے الزام کی تردید ضروری سمجھی تاکہ واضح ہوجائے کہ اللہ عزوجل نے جو کامیابی عطا فرمائی ہے وہ امین ہونے کی وجہ سے، کیوں کہ خائن کامیاب نہیں ہوسکتا، لوگوں کی نگاہوں میں محبوب نہیں ہوسکتا، عوام اس کی باتوں کو کبھی سچ تسلیم نہیں کرتے۔ لہٰذا کس طرح ایک خائن کو حاکم بنایا جاسکتا ہے؟ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ نہ خائن بنیں اور نہ خائن کا تعاون کریں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منافق کی تین نشانیاں بیان فرمائیں ان میں سے ایک یہ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (بخاری، مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالا جائے گا اور منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔ لہٰذا اچھی طرح یاد رکھیں کہ اگر آپ کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو قطعی طور پر اس میں خیانت نہ کریں بلکہ امانت کی حفاظت کر کے اللہ عزوجل کے نزدیک حفاظت کے حقدار بن جائیں۔

اللہ عزوجل ہم سب کو منافقوں کی عادتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عِبادت نا مقبول

والیٔ لاہور نے ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنجِ شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سَو دینار آپ کے دوست شہاب الدین غزنوی کے ہاتھ بھیجے، شہاب الدین نے پچاس دینار اپنے پاس رکھ لئے اور پچاس حضرت کے نذر کیئے۔ آپ نے قبول فرما کر فرمایا شہاب الدین خوب برادرانہ نصفا نصفی تقسیم کی، درویشوں کے لئے یہ بات مناسب نہیں۔ شہاب الدین بڑا شرمندہ ہوا اور بقیہ دینار پیش کیئے۔ آپ نے تمام دینار ان کو دے دیئے، فرمایا یہ بات صرف اس لئے کی گئی کہ خیانت بڑا گناہ ہے، خائن کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ شہاب الدین نے دوبارہ آپ کی بیعت کی۔ (مغنی الواعظین، ص:۲۲۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل کے دوست دولت سے نہیں بلکہ لوگوں کو گناہوں سے بچانے سے محبت رکھتے ہیں۔ آپ نے مذکورہ واقعہ سے یہ سبق حاصل کیا ہوگا کہ اللہ کے ولی سے کوئی بات مخفی نہیں رہتی جب اللہ کے ولی سے کوئی بات پوشیدہ نہیں تو اللہ سے کیوں کر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ وہ تو علیم بذات الصدور اور عالم الغیب والشہادہ ہے۔

اس کا ایمان نہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران فرمایا "لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ" اس کا ایمان کامل نہیں جس میں امانت نہیں اور جو شخص عہد کا پابند نہیں اس کا بھی ایمان کامل نہیں۔ (یاَیھا الذین آمنوا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایمان کے کمال کے لئے ضروری ہے کہ ہم امانت اور ایفائے عہد کو لازم پکڑیں۔ خیانت کرنے والا اور وعدہ خلافی کرنے والا کامل مومن نہیں ہوسکتا اور ظاہر سی بات ہے کہ جب ایمان کامل نہ ہوگا تو کامیابی بھی نہیں مل سکتی۔ لہٰذا یاد رکھیں کہ وعدہ کریں تو اسے

نبھائیں اور کوئی امانت رکھیں تو اس کی حفاظت بھی فرمائیں۔اللہ عزوجل ہم سب کو وعدہ وفا کرنے اور امانت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بندر اور سؤر بنا دئیے گئے

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل میں روٹی اور گوشت کی صورت میں آسمان سے مائدہ نازل فرمایا اور انہیں حکم دیا ''اَنْ لَا یَخُوْنُوْا وَ لَا یَدَّخِرُوْا لِلْغَدِ'' کہ وہ خیانت نہ کریں اور آنے والے دن کے لئے جمع نہ کریں ''فَخَانُوْا وَ ادَّخَرُوْا وَ رَفَعُوْا لِلْغَدِ'' لیکن انہوں نے خیانت کی اور جمع بھی کیا اور آنے والے دن کے لئے بچا کر رکھا پس انہیں بڑی ہی عبرتناک سزا دی گئی اور وہ یہ کہ ''فَمُسِخُوْا قِرَدَۃً وَّ خَنَازِیْرا'' اللہ تعالیٰ نے انہیں بندر اور سُوَر بنا دیا۔ (یآیہا الذین آمنوا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کیجئے کہ خیانت کرنے والوں کی صورت تبدیل کر کے انہیں بندر اور سور بنا دیا گیا۔(العیاذ باللّٰہ تعالیٰ) خیانت کی سزا اللہ عزوجل نے کتنی سخت عطا فرمائی۔تو کیا جس جرم کی سزا اتنی سخت ترین ہو ہم اس جرم کا مرتکب ہونا پسند کریں گے؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔لہٰذا خیانت کے داغ سے اپنے دامن کو بچائیں اور امانت دار بننے کی دعا کریں۔

اولاد بھی امانتِ الٰہی

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر سفر میں تھے،آپ کی غیر حاضری میں آپ کے لڑکے کا انتقال ہو گیا،ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گھر واپس آئے تو پوچھا کہ لڑکا کیسا ہے؟ آپ کی بیوی اُمِ سُلیم نے جواب دیا آرام میں ہے یہ کہہ کر ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے کھانا رکھا، جب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو امِ سلیم بولیں کہ ایک مسئلہ تو بتائیے میرے پاس اگر کسی نے کوئی امانت رکھی اور کچھ دنوں بعد وہ شخص اپنی امانت واپس طلب

کرے تو کیا مجھے واپس دے دینا چاہئے یا نہیں؟ حضرت ابوطلحہ فرمانے لگے یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ فوراً واپس دے دینا چاہئے۔ ام سلیم نے کہا کہ واپس دے کر اس کا رنج وغم تو نہیں کرنا چاہئے؟ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے نہیں۔ وہ بولیں تو پھر سنئے ہمارا لڑکا جو خداوندِ کریم نے ہمیں امانت دی تھی وہ واپس لے لی ہے اور لڑکے کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب صبر کیجئے۔ حضرت ابوطلحہ یہ سن کر صبر کئے اور رات گزارنے کے بعد صبح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سارا ماجرا عرض کیا آپ نے فرمایا: خدائے تعالیٰ آج رات تمہارے لئے بابرکت کرے۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو خدائے تعالیٰ نے ایک لڑکا عطا فرمایا، جب پیدا ہوئے تو ابوطلحہ انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے۔ آپ نے ان کی پیشانی پر دستِ مبارک پھیرا اور ان کا نام عبداللہ رکھا، عبداللہ جب تک زندہ رہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پھیرنے کی جگہ یعنی پیشانی بہت نورانی اور روشن نظر آتی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص: ۵۸۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ امانت کا لفظ اپنے اندر بہت وسعت اور جامعیت رکھتا ہے۔ اے کاش! آج کی ہماری خواتین کی سوچ وفکر حضرت اُم سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی ہو جائے اور اللہ کی امانت نیز رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت اور عوام کی امانت اور سمجھ سکیں۔

ارادہ مُلتوی کر دیا

حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رومیوں کے درمیان ایک عارضی معاہدہ ہوا، جب اس معاہدہ کے اختتام کا وقت قریب آنے لگا حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا لشکر لے کر روم کی سرحد کی طرف بڑھنے لگے تاکہ جس روز معاہدہ ختم ہو دشمن کو مہلت دئے بغیر اس پر حملہ کر دیا جائے۔ ایک سوار نے دیکھا کہ وہ صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور پکارنے لگا "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَفَاءٌ لَّا غَدْرَ" اللہ بڑا

ہے، اللہ بڑا ہے، معاہدہ پورا کیا جائے دھوکہ اور خیانت نہ کی جائے۔ لوگوں نے انہیں پاس بلا کر پوچھا تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے سنا کہ جس کا جس قوم سے معاہدہ ہو تو اس وقت نہ کوئی گرہ کھولی جائے اور نہ باندھی جائے جب تک وقتِ مقررہ نہ آجائے یا کسی وجہ سے معاہدہ منسوخ نہ کیا جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد سنتے ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ ملتوی کر دیا اور لشکر کو واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ (یٰا یہاالذین آمنوا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! صحابۂ کرام علیہم الرضوان وعدہ خلافی کی خیانت کو بڑا گناہ تصور کرتے اور یہی وجہ ہے کہ وہ تو اس سے بچتے اور دوسروں کو بچانے کی جدوجہد بھی فرماتے۔ میدان سکون ہو یا میدان جنگ ہر مقام پر اس کا لحاظ رکھتے۔ کاش ہم بھی امانت کا اسی طرح خیال رکھتے جس طرح ہمارے اسلاف نے خیال رکھا تو آج ہم جن حالات سے دوچار ہیں ان کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

عابد بہتر یا تاجر

ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ عابد بہتر ہے یا تاجر امانت دار، انہوں نے فرمایا تاجر امانت دار بہتر ہے اس لئے کہ وہ جہاد میں ہے کیوں کہ شیطان ترازو اور لین دین کے پردے میں اس کے درپئے رہتا ہے لیکن وہ اس کے خلاف کرتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! گوشہ نشین ہو کر بیٹھ جانا یا خود کو عبادت میں مصروف کر کے ترک دنیا اختیار کر لینا یہ کافی نہیں بلکہ عبادت کے ساتھ تجارت بھی ہوتا کہ لوگ معاملاتی زندگی دیکھ کر ہماری حقیقت کو جان سکیں۔ یاد رکھیں اگر دنیوی معاملات میں لوگوں نے ہم کو سچا جان لیا اور اعتراف کر لیا تو

ان شاء اللہ دینی معاملات میں ضرور بالضرور ہماری حقیقت کے معترف ہوں گے اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرماں بردار بھی ہوں گے۔

امانت اُٹھا لی جائے گی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب امانت اٹھالی جائے گی، لوگ باہم تجارت کریں گے مگر امین کوئی نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ کہا جائے گا فلاں قبیلہ میں فلاں آدمی امین ہے۔ یعنی امین آدمی ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! فرمان رسول حق ہے کہ آج امانت دار تاجروں کا ملنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔ آج ہماری تباہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم معاملاتی زندگی میں صفر ہیں۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم مذکورہ حدیث شریف کے پیش نظر اپنے آپ کو امین بنانے کی کوشش کریں۔

توبہ کی توفیق ملی

کسی مالدار نے ایک امین شخص کے پاس بہت سا سامان بطورِ امانت رکھا اور سفر پر نکل گیا، واپسی پر اسے معلوم ہوا کہ وہ امین شخص فوت ہو چکا ہے اور اس کے عیاش لڑکے نے باپ کا مال برباد کیا ہے۔ صاحبِ مال کو اپنے مال کی بربادی کا خطرہ لاحق ہوا تاہم وہ اس کے پاس گیا، دریافت کرنے پر لڑکے نے کہا تمہارا مال بالکل محفوظ ہے۔ صاحبِ مال نے حیرانگی سے پوچھا وہ کیسے محفوظ رہا، نوجوان کہنے لگا میں نے سوچا میرا دین تو ضائع ہوا کم از کم امانت تو برباد نہ کروں اسی بنا پر صاحبِ مال نے پانچ ہزار درہم بطورِ انعام دئے۔ جب نوجوان نے اس عنایت کو دیکھا تو فوراً گناہوں سے توبہ کرلیا۔

(کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امانت کی

حفاظت کے صلہ میں اللہ عزوجل نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی۔ یادرکھیں اللہ کریم ہے، اس کو بندے کی کوئی ادا پسند آجاتی ہے اور وہ بندے پر کرم کی نظر فرما کر اپنا بنالیتا ہے۔ سچ ہے ۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید　　　رحمتِ حق بہا، نمی جوید

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت (بخشش کا) بہانہ تلاش کرتی ہے، نیکیوں کا خزانہ نہیں۔

اللہ عزوجل ہم سب پر بھی رحم وکرم کی نظر فرمائے اور گناہوں سے توبہ کرنے اور اپنی فرماں برداری کی توفیق عطا فرمائے۔

دین کی شرط

حضرت قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امانت دین کی تمام شرائط و عبادات کا نام ہے یہ جمہور کا قول ہے اور قولِ صحیح ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امانت کو دین کی تمام شرطوں اور عبادت کا نام دے کر ہمیں امانت کی اہمیت بتادی گئی ہے۔ آپ اچھی طرح یادرکھیں کہ امانت کی حفاظت کے بغیر کچھ بھی نہیں خواہ وہ امانت اللہ کی ہو یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہو یا پھر کسی انسان کی۔ ہم اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتے ہیں تو ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم امین بن جائیں، انشاء اللہ ہمارا ایمان محفوظ ہوجائے گا۔

یہ بھی امانت ہے

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غسلِ جنابت امانت ہے۔

حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انسان کی شرمگاہ کو پیدا کیا اور فرمایا یہ امانت ہے جو میں تجھے دے رہا ہوں، اسے بے راہ روی سے بچانا۔ اگر تو نے اس کی حفاظت کی تو میں تیری حفاظت کروں گا۔ لہٰذا شرمگاہ امانت ہے، کان امانت ہے، زبان امانت ہے، پیٹ امانت ہے، ہاتھ اور پیر امانت ہے اور جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ ارشاد سے یہ بات ہماری سمجھ میں آ گئی ہوگی کہ صرف مال ہی امانت نہیں بلکہ جسم کے سارے اعضا اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں بالخصوص شرمگاہ کا ذکر کر کے یہ واضح کر دیا گیا کہ بدکاری اور زنا سے اپنے آپ کو بچاؤ، ورنہ امانت میں خیانت کے جرم کی سزا دونوں جہاں میں ملے گی اور اگر بندے نے اس امانت کی حفاظت کی تو رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں گا۔ سبحان اللہ! کتنا عظیم مژدہ اور کیسی پیاری خوشخبری ہے امانت کی حفاظت کرنے والے کے لئے کہ اللہ عزوجل اس کی حفاظت فرمائے گا اور یقیناً اللہ جس کی حفاظت فرمائے اس کو دنیا کی کوئی طاقت ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

خیانت جھنمیوں کا طریقہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دھوکہ، فریب کاری اور خیانت جہنمیوں کا شیوہ ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ جس نے لوگوں کے ساتھ معاملات میں ظلم نہیں کیا اور ان سے جھوٹی باتیں نہیں کہیں اس کی مرادیں مکمل ہو گئیں، عدالت ظاہر ہو گئی اور اس سے بھائی چارہ رکھنا ضروری ہو گیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسانوں کے ساتھ دھوکہ اور فریب کتنا بڑا جرم ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے جہنمیوں کا شیوہ بتایا، یعنی اس برائی کی وجہ سے انسان جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے اسی لئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے کسی بھی مسلمان بھائی کو نہ دھوکہ دے اور نہ فریب سے کام لے اور ہرگز ہرگز کسی کی امانت میں خیانت نہ کرے ورنہ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلے خیانت کرنے والے کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

زِنا کی مَذمّت

زنا کاری بدترین لعنت اور انتہائی رِذالت وکمینگی کی علامت ہے، زمانۂ جاہلیت میں دوسری اور قباحتوں کے ساتھ ساتھ زنا کا رواج بھی عام تھا اور اس کا ارتکاب بے دھڑک کیا جاتا تھا، پیشہ ورعورتیں بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے اپنی اپنی دوکانیں سنوارتیں اورخود بن سنور کرلوگوں کواس فعلِ قبیح کی دعوت دیا کرتی تھیں،اونچے اونچے جھنڈے اُن کے مکانوں پرلہرایا کرتے تھے، بے شرمی و بے غیرتی نے انہیں حیوان صفت بنادیا تھالیکن اسلام نے روحانی اوراخلاقی تربیت کی تکمیل کے لئے اپنے ماننے والوں کوروزاول ہی سے زنا کی قباحت اوراس کے ذریعہ عام ہونے والی برائیوں سے خبردارکردیا۔

چنانچہ ارشادربانی ہے ''وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًؕ وَّسَآءَ سَبِیْلًا o''اوربدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہےاوربہت ہی بری راہ۔
(پ۱۵،سورۂ بنی اسرائیل،آیت۳۲)

میرے پیارے آقاصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ آیت مقدسہ بتارہی ہے کہ زِنا بجائے خودبھی قبیح ہےاور بلحاظ دوسرے مفاسد کے قبیح تراور ہزار بار لائق مذمت، افراد کی روحانی طہارت اوراخلاقی پاکیزگی کےبھی منافی ہےاورایک تہذیب یافتہ معاشرے کی اجتماعی صلاحیت کے لئے رکاوٹ، انسانیت کےخوش نُما چہرے پرایک داغ ہےاورجسمانی خطرات کےاعتبارسےبھی قابل نفرت۔اسی لئے یہ نہیں فرمایا گیا'' لَا تَزْنُوْا'' (زنامت کرو) بلکہ ارشادیہ ہورہاہے ''وَلَا تَقْرَ

بُـوْاالـزِّنـیٓ" (کہ زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو)۔لہذا جو چیزیں اس قبیح حرکت اور قابل مذمت فعل کے اِرتکاب کا ذریعہ ہوسکتی ہیں جیسے بوس و کنار، نظر بازی اور چوری چھپے کسی کو گُھورنا، اپنی نگاہوں سے کسی ایسے کا پیچھا کرنا وغیرہ ان سے بھی بہت دور رہنے کا حکم ہر مسلمان کو دیا، جا بجا اس کے برے انجام سے ڈرایا اور آخرت کی باز پرس کا احساس دلا یا۔

زنا کا بنیادی سبب

دین اسلام ہی وہ خدائی قانون ہے جس میں معاشرہ کو تباہ و برباد کرنے والے تمام اسباب کی نشاندہی اور تمام ذرائع کا سدِّ باب کیا گیا ہے، معاشرے کے اندر زنا کاری عام ہونے میں بڑا دخل بے پردگی اور بدنگاہی کا ہوتا ہے، اسلام نے ان دونوں باتوں پر بندش لگائی، آوارگی اور بے حیائی کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے نگاہ کی حفاظت کا حکم دیا۔چنانچہ اللہ عزَّ وجلَّ نے ارشاد فرمایا"قُلْ لِّلْـمُـؤْ مِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَـارِهِـمْ وَ یَـحْـفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰـهَ خَبِیْرٌۢ بِـمَا یَـصْـنَـعُـوْنَ o"(اے محبوب!) مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے، بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

(پ۱۸/، سورۂ نور، آیت/۳۰)

بدنگاہی چونکہ عورتوں کی طرف سے بھی باعث فتنہ ہے اس لئے انہیں بھی یہ حکم دیا گیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَقُلْ لِّلْـمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَـحْـفَـظْنَ فُرُوْجَهُنَّ o" اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔ (پ۱۸/، سورۂ نور، آیت/۳۱)

اللہ عزَّ وجلَّ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرما رہا ہے کہ اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ مومنین اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔اس میں حکمت یہ

ہے کہ بندۂ مومن خدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عتاب سے بچتا رہے گا اور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا شیدائی ہونے کا شرف پاتا رہے۔

سبحان اللہ! رب ذوالجلال ہماری اس خوبی پر عمل کرنے کے باعث قرآن پاک کے ذریعہ ہمارا انمول فائدہ بیان فرما رہا ہے کہ اگر ہم اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں تو اس میں ہمارا فائدہ یہ ہے کہ اللہ عزَّ وجلَّ ہمارے دلوں کو صاف اور ستھرا فرما دے گا۔ بھلا بتاؤ تو ہم میں کون ہے جو اپنا فائدہ نہ چاہتا ہو؟ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اللہ عزَّ وجلَّ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کریں۔

آنکھ سے ابتدا

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یاد رکھئے زنا کی ابتدا ہی نگاہوں سے ہوتی ہے۔ اسی لئے تو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے لوگوں نے عرض کیا کہ زنا کا اشتیاق کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: آنکھ سے۔

اسی لئے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے، جو شخص خوفِ خدا دل میں رکھ کر اپنی آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے، حق تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عنایت فرماتا ہے کہ وہ اس کی حلاوت اپنے دل میں پاتا ہے۔

گناہ یا فیشن

اللہ عزوجل نے جس دین سے ہم کو وابستہ کر رکھا ہے وہ مقدس دین قدم قدم پر ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔ اغیار ہم کو اس سے دور کرنے کے لئے مختلف قسم کے حربے استعمال کرتے رہے۔ آج پوری دنیا کا اگر جائزہ لیا جائے تو آپ اس نتیجے پر پہونچیں گے کہ بے حیائی کا بازار ہر جانب گرم نظر آرہا ہے۔ عریانیت، فحاشی پوری دنیا کے اندر بڑی تیزی سے عام ہو رہی ہے۔ اور مذکورہ برائیوں کو جرم و گناہ نہیں بلکہ آرٹ اور فیشن

تصور کیا جارہاہے۔ (العیاذ باللہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کون نہیں جانتا کہ کسی عورت کا کسی اجنبی مرد کو، غیر محرم کو دیکھنا اور کسی مرد کا کسی اجنبیہ عورت کو دیکھنا کتنا بڑا جرم ہے اور یہ صرف جرم ہی نہیں بلکہ جھگڑے، فساد کا باعث بھی ہے۔ کوئی غیرت مند بھائی اگر اپنی بہن کے ساتھ چل رہا ہو اور اگر کسی آوارہ مرد کی نگاہیں اس کی بہن کو تک رہی ہوں تو غیرت مند بھائی غصہ سے بے قابو ہو کر انتقام پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی غیرت مند شوہر اپنی بیوی کے ساتھ جارہا ہو اور کوئی آوارہ مرد اس کی بیوی کو گھور رہا ہو تو غیرت مند شوہر کبھی برداشت نہیں کر سکتا اور نتیجہ فتنہ وفساد کی صورت میں نمودار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی عزت دار باپ اپنی بیٹی کو ہمراہ لے کر چل رہا ہو اور کوئی آوارہ لڑکا اس کی بیٹی کی طرف نظر بد اٹھائے تو فطرت کا تقاضا ہے کہ غیرت وعزت دار باپ جلال میں آکر معاشرہ کے ناسور بنے ہوئے ایسے بدتمیز لڑکے کا مزاج ٹھکانے لگا دیتا ہے اور یہیں سے جھگڑے، فتنے اور فسادات شروع ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات تو قتل کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ (اللہ کی پناہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کرنے کا مقام ہے کہ جب کوئی باپ اپنی جواں بیٹی کی طرف کسی آوارہ لڑکے کی بدتمیز نگاہ برداشت نہیں کر سکتا، جب کوئی شوہر اپنی پاکدامن بیوی کے اوپر غلط نگاہ کا تصور تک برداشت نہیں کر سکتا، جب کوئی بھائی اپنی عفت مآب بہن کے آنچل کو داغدار دیکھنا گوارہ نہیں کر سکتا۔ تو ذرا سوچئے جب آپ اپنے گھرانے کی ان خواتین پر یہ نہیں پسند کرتے کہ بیٹی، بیوی، بہن پر کوئی ظالم نظر بد اٹھا کر دیکھے تو بھلا غور کیجئے جس کی طرف آپ کی نگاہ اُٹھ رہی ہوگی وہ خاتون یقیناً کسی نہ کسی گھرانے میں انہیں رشتوں سے منسلک ہوگی۔ لہٰذا خدانخواستہ کبھی شیطان آپ کو بدنظری و بدنگاہی کی طرف بلائے تو بس اپنے دل میں یہ خیال پیدا کیجئے کہ یہ بھی تو بحیثیت مسلمان میری بہن یا بیٹی یا ماں

وغیرہ ہے۔ یہ خیال دل میں پیدا ہوتے ہی انشاء اللہ تعالیٰ شیطان اپنے مقاصد میں ناکام ہوتا نظر آئے گا اور اس طرح آپ اپنی نگاہوں کی حفاظت کرسکیں گے۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنے اور تمام گناہوں سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دل پذیر انداز

حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک جوان آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت عطا دیجئے تو وہاں پر موجود صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اُس جوان کو ڈانٹنے لگے، حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو چھوڑ دو اور کچھ نہ کہو اور اس جوان سے ارشاد فرمایا: میرے قریب آؤ۔ وہ جوان آپ کے قریب ہو گیا۔

آپ نے اس سے فرمایا: کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی تیری ماں کے ساتھ زِنا کرے؟ نوجوان نے عرض کیا: نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اسی طرح ہر کوئی اُسے اپنی ماں کے لیے پسند نہیں کرتا۔

اس کے بعد آپ نے اس سے فرمایا: کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی تیری بیٹی کے ساتھ زِنا کرے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا اسی طرح ہر کوئی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس نوجوان کے سامنے بہن کا تذکرہ کیا، خالاؤں اور پھوپھیوں کا تذکرہ کیا اور وہ جوان یہی کہتا رہا: نہیں، نہیں (میں اس کو ان کے لئے پسند نہیں کرتا) اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی یہی کہتے رہے کہ اسی طرح ہر کوئی اس کو پسند نہیں کرتا، پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک اس کے سینے پر رکھا اور یہ دُعا فرمائی: اے اللہ! اس کے دل کو پاک کردے، اس کا گناہ معاف کردے، اس کی شرمگاہ کو محفوظ کردے'' اس دعا کے بعد اس صحابی

کے نزدیک زنا سے زیادہ مبغوض (بُری) کوئی چیز نہ تھی۔ (مسند احمد بن حنبل ص ۲۵۶، ۲۵۷ج ۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ اگر شیطان ورغلائے اور زنا جیسے گھناؤنے جرمِ عظیم پر آمادہ کرے تو ہم اس وقت یہ خیال دل میں بسالیں کہ اس فعلِ بد کو ہم اپنی بہنوں، بیٹیوں وغیرہا کے لئے پسند نہیں کرتے تو جس کے ساتھ زِنا کیا جائے گا وہ بھی کسی کی بہن، بیٹی یا ماں ہی ہوگی۔ اگر یہ خیال آپ نے بسالیا تو آپ کے لئے زنا کی لعنت سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے معاشرہ کو اِس بُری لعنت سے بچنے اور بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

پرائی عورت پر نگاہ

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شیر اور اژدہے کے پیچھے جانا رَوا ہے مگر (پَرائی) عورتوں کے پیچھے ہرگز نہ جانا۔ (کیمیائے سعادت)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جلیل القدر نبیِ برحق حضرت داؤد علیہ السلام شیر اور سانپ کے پیچھے جانے کو روا (درست) فرماتے ہیں لیکن کسی اجنبی عورت کے پیچھے جانے سے کیوں منع فرماتے ہیں؟ اس لئے کہ پھاڑ کھانے والے شیر اور زہریلے سانپ کے کاٹنے سے جسم برباد ہوگا، جان جائے گی لیکن اجنبی عورت کے پیچھے جانا اور زنا کا مرتکب ہونا جان کے ساتھ ساتھ ایمان کو بھی برباد کرنا ہے۔ اور مومن اپنی زندگی میں ہر نقصان تو گوارہ کرسکتا ہے مگر ایمان کا نقصان ہرگز گوارہ نہیں کرسکتا، اس لئے کہ ایمان سلامت تو دنیا و آخرت میں سرخروئی نصیب ہوگی۔

بڑی آزمائش

حدیثِ پاک میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''میں نے اپنے وصال کے بعد اپنی امّت میں عورتوں کے مثل کوئی بلا (آزمائش) نہیں چھوڑی''۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! پتہ یہ چلا کہ عورت آزمائش وابتلا میں مُلوّث کرنے والی شئے کا نام ہے،جس شخص نے اپنے آپ کو عورت کے فتنے سے بچالیا یقیناً وہ دونوں جہاں میں کامیاب ہوگیا۔

تباہ کاری

رحمت عالم فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''وَمَا مِنْ صَبَاحٍ اِلَّا وَ مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ وَيْلٌ لِّلرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ وَ وَيْلٌ لِّلنِّسَآءِ مِنَ الرِّجَالِ'' ہرصبح دوفرشتے پکارتے ہیں کہ مردوں کے لئے عورتیں تباہ کن ہیں اور عورتوں کے لئے مرد تباہ کُن ہیں۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک کے الفاظ پر غور کریں تو یہ سمجھ میں آئے گا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تباہی، بربادی، معاشرہ میں فساد کی بنیاد محض غیر محرم عورت ومرد کا باہم اختلاط بیان فرمایا ہے۔ یہ بھی یادرہے حدیثِ پاک میں تباہی وبربادی سے کیا مراد ہے؟ یہ نہ تصور کیا جائے کہ اس سے صرف دنیوی تباہی وبربادی مراد ہے بلکہ دونوں جہاں کی تباہی و بربادی مراد ہے اور جس کے تعلق سے رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 'تباہ کن' کا لفظ ارشادفرمادیں وہ کبھی بھی فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ انسان وقتی طور پر لذّت وسرور حاصل کرنے کے لئے نگاہوں کو آوارہ چھوڑ دیتا ہے مگر اسے نہیں معلوم کہ اس آوارگی کا عذاب کل بروز قیامت کتنا سخت ترین ہوگا، اور یہ آوارگی اسے معاشرہ میں بھی ذلیل ورسوا کردے گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی ذلت ورسوائی کا سبب بنے گی۔ (اللہ کی پناہ)

نگاہ پر مؤاخذہ

رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ماننے والوں کو تحفُّظِ نگاہ کا حکم فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرّمَ اللہ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا اے علی! کسی اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو پہلی نگاہ معاف ہے لیکن دوسری نگاہ پر مواخذہ ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

نظر پھیر لو

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اجنبی عورت پر نگاہ پڑ جانے کے بارے میں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''نگاہ پھیرلو''
(مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ غور فرمائیں جس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نگاہ پھیر لینے کی تاکید فرمائیں وہ چیز کتنی نقصان دِہ ہوگی؟ مگر افسوس کہ اب ہمیں اس کا اندازہ نہیں ہے۔ شومیٔ قسمت کہ آج کا مسلمان اپنے نفس کا ایسا غلام ہوگیا کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمودات کا ذرا بھی خیال نہیں کرتا، نتیجۃً بے شمار برائیوں کا مرتکب ہو کر دنیا و آخرت برباد کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

چھُپانے کی چیز

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے۔ (یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام

ہے)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ اکبر! وہ لوگ غور کریں اور نصیحت حاصل کریں جو ہمیشہ عورتوں کو دیکھنے کے لئے نگاہوں کو دوڑاتے رہتے ہیں، ہمیشہ نگاہوں کو آوارہ بنا کر کسی بھی اجنبی عورت کے نظارے سے اپنی دنیا و آخرت برباد کرتے ہیں۔ بعض نوجوان تو شیطان کے فریب میں اس قدر آجاتے ہیں کہ آوارگی کے لئے کبھی چوراہے کے کنارے پر اسی لئے کھڑے رہتے ہیں کہ کوئی اجنبی عورت آئے اور اس کے نظارے سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچائیں، جو لوگ کبھی کھڑکیوں پر، کبھی مکان کی گیلری پر، کبھی مکان کی چھت پر تلاشِ نسواں میں لمحات گزارتے ہیں، گویا وہ کم نصیب لوگ شیطانی کام میں مصروف رہ کر اللہ عزَّ وجلَّ کی ناراضگی میں زندگی گزارتے ہیں۔ الغرض نظر بازی ہی تمام مفاسد کی ابتدا اور جڑ ہے لہٰذا دین اسلام ہمیں صرف کانٹوں سے بچنے کا حکم نہیں دیتا ہے بلکہ ان جھاڑیوں ہی کو اکھاڑ پھینکنے کا حکم دیتا ہے جن کے کانٹوں سے ہمارے دامنِ تقویٰ کے تار تار ہونے کا امکان ہو۔ رب قدیر ہمیں حفاظت نگاہ کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

زنا کا دوسرا بنیادی سبب

زنا کا دوسرا بنیادی سبب بے پردگی اور عریانیت ہے۔ قرآن کریم نے خواتین اسلام کو گھروں میں رہنے اور بے پردگی سے باز رہنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ”وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّةِ الْاُوْلٰی“ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (سورۂ احزاب، آیت ۳۳)

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے لیے پردہ ضروری ہے، جب

کوئی عورت (بے حجابانہ) باہر نکلتی ہے تو شریر لوگ اسے دیکھتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بناؤ سنگار کر کے اِترا کر چلنے والی عورت کی مثال اُس تاریکی جیسی ہے جس میں بالکل روشنی نہ ہو۔

اشکوں کا سیلاب

شیرِ خُدا مشکل کُشا حضرت سیدنا علی مرتضٰی کَـرَّمَ اللّٰـہُ تَـعَـالٰـی وَجْـهَـهُ الْـکَـرِیْـمَ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب جاری تھا۔ ہم نے رونے کا سبب دریافت کیا تو ارشاد فرمایا ''میں نے شبِ معراج خواتین کے عذاب دیکھے تھے، آج وہ مناظر پھر یاد آ گئے، اس لیے رونا آ گیا۔ عرض کیا ہمیں بھی ارشاد ہو کہ حضور نے کیا کیا ملاحظہ فرمایا۔ غیب داں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

☆ میں نے دیکھا ایک عورت بالوں سے لٹکی ہوئی ہے اور اس کا دماغ کھول رہا ہے (یہ اس عورت کی سزا تھی جو اپنے بال غیر مردوں سے نہیں چھپاتی تھی)

☆ ایک عورت کو دیکھا زبان سے لٹکی ہوئی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ پیٹھ کی طرف باندھ دئے گئے تھے (یہ اپنے شوہر کو زبان سے تکلیف دیتی تھی)

☆ ایک عورت کو دیکھا کہ اس طرح لٹکائی گئی ہے کہ چاروں ہاتھ پاؤں پیشانی کی طرف باندھے ہوئے ہیں، سانپ اور بچھو اس پر مسلط ہیں۔ (یہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی تھی اور حیض و نفاس سے غسل نہیں کرتی تھی)

☆ ایک عورت کو دیکھا کہ اپنا ہی جسم کھا رہی ہے اور اس کے نیچے آگ دھونکی جا رہی ہے (یہ غیر مردوں کے لئے زینت اور لوگوں کی غیبت کرتی تھی)

☆ ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جا رہا ہے (یہ اس عورت
کی سزا تھی جو اپنا جسم اور اپنی زینت غیر مردوں کے لیے کرتی تھی)
☆ ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا سر خنزیر کی طرح ہے، جب کہ دھڑ گدھے کی مانند
ہے اور متعدد عذاب اس پر ہو رہے ہیں۔ یہ جھوٹی اور چغل خور تھی۔
☆ ایک عورت کو دیکھا کہ وہ کُتے کی مانند ہے اور سانپ اور بچھو اس کے قُبل سے گھستے ہیں اور دُبُر سے نکلتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ فرشتے آگ کے ہتھوڑے بھی اسے مار رہے ہیں کیوں کہ یہ اپنے شوہر سے بُغض رکھنے والی تھی۔

(درۃ الناصحین)

افسوس صد افسوس

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! موجودہ دور میں تو حال یہ ہے کہ چہرہ اور سر ڈھانکنا تو بہت دور کی بات ہے سر بھی کھلا نظر آتا ہے، نقاب و بُرقعہ تو بہت دور کی بات ہے اب تو سر سے دوپٹہ بھی غائب ہو گیا، افسوس صد افسوس! ذرا سوچیئے اور غور کیجئے کہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لئے اُن کا سر اور سینہ دونوں مقام خاص طور پر زینت کے ہیں، اسی لئے انہیں ضروری ہے کہ وہ چھپانے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام رکھیں۔ اس سے بہت سے فتنوں کی جڑ بھی کٹ جائے گی اور معاشرہ فتنہ وفساد سے محفوظ بھی ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ ان کی عصمت محفوظ رہے اور اللہ عزَّ وجلَّ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی سے بچ جائیں تو انہیں چاہئے کہ ہر اس عمل سے اپنے آپ کو بچائیں جن سے کسی اجنبی کی نگاہ ان پر پڑے۔ اسی لئے تو فرمایا گیا کہ عورتیں چلتے وقت زمین پر اپنے پیر زور زور سے پٹخ، پٹخ کر نہ رکھیں، کہ ان کے چلنے کی آواز سے ان کا اندرونی

زیور ظاہر ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو غیر محرم کی رغبت اور دلکشی کا باعث ہو ممنوع ہے، مثلاً بجنے والے زیور جیسے پازیب، یا جھانجھن پہن کر زمین پر زور زور سے چلنا کہ یہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناپسند ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ''اللہ عزَّ وجلَّ اس قوم کی دعا قبول نہیں کرتا جس کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہیں''

سوچیئے کہ جب زیور کی آواز دُعا قبول نہ ہونے کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز، اس کی بے پردگی کیسی تباہی کا باعث ہوگی؟ خدارا خدارا! اپنی آخرت کو برباد ہونے سے بچاؤ۔ ارے یہ تو صدقہ ہے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ عورت کی عزت کے تحفظ کے سارے گوشے اُجاگر فرمادیئے اور اسے باعزت رہنے کا انداز سکھایا، اگر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بتاتے تو ایسے تباہ کن حرکات وسکنات کا علم کہاں سے ہوتا؟ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو جو عزت ومرتبہ عطا فرمایا ہے وہ کسی نے نہیں عطا کیا۔

فیشن کا دَور

آج فیشن کے اِس دور میں اسکولوں، کالجوں اور عصری تعلیم گاہوں میں مرد وزن کی مخلوط تعلیم کی وجہ سے یہ بیماری طلبہ وطالبات اور نوجوانوں میں زیادہ پائی جارہی ہے، وہ یہ تصور کرتے ہیں کہ جوانی ہے ہی اس لئے کہ لطف اندوز ہُوا جائے۔ معاذ اللہ

لیکن یاد رکھیئے! جس خالق کائنات عزوجل نے ہمیں جوانی عطا فرمائی ہے اس مالک کو اپنی جوانی کا حساب بھی دینا ہے۔ لہٰذا جوانی کا مقصد گناہ کرنا نہیں بلکہ جوانی کا مقصد اللہ عزَّ وجلَّ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عین فرمان کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ لہٰذا امت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ معاشرے کو ہر برائی سے پاک کرنے کی جدوجہد کرے تاکہ ہماری دنیا اور آخرت برباد ہونے سے بچے۔

اے اسلام کے مقدس شہزادو! رحمتِ عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجنبی عورت کے دیکھنے کو صرف شیطانی کام ہی نہیں فرمایا بلکہ ایک جگہ تو نہایت سخت ترین انداز میں اُن عورتوں اور مردوں کے متعلق جو کہ تانک جھانک کرتے ہیں ارشاد فرمایا: دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ عزَّ وجل کی لعنت یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے آپ کو بلا عذر قصداً دِکھائے۔ (بیہقی)

اللہ اکبر! جو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وِلادت کے وقت اپنی امّت کی بخشش کی دُعا فرمائیں اور دنیا سے پردہ فرماتے وقت اپنی امّت کی بخشش کی دعا فرمائیں بھلا وہ کیوں لعنت فرمائیں گے؟ ظاہر سی بات ہے کسی اجنبی کی طرف نظر کرنا بے حد بُرا ہوگا اسی لئے تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس پر لعنت فرما رہے ہیں۔ لعنت کا معنیٰ ہوتا ہے رحمت سے دور ہونا۔ اللہ اکبر! بتائیے اگر اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت ہم سے روٹھ گئی تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟ رحمت کے علاوہ ہمارا سہارا ہے ہی کیا؟ اور اگر یہ رحمت ہی ہم سے دور ہوگئی تو ہماری نجات کیسے ہوگی؟ کیا کوئی عمل ایسا ہے جس کی قبولیت کا یقین ہو؟ بلکہ جو کچھ ٹوٹا پھوٹا عمل ہو بھی جاتا ہے تو وہ اگر قبول بھی ہوگا تو رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہی قبول ہوگا۔

خدارا! اپنے آپ کو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت سے بچاؤ۔ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت صرف دیکھنے والے ہی پر نہیں بلکہ اپنے آپ کو دکھلانے والے پر بھی فرمائی ہے۔ لہٰذا وہ عورتیں جو بناؤ سنگھار کرکے غیروں کی نظر میں جچنا چاہتی ہیں اور ان کی دلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہر مرد ہمارے حسن و جمال اور لباس وسنگار کو دیکھ کر داد وتحسین سے نوازے۔ معاذ اللہ! وہ مذکورہ حدیث سے عبرت حاصل کرکے توبہ کریں۔

دھکتے انگارے

یاد رکھیں کہ اپنے شوہر کے علاوہ غیر مردوں کے لئے بناؤ سنگھار کرنے والی عورتیں کل بروزِ قیامت جہنّم کے دہکتے ہوئے انگارے میں ڈالی جائیں گی۔ پھر وہاں نہ ان کا میک اپ(Make-up) کام آئے گا اور نہ فیشن، نہ اُن کے حُسن و جمال پر داد و تحسین دینے والے کام آئیں گے بلکہ وہ بھی اپنے کرتوت کے سبب عذابِ خداوندی کا شکار ہوں گے۔

لٰہذا عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنا بناؤ، سنگار، خواہ وہ جسم کا ہو یا لباس کا کسی اجنبی پر کبھی ظاہر نہ ہونے دیں۔ اس قانون میں ہر وہ چیز آتی ہے جو غیروں کے لئے شوق و رغبت کا باعث ہو۔ مثلاً حسنِ صورت، لباس، خوشبو، پاؤڈر، غازہ وغیرہ۔ کیوں کہ اس سے دیکھنے والوں میں میلانِ طبع پیدا ہوتا ہے اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور یہ شرافتِ نسواں کے خلاف ہے، چہرے کا کھلا رکھنا بھی اس میں داخل ہے کہ چہرہ کھلا رکھنا فتنوں کو دعوت دینا ہے۔

وہ عورتیں جو چہرہ کھلا رکھ کر بے دھڑک بازار اور راستوں میں گھومتی رہتی ہیں ان پر حیرت ہے اور ان پر تعجب ہے! آخر وہ کیسے گوارہ کر لیتی ہیں کہ کوئی اجنبی ان کے چہرے کو دیکھے؟ کوئی دیکھنے والا انہیں بہن یا بیٹی سمجھ کر تو نہیں دیکھے گا، لٰہذا ڈرو اپنے مولیٰ عزَّ وجلَّ سے کہ کل بروز قیامت اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور حساب و کتاب کے مرحلوں سے گزرنا ہوگا۔

زنا کے آلات

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا کا عام مفہوم تو یہی ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت نکاح کے بغیر باہم جنسی تعلقات قائم کر لیں۔ اسلام نے سراسر اس کو تو حرام فرمایا ہی ہے اسی کے ساتھ ساتھ اس کی طرف مائل کرنے والی ان تمام چیزوں پر بھی اسلام سختی سے پابندی عائد کرتا ہے۔ مثال کے طور

پر:

آنکھ کازنا : یہ ہے کہ کسی اجنبی عورت کی طرف بلا عذرِ شرعی نظر کرے۔

کان کازنا : یہ ہے کہ کسی غیر محرم کی آواز، گانے بجانے سے لطف اندوز ہو۔

ناک کازنا : یہ ہے کہ کسی غیر عورت کی خوشبو سے محظوظ ہو۔اسی لئے شریعت نے عورتوں کو خوشبو کا استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ہاتھ کازنا : یہ ہے کہ کسی غیر محرم کو چھوئے، ہم آغوش ہو، بوس و کنار وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں۔

پاؤں کازنا : یہ ہے کہ شہوت کے ساتھ قدم اٹھا کر کسی غیر محرم کی طرف جائے۔

دل کازنا : یہ ہے کہ شہوت سے اس بات کی خواہش اور طمع کرے جو زنا کی لذت کو دل میں پیدا کرے۔

ثبوتِ زِنا

ثبوت زِنا یا تو چار مردوں کی گواہیوں سے ہوتا ہے یا زِنا کرنے والے کے چار مرتبہ اقرار کر لینے سے۔ پھر بھی امام بار بار سوال کرے گا اور دریافت کرے گا کہ زِنا سے کیا مراد ہے؟ کہاں کیا؟ کیا کیا؟ کس سے کیا؟ کب کیا؟ اگر ان سب سوالوں کا جواب دے دیا یا ان سب کو بیان کر دیا تو زِنا ثابت ہوگا ورنہ نہیں اور گواہوں کو صراحۃً اپنا معائنہ بیان کرنا ہوگا، بغیر اس کے ثبوت نہ ہوگا۔

زنا کی سزا

زِنا کے حوالے سے قرآنِ پاک میں رب تبارک وتعالیٰ ارشادفرماتا ہے ''اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِیُ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ'' جوعورت بدکار ہو اور جومرد تو ان میں ہرایک کوسوکوڑے لگاؤ۔ (پ ۱۸، سورۂ نور، آیت ۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ خطاب حکام کو ہے کہ جس مرد یا عورت سے زنا سرزد ہواس کی حد یہ ہے کہ اس کوسوکوڑے لگاؤ۔ یہ سزا آزاد غیرشادی شدہ کی ہے، کیوں کہ حُرمحصن یعنی آزادشادی شدہ کا حکم یہ ہے کہ اس کورجم (پتھر مار مارکر ہلاک کرنا) کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرتِ ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوبحکم نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجم کیا گیا۔ (بخاری ومسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا چوں کہ بہت گھناؤنا جرم ہے، اسی لئے اس کی سزا بھی بہت سخت رکھی گئی ہے اور اس سزا کا مقصد ومنشا بھی یہی ہے کہ لوگ ایسے گھناؤنے جرائم کے ارتکاب سے باز رہیں اور اگر شیطان کے دامِ فریب میں آکر کوئی مسلمان اس گھناؤنے فعل کی طرف آمادہ ہونے لگےتو ان سزاؤں کے تصور سے ہی اسے عبرت حاصل ہواور وہ اُس سے باز رہے، اس لئے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ جب مجرم کوسزا دی جائے اس وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر رہے تاکہ ایسے مجرموں کی سزا کی زیادہ سے زیادہ تشہیر ہواور دوسروں کے لئے باعثِ عبرت ہو۔ اسی لئے حکم بھی دیا گیا کہ سزا کے نفاذ میں تمہیں ان پرکوئی ترس نہ آئے۔

حاکمِ وقت دوزخ میں

روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: کل بروزِ قیامت ایک حاکمِ وقت کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس نے حد (سزا) کے نفاذ میں کچھ کمی کردی تھی اوراس سے پوچھا جائے گا کہ تونے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا محض

شفقت اوراس پر ترس آنے کی وجہ سے۔ فرمایا جائے گا: کیا تو مجھ سے زیادہ ان بندوں پر رحم کرنے والا ہے؟ چنانچہ اس حاکمِ وقت کو دوزخ میں ڈال دیئے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر دوسرا حاکمِ وقت پیش کیا جائے گا، جس نے مقررہ کوڑوں سے ایک کوڑا زیادہ مار دیا ہوگا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو وہ بھی ایسا ہی جواب دے گا اور کہے گا اس لئے کہ لوگ تیری نافرمانی سے باز رہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہوگا: کیا تو مجھ سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے؟ پھر اسے دوزخ میں ڈال دیئے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ (اسلام میں پردہ:۲۶)

زِنا سے متعلق چند مسائل

☆ اگر وہ شخص جس کا زنا ثابت ہوا غیر محصن (غیر شادی شدہ) ہے تو اس کی حد سو کوڑے ہے۔

☆ مار کے لئے جو کوڑہ استعمال کیا جائے وہ اوسط درجہ کا ہو، نہ بہت موٹا اور سخت اور نہ بہت پتلا اور نرم۔

☆ مار بھی اوسط درجہ کی ہونی چاہیئے۔ نہ بالکل آہستہ اور نہ بہت زور سے۔

☆ بدن پر ایک ہی جگہ نہیں مارنا چاہیئے بلکہ مار کو تمام جسم پر پھیلا دینا چاہیئے۔

☆ زانیہ عورت کو حمل ہو تو جب تک بچہ پیدا نہ ہولے حد قائم نہ کریں البتہ بچہ کی پیدائش سے فراغت ہونے کے بعد حد قائم کی جائے گی، بس اتنا ہو کہ مدتِ نفاس گزر جائے۔

☆ بچہ کی تربیت کرنے والا کوئی نہ ہو تو زانیہ کو اس وقت تک مہلت دی جائے گی جب تک کہ اس کا بچہ دو برس کا نہ ہو جائے۔

☆ مرد کو کوڑے لگاتے وقت کھڑا کیا جائے اور اس کے تمام کپڑے اتار دیئے

جائیں سوائے تہبند کے اور اس کے تمام بدن پر کوڑے لگائے جائیں سوائے سر، چہرے اور شرم گاہ کے۔

☆ کوڑے اس طرح لگائے جائیں کہ تکلیف گوشت تک نہ پہونچے اور کوڑا متوسط درجہ کا ہو۔

☆ عورت کو کوڑے لگاتے وقت کھڑا نہ کیا جائے، نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں، البتہ اگر پوستین یا روئی دار کپڑے پہنے ہوئے ہو تو اتنا ہی اتار دئے جائیں۔ یہ حکم حُر اور حُرہ کا ہے یعنی آزاد مرد اور عورت کا۔

☆ باندی اور غلام کی حد مذکورہ حد سے نصف ہے یعنی پچاس کوڑے۔ جیسا کہ سورۂ نساء میں مذکور ہے۔

حد کی تعریف

حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے، اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی، اس کا نفاذ حاکمِ اسلام کے بغیر جائز نہیں اور اس میں تخفیف وترحم کا حق حاکمِ اسلام کو بھی نہیں ہے۔ حد قائم کرنے کا مقصد لوگوں کو ایسے کاموں سے روکنا ہے جن کی یہ سزائیں ہیں اور جس پر حد قائم کی گئی، وہ جب تک توبہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہوگا اور شرط یہ ہے کہ جس پر حد قائم ہو اس کی عقل درست ہو اور بدن سلامت۔ لہٰذا پاگل اور نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے، بیمار جب تک تندرست نہ ہو اس وقت تک حد قائم نہ کریں گے۔ (عالمگیری وغیرہ)

حدودِ شرعیہ کے نفاذ کا مقصد

حدودِ شرعیہ کے نفاذ کا مقصد عام لوگوں کی اصلاح اور اسلامی معاشرہ کو پاکیزہ سے پاکیزہ تر بنانا ہے۔ اس لئے یہ حکم بھی دیا گیا کہ حدودِ شرعیہ کے نفاذ کے وقت حکومتِ وقت کی مصلحتوں کا آڑے آنا مصالحِ شرعیہ کا قلع قمع کرنا ہے۔ لہٰذا کسی کو یہ

اختیار نہیں کہ حدودِ شرعیہ کے اِجرا میں دخل اندازی کرے۔ چنانچہ مشاہدہ میں ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی حدودِ شرعیہ کا نفاذ شریعت کے مطابق ہوا وہاں معاشرہ کو ناپاک اور خراب کرنے والے بھیانک جرائم نہیں پائے جاتے اور اگر ہوں بھی تو شاذ و نادر یعنی بہت کم اور جہاں مسلمانوں کی حکومت ہونے کے باوجود ان حدود کا نفاذ نہیں ہوتا وہاں قتل و غارت گری، خون ریزی، اِغوا، آبرو ریزی، قمار بازی، شراب نوشی اور ایسے ہی دوسرے بھیانک جرائم میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب مظلوم کی دادرسی نہ ہوگی تو وہ جوشِ انتقام میں دیوانہ وار ایسی حرکتیں کرے گا جس سے ظالم کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ صاحبِ اقتدار کی ایک جرم کی طرف سے چشم پوشی دوسرے بھیانک جرائم کو جنم دینے کا ذریعہ ہوگی۔ اس لئے شریعتِ اسلامیہ نے حدودِ شرعیہ کے نفاذ میں حاکمِ اسلام کو بھی دخل اندازی سے باز رکھا تاکہ ایک جان کی خاطر بیسیوں جرائم کا دروازہ نہ کھلنے پائے۔ اور غور کیا جائے تو یہ سزائے سخت بھی مجرم کے لئے سراسر رحمت ہی ہے کہ یہاں سزا بھگتنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پاک و صاف اُٹھے گا اور اس وقت اس کی قدر ہوگی کہ دنیا میں کیسے سستے (سزا سے) چھوٹا۔

خوفناک سزائیں

زِنا اتنا بدترین فعل ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والا ایسا ملعون ہے کہ بروزِ قیامت اس فعل کا کرنے والا خود بخود حشر کے میدان میں ظاہر ہو جائے گا۔

چنانچہ حدیث پاک میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ زانی بروزِ قیامت اس حال میں لائے جائیں گے کہ ان کے چہروں سے آگ بھڑکتی ہوگی اور شرمگاہوں کی بدبو کے سبب لوگوں کے درمیان پہچانے جائیں گے۔ ان کو منہ کے بل زمین پر گھسیٹا جائے گا پھر جب وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے تو

جہنم کا داروغہ ان کو آگ کی قمیص پہنائے گا۔ اگر زانی کی اس قمیص کو اونچے پہاڑ کی چوٹی پر صرف لمحہ بھر کے لئے رکھ دیا جائے تو یقیناً وہ پہاڑ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائے، اس کے بعد جہنم کا داروغہ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ زانیوں کی آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دو کہ وہ حرام کی طرف نظریں ڈالتے تھے اور آگ کی زنجیروں سے ان کے ہاتھ باندھ دو کہ یہ حرام کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے اور آگ کی بیڑیاں ان کے پاؤں میں پہنا دو کہ یہ حرام کی طرف چلتے تھے۔ چنانچہ فرشتے ان کے ہاتھوں کو آگ کی زنجیروں سے اور پاؤں کو آگ کی بیڑیوں سے جکڑ دیں گے اور آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دیں گے۔ جس کی تکلیف سے وہ چیخ پکار کریں گے اور کہیں گے اے فرشتو! ہم پر رحم کرو اور صرف لمحہ بھر کے لئے ہی ہم پر سے اس عذاب میں کمی کر دو، مگر فرشتے کہیں گے ہم تم پر کیسے رحم کریں گے جب کہ رب العالمین خدائے قہار و جبار جل جلالہٗ تم پر غضب ناک ہے۔ (قرۃ العین)

پہاڑ ریزہ ریزہ

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زانی کی سزا کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو رب تعالیٰ نے فرمایا میں اسے آگ کی زرہ پہناؤں گا، وہ ایسی وزنی ہے کہ اگر بہت بڑے پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔ کہتے ہیں ابلیس کو ہزار بدکار مردوں سے ایک بدکار عورت زیادہ پسند ہوتی ہے۔ مصابیح میں ارشادِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل کر اس کے سر پر چھتری کی طرح معلق رہتا ہے اور جب وہ اس گناہ سے فارغ ہوتا ہے تو اس کا ایمان پھر لوٹ آتا ہے۔

زنا کا انجام

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا جیسے قبیح فعل سے اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی اور دونوں

جہاں میں رسوائی کا طوق گلے میں پڑتا ہی ہے اس سے مزید نقصانات یہ ہوتے ہیں کہ زنا کرنے سے گھر، دوکان، تجارت سے برکت اُٹھ جاتی ہے، چہرہ کی رونق ختم ہو جاتی اور نحوست چھا جاتی ہے، فکر اور پریشانی میں گرفتار ہوکر یہ حرکت کرنے والا ذلیل وخوار، بیمار اور نادار ہوکر بے بس ہو جاتا ہے، اس کی عزت کے ساتھ ساتھ خاندان کی عزت وآبرو کا جنازہ بھی نکل جاتا ہے۔

زنا سائنس کی نظر میں

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا کی تباہ کاریوں سے معاشرہ ہی متأثر نہیں ہوتا بلکہ زنا کار مرد وعورت کو اکثر آتشک (ایک جنسی بیماری Sexually Transmitted Dieses سیکسُوَ لی ٹرانسمٹیڈ ڈیزِز) اور سوزاک (ایک بیماری جس کی وجہ سے پیشاب میں جلن پیدا ہوتی ہے) جیسے مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ آتشکی جراثیم لانبے اور لہردار ہوتے ہیں، شرمگاہ پر ایک گندا اور پیپ سے بھرا ہوا پھوڑا اسے آتشک کہتے ہیں، اس میں خارش، درد اور جلن بھی ہوتی ہے اور اس کا اثر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے، اس کی وجہ سے انسان اندھا اور کوڑھی بھی ہو جاتا ہے، گٹھیا (جوڑوں کا درد) کا شکار بھی ہو جاتا ہے، اگر مہینوں علاج کرانے کے بعد آرام بھی ہو جائے تو اس کا اثر آئندہ نسلوں تک رہتا ہے، یعنی باپ کا مرض بیٹے اور پوتے میں منتقل ہو جاتا ہے۔ سوزاک کی وجہ سے فریقین کے پیشاب کے مقام کے اندرونی جھلیوں میں جراثیم کی موجودگی سے ورم، پیپ، جلن اور دیگر تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گرام نیگیٹیو انٹر سلولر یہ جرثومے عام طور پر بدکار عورتوں سے زنا کاری کے نتیجہ میں ایک دوسرے میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ جب ان جراثیم کا اثر منی بنانے والے اعضا (خُصیتَین) میں پہونچ جاتا ہے تو مرد بانجھ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا زنا جیسے گناہ جس کا دنیا وآخرت میں نقصان ہی نقصان ہے، اس سے بچنا ضروری ہے تاکہ خود اور اہل وعیال، معاشرہ ان تمام بیماریوں اور برائیوں سے محفوظ رہ سکے۔ اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس خطرناک گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زِنا کی نحوست

حضور سیدِ عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! زنا سے بچو اس لئے کہ زِنا میں چھ خرابیاں ہیں، تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔

تین دنیا میں یہ ہیں:

۱۔ عزت وآبرو ختم ہو جاتی ہے۔

۲۔ تنگدستی پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ عمر کم ہو جاتی ہے۔

تین آخرت میں یہ ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔

۲۔ حساب سخت ہوگا۔

۳۔ جہنم کا عذاب ہوگا۔

نفسِ امارہ کا زِنا

نفسِ امارہ کا زِنا یہ ہے کہ آدمی شیطان کے تصرفات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے اور دنیا کے امور میں منہمک ہو جائے اور ان اعمال کا ارتکاب کرے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

روح کا زِنا

روح کا زِنا یہ ہے کہ وہ دنیا اور اس کی شہوات کی طرف جھک جائے اور ان خواہشات کے تصورات میں ڈوب جائے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ لہٰذا مومنوں کو حکم دیا گیا کہ نفس اور روح کو بھوکا رکھ کر شہوات اور ان کی جملہ تمناؤں سے انہیں دور کر دو، اس طرح سے نفس و روح کا تزکیہ ہوگا۔ ایسی سزا سے نفس و روح کو دولتِ ادب نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ”وَ لَا

تَـأْخُـذْكُـمْ بِهِـمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ‘‘اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہے تو اس کے مخالفین سے عِنادرکھو۔ نفس وروح جب احکامِ الٰہیہ کی مخالفت کریں تو ان پر رحم مت کرو، اس لئے کہ ان پر رحم کرنا اپنے اوپر ظلم کرنا ہے اور جو نفس وروح پر رحم کرتے ہیں وہ انجامِ کار سے بے خبر ہیں۔ اس لئے کہ وہ نفس وروح کی غلامی کی وجہ سے ان کا تزکیہ وتصفیہ نہیں کرسکتے۔

بربادی کی وجہ

نفس وروح کی غلامی کا شکار بندہ اپنی دنیا وآخرت کی بربادی کا شکار ہوجاتا ہے۔ اس کو مثال سے یوں سمجھیں کہ یہ بندہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنے بیمار بچے کا علاج اس لئے نہیں کرتا کہ انجکشن کی سوئی چبھنے کی تکلیف بچے کو نہ ہوجائے۔ جب کہ اس شخص کی بچے پر یہ شفقت بچے کے لئے نہ صرف یہ کہ نقصان دہ ہے بلکہ موت کا سبب ہے۔ بس ایسے ہی نفس وروح پر رحم کرکے ان کی ہر بات کو قبول کرکے اس کی غلامی کا شکار ہونے والا بندہ اپنی دنیا وآخرت کا نقصان کرتا ہے۔ اس لئے کہ مرض سے مریض تباہ وبرباد ہوتا ہے ایسے ہی نفس وروح اگر احکامِ خداوندی کی مخالفت کریں تو یہ مخالفت بندے کو تباہ وبرباد کردیتی ہے۔

دانا وہ ہے

بزرگانِ دین اپنی خانقاہوں میں نفس وروح کے تزکیہ وتصفیہ میں جو خصوصی توجہ دے کر مریدین ومعتقدین کو دارین میں پیش آنے والے نقصانات سے بچاتے ہیں، لہٰذا دانا وہ ہے جو انسان اللہ والوں کی صحبت اختیار کرے اور ہر وقت اپنے نفس کی گوشمالی کرے اور روح کو سنوارنے میں کبھی کوتاہی نہ کرے۔ ضروری ہے کہ نفس کی گوشمالی اور روح کی تادیب کے لئے شیخ کامل کی خاص توجہ کا مرکز بنے تاکہ وہ صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے دونوں جہاں میں رہنمائی کریں اور وہی صحیح راہ ہے جس پر چل کر بندہ منزلِ مقصود تک پہونچ سکتا ہے اور وہی دانا ہے۔

عذابِ الٰہی

حضور تاجدار مدینہ اروا حنا فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس بستی میں زنا اور سود ظاہر ہو جائے تو انہوں نے اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو حلال کر لیا۔

ایک حدیث شریف میں ہے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی شرم گاہ کی بد بو جہنم والوں کو اِیذا دے گی۔

نیز ارشاد فرمایا جس قوم میں زنا ظاہر ہوگا وہ قحط میں گرفتار ہوگی اور جس قوم میں رِشوت کا ظہور ہوگا وہ رُعب میں گرفتار ہوگی۔ (دوسرے سے مرعوب اور خوفزدہ رہے گی)

زانی کا ایمان

بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا زِنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے مومن نہیں رہتا اور شرابی جس وقت شراب پیتا ہے مومن نہیں رہتا۔ اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جب کوئی ان افعال کو کرتا ہے تو اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیتا ہے۔ پھر اگر سچے دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

آگ کے تنُّور میں

سید المحدّثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں ایک طویل حدیث روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے زمین مقدس کی طرف لے گئے (اس حدیث شریف میں چند مشاہدات بیان فرمائے ان میں ایک یہ بھی ہے جو ہم مضمون کی مناسبت سے پیش کر رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا) ہم ایک سوراخ کے پاس پہنچے جو تنور کی طرح اوپر سے تنگ ہے اور نیچے کشادہ، اس میں آگ جل رہی ہے اوراس آگ میں کچھ مرد اور عورتیں برہنہ ہیں۔ جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے تو وہ لوگ اوپر آجاتے ہیں اور جب شعلے کم ہوتے ہیں تو شعلے کے ساتھ وہ بھی اندر چلے جاتے ہیں۔ (یہ کون لوگ ہیں؟ ان کے متعلق بیان فرمایا کہ) یہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں۔ (اسلام میں پردہ:۲۰)

بربادی ہی بربادی

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زنا جیسے بد ترین فعل سے اللہ جل جلالہ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی بندے کا مقدر تو بَن ہی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ اس فعل کے ارتکاب کرنے والوں کو جو دنیوی نیز جسمانی نقصانات ہوتے ہیں اُس کے تصور سے ہی عقلِ انسانی کانپ جاتی ہے۔ذیل میں ہم رونما ہونے والے چند نقصانات کی جھلکیاں پیش کر رہے ہیں:

۱۔ بلاؤں کا نزول ہوتا ہے۔
۲۔ دشمن غلبہ پاتا ہے۔
۳۔ رزق میں تنگی آتی ہے۔
۴۔ عزت وہیبت کا زیاں ہوتا ہے۔
۵۔ عمر سے برکت جاتی ہے۔
۶۔ ملک ودولت میں بربادی آتی ہے۔
۷۔ نت نئی بیماریاں فروغ پاتی ہیں۔
۸۔ دعائیں قبولیت سے محروم رہتی ہیں۔
۹۔ عذابِ خداوندی کسی نہ کسی شکل میں تباہی پھیلاتا ہے۔
۱۰۔ روح کی نورانیت پر نفس کی ظلمت وتاریکی غلبہ پالیتی ہے۔

۱۱۔ زنا کا مرتکب مرجائے تو عذابِ آخرت کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

(اسلام میں پردہ: ۲۰)

مولائے کریم اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں دارین میں عزت و سرخروئی سے سرفراز فرمائے۔

اب ہم ذیل میں اسلامی ماحول میں عفت و پاکدامنی کی زندگی گزارنے والے صالح افراد کے چند واقعات پیش کرتے ہیں جنہوں نے محض خوفِ الٰہی کی بنیاد پر زندگی گزارنے کا وہ انمول نمونہ ملت کے سامنے پیش کیا کہ اگر آج کا مسلمان اُن کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرے تو اُس کی دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائے گی۔

زنا سے توبہ پر انعام

دورِ قدیم میں ایک قصاب اپنے ہمسائے کی باندی پر عاشق ہوگیا، اس سے ملنے کے حیلے بہانے ڈھونڈھتا مگر موقع نصیب نہ ہوتا۔ اتفاق سے پڑوسی نے اپنی باندی کو کسی کام سے قریب کے گاؤں بھیجا، اس کا وہ عاشق زار بھی موقع غنیمت جان کر چل پڑا، تنہائی ہوئی تو مطلب برآری کی باتیں کرنے لگا.......... باندی نے کہا، جتنا تو مجھے چاہتا ہے اس سے زیادہ میں تجھے چاہتی ہوں، تیرے دل میں جتنی طلب ہے میرا دل تجھ سے ملنے کے لیے اس سے کہیں زیادہ بے قرار ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ مجھے خدائے تعالیٰ سے خوف لگتا ہے، قصاب نے کہا، اگر تو خدا سے خائف ہے تو میں بھی خدا سے کیوں نہ ڈروں؟ آؤ ہم دونوں ارادۂ بد سے باز رہنے کا عہد کریں، عاشق بے تاب اس کے بعد لوٹ پڑا۔ اسی دوران اسے شدت کی پیاس محسوس ہوئی، دھوپ کی تمازت نے اسے پریشان کردیا، بے حال ہوکر لڑکھڑانے لگا، اسی راہ سے پہلے کے انبیاء میں سے کسی نبی کا قاصد گزر رہا تھا، اس کی پیاس کا حال دیکھ کر رُک گیا اور مشورہ دیا کہ آؤ ہم دونوں خدا سے دعا کریں کہ گاؤں پہونچنے تک ہم پر اَبر کا سایہ بھیج دے۔

عاشق نے کہا: میں اپنے ذخیرۂ مال میں کوئی ایسی نیکی نہیں پاتا جس کے ذریعہ اتنی بڑی دعا کروں، البتہ تم نبی کے قاصد ہو تم دعا کرو، قاصد نے کہا بہتر ہے میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو، الغرض دونوں نے التجا کی اور بادل کا ایک ٹکڑا اُن کے سروں پر سایہ فگن ہوگیا۔ دونوں جب گاؤں میں داخل ہوئے اور دونوں کی راہیں جدا جدا ہونے لگیں، قصاب اپنے گھر کی طرف چلا اور قاصد نے اپنی راہ پکڑی تو بادل قصاب کے اُوپر سایہ بن کر رہا۔ نبی کا قاصد یہ دیکھ کر لوٹا اور پوچھنے لگا تم تو کہتے تھے تم نے کوئی قابل قدر نیکی نہیں کی۔ تو یہ اثرات کیسے ظاہر ہو رہے ہیں؟ پھر عاشق قصاب نے اپنے توبہ کا واقعہ کہہ سنایا۔ قاصد پکار اُٹھا: خدا کے نزدیک توبہ کرنے والے کا مقام نہایت بلند ہے"۔

رات کو ایک غار

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ زمانہ گزشتہ میں تین آدمی کہیں جا رہے تھے، رات کو ایک غار میں ٹھہرے، ایک پتھر پہاڑ سے گر کر اس غار کا منہ بند ہوگیا، آپس میں کہنے لگے اپنے اپنے عمل صالح کو یاد کر کے اللہ سے دعا مانگو شاید ان کی برکت سے یہ پتھر سرک جائے۔

پہلے نے کہا کہ الٰہی! تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے اور میں شام کو کھانا پہلے ان کو کھلا دیتا تھا پھر گھر والوں اور جانوروں کو دیتا تھا، ایک روز مجھے چارہ لانے میں دیر ہوگئی تو وہ سو گئے اور ان کے لئے دودھ دُوہ کر ان کے پاس لے گیا تو انہیں سوتا پایا۔ مجھے جگانا نامناسب نظر آیا، پیالہ ہاتھ میں لئے ان کے پاس صبح تک کھڑا رہا، میرے بچے میرے پاؤں پکڑ کر روتے رہے مگر میں نے ماں باپ سے پہلے ان کو دینا اچھا نہ جانا۔ جب صبح کو وہ جاگے اور پی چکے پھر اوروں کو دیا۔ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اس بلا سے نجات دلا، اس کی دعا سے وہ پتھر اتنا ہٹ گیا کہ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے نے کہا الٰہی! تو جانتا ہے کہ میں اپنی چچا کی لڑکی پر عاشق تھا اور اس

سے برائی کی خواہش ظاہر کی مگر اس نے انکار کر دیا، جب اس کو قحط سالی میں تکلیف ہوئی تو میرے پاس آئی میں نے ایک سو بیس اشرفیاں دیں بشرطیکہ میرے مقصد میں مجھ سے انکار نہ کرے، اس نے میرا کہنا مان لیا لیکن میں نے اس سے صحبت کرنا چاہا تو اس نے کہا کہ اللہ کا خوف کر، ناحق میری بے عزتی نہ کر۔ میں ڈر گیا اور اس کو چھوڑ دیا اور جو کچھ دے چکا تھا وہ نہ لیا اور محبت بھی بدستور رکھی۔ الٰہی اگر میں نے یہ امر تیرے خوف سے چھوڑا تھا تو ہماری مصیبت ٹال دے اس کی دعا سے وہ پتھر تھوڑا اور سرک گیا مگر ایسا راستہ نہ ہوا کہ اس میں سے نکل سکیں۔

تیسرے نے کہا الٰہی! میں نے ایک بار چند مزدوروں کو کام پر لگایا تھا اور تمام کی مزدوری ادا کر دی تھی مگر ایک مزدور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا، میں نے اس مال کو اس کے پیچھے بڑھایا یہاں تک کہ بہت سا مال ہو گیا۔ جب ایک مدت کے بعد مزدور مانگنے آیا تو میں نے جس قدر اس کا مال تھا اونٹ اور گائے اور بکری سب دکھایا اور کہا کہ یہ سب تیرا ہے، اس نے کہا کہ بندۂ خدا کیا ہنسی کرتے ہو۔ میں نے کہا ہنسی نہیں ہے، یہ تیری ہی مزدوری کی تجارت سے ہوئے ہیں، ان کو لے جا۔ وہ ان سب کو ہانک کر لے گیا اور کچھ نہ چھوڑا، الٰہی! اگر میں نے یہ تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہم کو اس بلا سے نجات عطا فرما، پس اس کی دعا کے بعد وہ پتھر بالکل علیحدہ ہو گیا اور سب نے اپنی اپنی راہ لی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اگر بندہ اپنی زندگی کے ہر کام میں خوفِ خُدا عزوجل اور شرمِ نبی کو پیشِ نظر رکھے اور ہر بُرائی، گناہ کے سرزد ہونے کے وقت ان کا تصور جما لے اور پھر وہ گناہوں سے محض اُن کی رضا و خوشنودی کے لئے بچ جائے تو یقین جانئے ایسے ہی بندے کے لئے اللہ عزوجل کی رحمتیں انعام کی شکل میں روئے زمین پر بندے کو تلاش کرتی رہتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے بندہ اپنی تمام مصیبتوں سے نجات اور

چھٹکارا پا جاتا ہے اور اُسے ایسا دائمی سکون و قرار میسر آ جاتا ہے کہ دُنیا والے اُسے دیکھ کر انگشت بدنداں رہتے ہیں۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم تمام کو اپنی رضا والی زندگی نصیب فرمائے۔

زنا سے بچنے کے طریقے

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس طرح انسان نفس و شیطان کے فریب میں آ کر زنا جیسے بدترین فعل کا مرتکب ہوتا ہے ایسے ہی اگر انسان خدا و رسول کا خوف رکھے اور اپنے اعضا پر اسلامی قوانین کا پہرہ بٹھا دے مثلاً آنکھ، دل، ہاتھ، پاؤں وغیرہا پر اسلامی فکر کو غالب رکھے تو ایسا بندہ یقیناً گناہوں سے بآسانی بچ سکتا ہے۔ ہم ذیل میں اس عظیم فتنہ سے بچنے کی ترکیبیں بیان کر رہے ہیں۔

☆ فتنۂ زنا سے بچنے کے لئے نظروں کو نیچی رکھیں۔

☆ عورتیں اجنبی مردوں سے نرم اور لچکدار گفتگو کرنے سے قطعاً پرہیز کریں۔

☆ غیر محرم کی آواز، زیوروں کی جھنکار، گانے بجانے کی عادت، ایسی محفلوں سے ہمیشہ پرہیز لازم کریں۔

☆ عورتیں ہرگز خوشبو نہ استعمال کریں کیوں کہ خوشبو بھی ہیجان پیدا کرتی ہے یعنی شہوت کو ابھارتی ہے۔

☆ عریانیت سے پرہیز کریں کیوں کہ اسلام میں لباس کی اہمیت و زینت سے زیادہ بدن کو چھپانا ضروری ہے اور وہ عورت اور مرد دونوں کو اپنے اپنے جسم کے وہ حصے چھپانا ضروری ہے جن میں جنسی کشش پائی جاتی ہے نیز عورت کو غیر مردوں سے پورا جسم چھپانا ضروری ہے۔

☆ عریانیت سے پرہیز اس لئے بھی ضروری ہے کہ اسلامی قانون ایسی بے حیائی کو کسی حال میں برداشت نہیں کرتا۔

☆ ضروری ہے کہ میاں، بیوی خود بھی کسی کے سامنے ایسے حرکات وسکنات سے

پرہیز کریں جوان کی تنہائی کی حرکتیں ہیں۔ اسلام تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے سامنے بلاضرورت ننگے ہوں۔

میاں، بیوی بھی پردہ کریں

ابن ماجہ شریف کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو وہ پردہ کرے، بالکل ننگے نہ ہوں گدھوں کی طرح۔ (ابن ماجہ)

اور ترمذی شریف کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی برہنہ (ننگے پن کی حالت میں) ہوتو وہ فرشتے جو اس پر متعین ہیں اس سے جدا ہو جاتے ہیں سِوائے رفع حاجت اور مباشرت کے۔ (ترمذی شریف)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیات بیّنات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شرک نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا کاری نہ کرو اور اس جان کو نہ قتل کرو جس کو اللہ نے حرام فرمایا ہے مگر حق کے ساتھ، کسی بے قصور کو بادشاہ کے سامنے قتل کے لئے پیش نہ کرو، جادو مت کرو، سود مت کھاؤ، کسی پاک دامن عورت کو زنا کی تہمت نہ لگاؤ، جہاد کفار کے وقت میدانِ جنگ چھوڑ کر نہ بھاگو اور خاص یہودیوں کے لئے یہ کہ سنیچر کے دن کا احترام کریں۔ (مشکوٰۃ، ابو داؤد و ترمذی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربان جایئے اسلام کے پاکیزہ نظام پر کہ اُس نے میاں، بیوی کی ملاقات کو اہم درجہ ہی نہیں دیا بلکہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اہم ترین سُنت قرار دیا جیسا کہ رحمتِ عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا خود مفہوم ہے۔ اُس سے منہ موڑنے والا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور ہو جاتا ہے مگر ایسے عالم میں بھی میاں، بیوی کو خصوصی تاکید کی جارہی ہے کہ وہ اپنے مخصوص عمل کے وقت بھی پردہ کریں۔ غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ اسلام ایسے نازک موڑ پر بھی پردے کی پابندی بجالانے کا حکم صادر فرمارہا ہے تو بھلا بازار، گارڈن، سیر و تفریح گاہ وغیرہا میں بے پردہ ہونے کی کیسے اجازت دے گا کہ بے پردگی ہی معاشرہ کے اخلاقی بگاڑ کا سبب ہے۔ میاں، بیوی کو بھی خصوصی موقع پر پردے کی پابندی کرنے کا سبب یہی ہے کہ آنے والی نسلوں کی اخلاقی نشو و نما ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں معاشرے کی اصلاح کرنے اور اپنی اور اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا جوئی کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

لواطت کی نحوست

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لواطت ایسا گندا اور گھناؤنا کام ہے جو زنا سے بدتر اور گناہِ کبیرہ ہے اور جہنم میں لے جانے والا فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں قومِ لوط کو جنہوں نے سب سے پہلے یہ فعل بد کیا تھا بار بار بدترین مجرم قرار دیا اور قرآن مجید میں کہیں ان لوگوں کو "مُجْرِمِیْنَ" کہیں "مُسْرِفِیْنَ" کہیں "ظَالِمِیْنَ" کہیں "فَاسِقِیْنَ" فرمایا۔ مجرم کا معنیٰ ہے جرم کرنے والا، مسرف کا معنیٰ ہے کسی چیز کو ناجائز طریقے پر استعمال کرنے والا، ظالم کا معنیٰ ہے کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھنے والا اور فاسق کا معنیٰ ان باتوں کا مرتکب ہونے

والا عندالشرع ناجائز یا حرام ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بدفعلی میں مبتلا لوگوں کو ان الفاظ سے یاد کرکے ان لوگوں کے جرموں کا اعلان اور اس فعلِ بد کی مذمت کا بیان فرمایا۔

لواطت کی ابتدا

اس بدعملی کی ابتدا کس طرح ہوئی اس کے حوالے سے صاحبِ روح البیان تحریر فرماتے ہیں کہ شہرِ سَدُوم جہاں قومِ لوط آباد تھی، اس کی بستیاں بہت آباد اور نہایت سرسبز وشاداب تھیں اور وہاں طرح طرح کے اناج اور قسم قسم کے پھل اور میوے بکثرت پیدا ہوتے تھے۔ شہر کی خوشحالی کی وجہ سے اکثر جا بجا کے لوگ مہمان بن کر ان آبادیوں میں آیا کرتے تھے اور شہر کے لوگوں کو ان مہمانوں کی مہمان نوازی کا بار اٹھانا پڑتا تھا۔ اس لئے اس شہر کے لوگ مہمانوں کی آمد سے بہت ہی کبیدہ خاطر اور تنگ ہو چکے تھے مگر مہمانوں کو روکنے اور بھگانے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ اس ماحول میں ابلیس لعین ایک بوڑھے کی صورت میں نمودار ہوا اور ان لوگوں سے کہنے لگا کہ اگر تم لوگ مہمانوں کی آمد سے نجات چاہتے ہو تو اس کی یہ تدبیر ہے کہ جب بھی کوئی مہمان تمہاری بستی میں آئے تو تم لوگ زبردستی اس کے ساتھ بدفعلی کرو چنانچہ سب سے پہلے ابلیس خود ایک خوبصورت لڑکے کی شکل میں مہمان بن کر اس بستی میں داخل ہوا اور ان لوگوں سے خوب بدفعلی کرائی۔ اس طرح یہ فعل بد ان لوگوں نے شیطان سے سیکھا۔ پھر رفتہ رفتہ اس بُرے کام کے یہ لوگ اس قدر عادی بن گئے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی شہوت پوری کرنے لگے۔ مَعَاذَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (روح البیان، ج:۳،ص:۱۹۷)

اس وقت اس قوم کے پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام تھے، انہوں نے جب اپنی قوم میں اس بدفعلی کو پھیلتے ہوئے دیکھا تو انہیں اس فعل بد سے منع فرمایا اور انہیں نصیحت فرمائی۔ جیسا کہ قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوا ''وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ

الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ o اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ o"اور (ہم نے) لوط علیہ السلام کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہاں میں کسی نے نہ کی۔ تم تو مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے۔

(پ۸/،سورۂ اعراف،آیت/۸۰-۸۱)

مگر وہ لوگ شیطان کے دامِ فریب میں اس طرح پھنس چکے تھے کہ اللہ عزوجل کے سچے پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام کی بات نہ مانی اور اس بھیانک جرم میں مبتلا رہے اور نہایت ہی بے باکی سے اس فعلِ بد کو کرتے رہے۔

قومِ لوط پر عذاب و تباھی

جب ان کی بے باکی حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی گرفت فرمائی اور ان کی بستی کو تہس نہس کرنے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ چند فرشتوں کو اس بستی میں بھیجا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان فرشتوں کو ہمراہ لے کر حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں مہمان بن کر حاضر ہوئے، یہ سب فرشتے بہت ہی حسین وجمیل لڑکوں کی شکل میں تھے۔ ان حسین مہمانوں کے حسن و جمال کو دیکھ کر قومِ لوط کو بدکاری کا خیال آیا، اس ارادہ سے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور آپ کے گھر کی دیوار پر چڑھنے لگے۔ اپنی قوم کی اس وحشیانہ کیفیت کو دیکھ کر حضرت لوط علیہ السلام کو اپنے مہمانوں کی بے عزتی اور مہمانوں کے سامنے اپنی رسوائی کا اندیشہ ہوا جس کے سبب آپ رنجیدہ ہوئے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ کے نبی! آپ بالکل کوئی فکر نہ کریں، ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو ان بدکاروں پر عذاب لے کر اُترے ہیں۔

پانچ بستیاں تباہ

حضرت لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں اور مومنین کو ہمراہ لے کر دوسرے شہر کو روانہ ہو گئے۔ یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام اس شہر کی پانچوں بستیاں اپنے پر میں اٹھا کر آسمان کی طرف بلند ہوئے اور کچھ اوپر جا کر ان بستیوں کو الٹ دیا اور یہ آبادیاں زمین پر گر کر چکنا چور ہو کر زمین پر بکھر گئیں۔ پھر کنکر کے پتھروں کا مینھ برسا اور اس زور کی سنگباری ہوئی کہ قومِ لوط کے تمام لوگ مر گئے۔ قومِ لوط کے عذاب کا ذکر کرتے ہوئے قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا: **وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّطَرًا ؕ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ٥** اور ہم نے ان پر (پتھروں کا) ایک مینہ برسایا تو دیکھو کیسا انجام ہوا مجرموں کا۔

(پ۸، سورۂ اعراف، آیت۸۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قرآنِ مقدس ساری انسانیت کے لئے ایک رہنما کتاب ہے، اس میں جا بجا احکام و مسائل کے ساتھ ساتھ گزشتہ اقوام کی نافرمانیوں اور ان پر اترنے والے عذاب کا بھی تذکرہ فرمایا گیا ہے محض اس لئے کہ نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے جو لوگ انجانے میں یا شیطان کے ورغلانے کی وجہ سے بُرائیوں میں مبتلا ہو کر اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں وہ ان واقعات سے عبرت حاصل کر کے آئندہ کے لئے ان گناہوں سے باز رہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ سارے مسلمانوں کو ایسے گھناؤنے فعل سے محفوظ و مامون فرمائے اور ہمارے دلوں کو اپنی طاعت و بندگی کی جانب پھیر دے۔

لواطت کی مذمت احادیث کی روشنی میں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی تخلیق فرمائی اور اُس میں شہوت کا مادّہ رکھا نیز اُس کی تکمیل کے لئے عورت کی تخلیق فرمائی اور اُس سے فائدہ حاصل کرنے کے

لئے قواعد وضوابط متعین فرمائے اور نکاح کو مرد وعورت کے درمیان فائدہ حاصل کرنے کا جائز طریقہ عطا فرمایا تا کہ اِن کے شہوت کی تکمیل بھی ہو جائے اور نسل انسانی فروغ بھی پائے۔ مگر انسان شیطان کے فریب میں آ کر خُدا کے عطا کردہ جائز طریقہ کو استعمال کرنے کی بجائے اپنی شہوت کا غلط انداز سے استعمال کرنے لگا جس کی بنیاد پر سماج اور معاشرہ میں فتنہ وفساد اور بے حیائی و بے شرمی عام ہوگئی۔ اسلام اور بانیِ اسلام نے معاشرہ کو صاف وستھرہ کر کے پاکیزہ نظام قائم کرنے کے لئے ایسے بیہودہ اور بدترین فعل سے لوگوں کو منع فرمایا اور اُس کے ذریعہ ہونے والے دُنیا وآخرت کے نقصانات اور بھیانک انجام سے آگاہ فرمایا۔ چنانچہ لواطت کی مذمت کے حوالے سے آپ قرآنی آیات نیز اُس کی تشریحات ملاحظہ فرما چکے اب اُسی سے متعلق ہم محسنِ انسانیت ہادیٔ قوم وملت رحمتِ عالم نورِ مجسم فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند ارشاداتِ مبارکہ پیش کر رہے ہیں۔

سب سے زیادہ خوف

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے اپنی امت پر خوف ہے وہ قومِ لوط کا عمل ہے۔ (مشکوٰۃ، ج:۲،ص:۳۱۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے، آپ کو ہرگز گوارا نہ ہوگا کہ آپ کی امت کبھی کسی گناہ میں مبتلا ہو کر قہار و جبار مولیٰ کے عتاب و عذاب کی شکار ہو جیسا کہ قرآن مقدس فرماتا ہے ”لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِيْمٌ ٥“ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان

مہربان۔

(پ/۱۱،سورۂ توبہ،آیت/۱۲۸)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ مذکورہ حدیث شریف میں خصوصی طور پر آپ کا اپنی امت کے لئے اس فعلِ بد میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ظاہر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دیگر بداعمالیوں اور گناہوں کے مقابلے میں قومِ لوط کا عمل بے حد قبیح اور اس کا مرتکب عذاب وعتابِ الٰہی کا حد درجہ حقدار ہے جیسا کہ ایک مقام پر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں اس کی وضاحت فرمائی ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک نطفہ کو حرام کاری میں صرف کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

جنت کی خوشبو سے محروم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کے سفر کی دوری سے آئے گی مگر لوطی اس سے محروم رہے گا۔

بد فعلی نہ کرو

حضرت خُزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبیِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا ہے تم لوگ عورتوں سے ان کے پیچھے کے مقام میں جماع نہ کرو۔

(مشکوٰۃ، ترمذی وغیرہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورتوں کو نسلِ انسانی کے فروغ کا ایک اہم ذریعہ بنایا ہے اور نکاح کو مشروع فرما کر ہمارے لئے مباشرت کو حلال فرمایا مگر اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے ہیں جو خود اپنی بیویوں کے ساتھ اِغلام بازی اور لواطت کا کام انجام دیتے ہیں، حتی کہ بعض حضرات ''نِسَآؤُکُمْ

حَرۡثٌ لَّکُمۡ ص فَاۡتُوۡا حَرۡثَکُمۡ اَنّٰی شِئۡتُمۡ" کواس فعل بد کے لئے دلیل بناتے ہیں مگر شاید وہ اس بات سے غافل ہیں کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بات سے منع فرمایا ضرور اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہے۔اغلام خواہ وہ مرد مرد کے ساتھ کرے یا مرد عورت کے ساتھ یا عورت عورت کے ساتھ اس کی ساری صورتیں عند الشرع حرام قطعی ہیں، جس کا منکر کافر اور عامل سخت سزاؤں کا حقدار اور دنیا و آخرت میں ملعون ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ جملہ مسلمین کو اس فعلِ بد سے محفوظ فرمائے۔

قتل کر دو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو تم قومِ لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (ترمذی، ج:ا،ص:۱۷۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے، اس نے اس دنیا سے جرائم اور غیر فطری کاموں کو ختم کرنے کے لئے حدود متعین فرمائے ہیں، مذکورہ بالا حدیث میں لواطت میں مبتلا فاعل ومفعول دونوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے،اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بدفعلی میں مبتلا شخص کو جینے کا کوئی حق نہیں ہوتا کیوں کہ ایسا شخص پورے معاشرہ کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیتا ہے اور پورے ماحول کو پراگندہ کر کے رکھ دیتا ہے۔اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بدفعلی میں مبتلا لوگوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا تا کہ دوسرے لوگ اس عبرتناک سزا کو دیکھ کر اس عمل سے باز رہیں۔حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر دیوار گرادیں یا اونچی جگہ سے اسے اوندھا کر کے گرائیں اور اس پر پتھر برسائیں یا اسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے یا توبہ کرے اور اگر چند بار یہ فعلِ بد کیا ہو تو بادشاہِ اسلام اسے قتل کر ڈالے۔الغرض اغلام بازی نہایت ہی سنگین جرم ہے اور اس کی سزا دنیا میں بھی بہت سخت ہے اور آخرت میں

بھی۔اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس فعلِ بد سے محفوظ فرمائے۔

وہ ملعون ہے

حضرت عمرو بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو قوم لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ (ترمذی، ج:۱،ص:۱۷۶)

اسی طرح حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو 'لوطیہ' کہلائیں گے اور یہ تین قسم کے لوگ ہوں گے۔ ایک تو وہ جو صرف لڑکوں کی صورتیں دیکھیں گے اور ان سے بات چیت کریں گے دوسرے وہ ہوں گے جو لڑکوں سے مصافحہ اور معانقہ بھی کریں گے تیسرے وہ لوگ ہوں گے جو ان لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کریں گے تو ان سبھوں پر اللہ کی لعنت ہے مگر جو لوگ توبہ کرلیں گے اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول فرمالے گا اور وہ لعنت سے بچے رہیں گے۔

(کنزالعمال، ج:۵،ص:۱۸۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لعنت کا معنیٰ ہے ''اللہ کی رحمت سے دور ہونا'' اور ملعون کا معنیٰ ہے ''جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کردیا ہو'' پہلی حدیث میں تو مطلق بدفعلی کرنے والے کی مذمت بیان کی گئی ہے مگر دوسری حدیث میں تو کسی خوبصورت لڑکے کے چہرے کو شہوت سے دیکھنے، اس سے شہوت سے بات چیت کرنے اور مصافحہ و معانقہ کرنے کو بھی لعنت کے کاموں میں شمار فرمایا ہے۔اللہ اکبر!

بہت سارے لوگ اَمرد (وہ نوعمر لڑکا جس کو دیکھ کر شہوت پیدا ہو) سے بات چیت کرنے، ان سے مصافحہ و معانقہ کرنے کو پسند کرتے ہیں، ان کے چہروں کو دیکھ کر اپنے دل کو سکون پہنچاتے ہیں، یہ ساری چیزیں اغلام بازی کی طرف داعی ہوتی ہیں اسی لئے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو

لعنت کے کاموں میں شمار فرمایا۔

قومِ لوط کے ساتھ حشر

حضرت وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قومِ لوط کا عمل کرتے ہوئے مرے گا اس کی قبر اس کو قوم لوط میں پہنچا دے گی اور اس کا حشر قومِ لوط کے ساتھ ہوگا۔ (کنز العمال، ج:۵، ص:۱۸۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم پر لازم ہے کہ ہم ہر اُس کام سے ہمیشہ پرہیز کریں جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غضب نازل ہو۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل دنیا وآخرت میں ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم

☆☆☆☆☆

برکاتِ خشیتِ الٰہی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اسے دنیا کی بے شمار نعمتوں سے نوازا جن کا شمار ناممکن ہے جیسا کہ خدائے قدیر کا فرمان پاک ہے ''وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط'' اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے۔

(پ۱۴/، سورۂ نحل، آیت/۱۸)

اس لئے ہم پر لازم ہے کہ اس کا شکر ادا کریں اور نعمتوں کی ناقدری نہ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ناشکری کے پاداش میں وہ نعمت ہم سے چھن جائے۔ قرآنِ پاک میں ہی اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ کسی چیز سے خوف نہ کھائیں بلکہ اپنے دلوں میں صرف اور صرف میرے خوف کو جگہ دیں، اگر ایسا ہوا تو دنیا کی کوئی چیز انہیں نہ تو دہشت زدہ کرسکتی ہے اور نہ کسی کا رعب اُن پر طاری ہوسکتا ہے۔ مگر آج ہم دنیا کی ظاہری چمک دمک پر اس قدر فریفتہ ہوچکے ہیں کہ اللہ کا خوف دل سے نکل چکا ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خوف خدا عزوجل کو اپنی زندگی کا جزو بنالیں۔

آیئے سب سے پہلے اپنے معبود برحق کے فرمان پر غور کریں کہ ہمارا معبود ہم سے کس چیز کا مطالبہ فرمارہا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o'' اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا

اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔ (پ۴،سورۂ آلِ عمران، آیت/۱۰۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام اللہ رب العزت کے نزدیک کتنا محبوب دین ہے، پروردگارِ عالم زندگی کی آخری سانس تک اس مقدس دین پر محافظت و استقامت کا حکم فرماتا ہے۔ اس لئے کہ تقویٰ اور اسلام پر قائم رہنا ہی دونوں جہاں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔

مجھ سے ہی ڈرو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے" فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَ اخۡشَوۡنِ" تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو۔ (پ/٦،سورۂ مائدہ، آیت۴۴)

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے" وَ لَقَدۡ وَصَّیۡنَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتَابَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ اِیَّاکُمۡ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ" اور بیشک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

(پ/۵،سورۂ نساء، آیت/۱۳۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ خوفِ خدا کا مطالبہ صرف ہم سے ہی نہیں کیا گیا بلکہ عام اہلِ کتاب کو خشیتِ ربانی کی دعوت دی جا رہی ہے۔ اور اللہ عزوجل کو یہ بات پسند ہے کہ بندہ صرف اس سے ڈرے۔ اس لئے کہ اللہ سے ڈرنے پر عزت جاتی نہیں بلکہ عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے لیکن بندوں سے ڈرنے پر رسوائی، بے عزتی ہاتھ آتی ہے اور بندہ جو چاہے وہ ہو بھی نہیں سکتا اور اللہ جو چاہے وہی ہوتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے دل سے ہر چیز کا خوف نکال دیتا ہے۔ اللہ ایسی کرم کی نظر فرمائے کہ ہم اسی سے ڈریں اور دل کو اس کی خشیت سے لبریز کریں۔

اللہ رب العزت کا ارشادِ پاک ہے" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ۙ یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ" اے ایمان والو!

اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دیگا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (پ۲۲، سورۂ احزاب، آیت ۷۰-۷۱)

ایک دوسری آیت میں ہے: وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ۝ اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

(پ۳۰، سورۂ نزعت، آیت ۴۱-۴۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یقیناً ہم دنیا میں کسی طاقتور کے سامنے کھڑے رہنے سے ڈرتے ہیں اور خوف زدہ ہوتے ہیں لیکن دنیا کا کوئی بھی طاقتور ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اس لئے کہ اللہ عزوجل عزت وذلت کا مالک ہے، اس کے سامنے کھڑے ہونے سے اگر کوئی ڈرا اور جوابدہی کے تصور سے خوفزدہ ہوا اور گناہوں سے رک گیا تو صرف خوش ہی نہ ہوگا بلکہ اپنے کرم سے اس بندے کو جنت بھی عطا فرمائے گا۔

ارشادِ خداوندی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ (پ۲۷، سورۂ حدید، آیت ۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ سے ڈرنا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا کتنا مفید ہے کہ اللہ عزوجل ہم کو نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں ہم چلیں گے اور وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ ہمارے لئے یہی بہت بڑی بات ہے کہ وہ ہم کو بخش دے۔ اس لئے کہ کثرت گناہ اور رب کی نافرمانی کی وجہ سے عذابِ الٰہی کے حقدار ہونے والوں کو اگر وہ کریم بخش دے

تو اس سے بڑھ کر کون سا انعام ہوسکتا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ ۝ نِادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ط جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ۔ (پ۲۶، سورۂ ق، آیت ۳۳-۳۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم اللہ عزوجل کو دیکھ نہیں رہے ہیں لیکن ہمارا ایمان ہے کہ وہ ہم کو دیکھ رہا ہے اور اسی تصور کو سامنے رکھتے ہوئے ہم گناہوں سے بچ گئے اور رک گئے تو اللہ عزوجل ہم کو اپنے فضل سے جنت میں داخل کرے گا۔

بچہ اپنے باپ کو

پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے "یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا یَوْماً لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌعَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْئاً ط" اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے گا اور نہ کوئی کامی (کاروباری) بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے۔ (پ۲۱، سورۂ لقمان، آیت ۳۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بندہ بسا اوقات اپنی اولاد کے لئے خدا کی نافرمانی کر بیٹھتا ہے اور حلال وحرام کا بھی خیال نہیں کرتا۔ یاد رکھیں کہ وہی اولاد کل بروزِ قیامت ہمارے کسی کام نہیں آئے گی، بلکہ ہم خود اپنے اعمال کے جوابدہ ہوں گے۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم کسی کی خوشی کے لئے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کریں۔ اللہ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور خوفِ خدا کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

خشیتِ الٰہی احادیث کی روشنی میں

احادیث نبویہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ میں ایسے لوگوں کی بے شمار فضیلتیں موجود ہیں۔ چند احادیث کریمہ پیش ہیں اُن میں غور کریں اور اپنے دلوں

میں خدائے قہار وجبّار کا خوف بسائیں۔

سرورکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''رَأْسُ الْحِکْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ''، یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف حکمت ودانائی کا سرچشمہ ہے۔

دوزخ میں نہ جائے گا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف سے رونے والا جہنم میں داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس آجائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے کی گردوغبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہوسکتے۔ (ترمذی)

عذاب جہنم سے محفوظ دو آنکھیں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو آنکھیں ایسی ہیں جنھیں آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ آنکھ جو آدھی رات میں خوف خدا سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیِٔ رحمت شافعِ امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی مگر جو آنکھ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رک گئی، جو آنکھ راہِ خدا میں بیدار رہی اور جس آنکھ سے خوف الٰہی کی وجہ سے مکھی کے پَر کے برابر آنسو نکلا وہ رونے سے محفوظ رہے گی۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج وہ لوگ جو گانا اور غزلیں اور فلمی اسٹوری سن کر روتے ہیں ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ ان آنسوؤں کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔ البتہ خوفِ خدا سے جو آنسو نکلے وہ رائیگاں نہیں

جائیں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اپنے خوف میں رونے والی آنکھیں عطا فرمائے۔

سایۂ رحمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سات لوگ اللہ جل شانہ کے سایۂ رحمت میں ہوں گے جب اس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔

پہلا: عادل حکمراں۔

دوسرا: اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھنے والا نوجوان۔

تیسرا: وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو۔

چوتھا: وہ دو آدمی جو اللہ (کی رضا) کے لئے باہم محبت کرتے ہیں، اسی پر اکٹھا ہوتے
ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں۔

پانچواں: وہ شخص جسے خاندانی خوبصورت عورت گناہ کی طرف بلائے تو کہہ دے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

چھٹا: وہ آدمی جو اس قدر پوشیدگی سے صدقہ دیتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں ہوتا
کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

ساتواں: وہ شخص جو علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے تو (خوف خداوندی سے) اس کی
آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ دھوپ شدید ہو تو ہم راہ چلتے ہوئے تھوڑا سا سایہ ڈھونڈتے ہیں، کبھی دیوار کا کبھی درخت کا کبھی گاڑی وغیرہ کا۔ لیکن کبھی ہم نے نہیں

سوچا کہ قیامت میں تو صرف عرش کا سایہ ہوگا اور سورج بالکل قریب ہوگا، تانبے کی زمین ہوگی اور گرمی کی وجہ سے دماغ کھولتے ہوں گے۔ ایسی گرمی میں اللہ عزوجل عرش کے سایہ میں اس کو جگہ عطا فرمائے گا جو مذکورہ صفات کا حامل ہوگا اور انہیں میں خوفِ خدا سے لرزہ بر اندام ہو کر آنکھیں اشکبار کرنے والا بھی ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو قیامت کے دن عرش کے سایہ میں اپنے فضل سے جگہ عطا فرمائے۔

(آمین)

گناہ جھڑتے ہیں

ابن ابی الدنیا کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب خوف خدا سے بندے کا جسم کانپتا ہے اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اسکے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے پتّے جھڑتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

بے حساب جنت میں

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کی امت کا کوئی بغیر حساب کے جنت میں جائے گا؟ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں وہ شخص بغیر حساب کے جنت میں جائے گا جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے۔ اللہ جل جلالہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ عزیز نہیں۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو خوفِ الٰہی سے نکلا ہو دوسرا خون کا وہ قطرہ جو خدا کی راہ میں بہایا جائے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کوئی شخص آپ کی امت میں سے بغیر حساب بھی جنت میں جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے گا وہ جنت میں بغیر حساب جائے گا۔ (احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج نوجوانوں کا حال یہ ہے کہ اپنے جوانی کے گناہ کو یاد کر کے خوش ہوتے ہیں اور اس دور کو یاد کر کے فرحت محسوس کرتے ہیں، یہ ان کی نادانی اور ناسمجھی ہے۔ یاد رکھیں! گناہوں کو یاد کر کے افسوس کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا چاہئے۔ یہ رونا رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ یہ اللہ کے نزدیک اتنا محبوب ہے کہ اللہ عزوجل قبر کے حساب سے محفوظ و مامون اور محشر میں بغیر حساب کے جنت عطا فرمادے گا۔

خشیتِ الٰہی اور محبوبِ خدا

بخاری و مسلم میں اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے کسی کام کے سلسلے میں رُخصت پر عمل کیا مگر لوگوں نے اس سے دوری اختیار کیئے رکھی۔ یہ خبر آپ تک پہونچی تو فرمایا: لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو میں کرتا ہوں اس سے دور رہ جاتے ہیں، خدا کی قسم! میں ان تمام سے اللہ کی معرفت زیادہ رکھتا ہوں اور اس سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ (انسان کامل)

کاش میں پرندہ ہوتا

روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ درخت پر ایک پرندے کو بیٹھے دیکھا تو پرندے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے پرندے! تمہیں خوشخبری ہو (تم کس قدر مزے میں ہو) اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں بھی تمہاری طرح ہوتا، تم درختوں پر بیٹھتے ہو، پھل کھاتے ہو، پھر اڑ جاتے ہو، نہ تمہارا حساب ہوگا اور نہ تم پر کوئی عذاب ہوگا۔ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ راستے کے کنارے کا ایک درخت ہوتا، میرے پاس سے کوئی اونٹ گزرتا مجھے پکڑ کر اپنے منھ میں ڈال لیتا پھر وہ مجھے چباتا اور جلدی سے نگل لیتا اور پھر وہ مینگنی بنا کر نکال دیتا اور میں انسان نہ ہوتا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امیر المومنین

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے ارفع و اعلیٰ ہے لیکن اِس کے باوجود خشیتِ ربانی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوابدہی کا تصور کس حد تک انہیں ڈرا رہا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کا دامن گناہوں سے پاک تھا، اللہ کے رسول نے جنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت عطا فرما دی تھی۔ باوجود اس کے اس حد تک خوف کرتے اور لرزتے۔ ہمارا دامن تو نیکیوں سے خالی ہے پھر بھی اللہ عزوجل کا خوف وڈر ہمارے دل میں کماحقہٗ نہیں ہے۔ اللہ عزوجل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت وخشیت کا صدقہ ہم کو بھی عطا فرمائے۔

حضرت عمر اور خشیتِ الٰہی

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا اگر آسمان سے کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے علاوہ باقی تم سب کے سب جنت میں جاؤ گے تو مجھے (اپنے اعمال کی وجہ سے) ڈر ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا اور اگر کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے علاوہ باقی تم سب کے سب دوزخ میں جاؤ گے تو مجھے (اللہ رب العزت کے فضل سے) امید ہے کہ وہ ایک آدمی میں ہی ہوں گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کے نبی ہونے کا امکان ہوتا تو حضرت عمر فارق ہوتے اور فاروقِ اعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر اللہ عزوجل یہ ارشاد فرمائے کہ سب کو بخش دیا سوائے ایک کے تو ڈرتا ہوں کہ وہ ایک میں ہی نہ ہوں۔ کاش ہم سمجھتے اور خشیتِ ربانی کے پیکر بن کر اس قادرِ مطلق کے خوف سے لرزتے۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے متعلق منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی کام میں مصروف تھے، ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے، آپ چل کر مجھے بدلہ دلوادیجئے، آپ نے اسے ایک دُرّہ مارکر فرمایا کہ

جب میں اس کام کے لئے بیٹھتا ہوں اس وقت تو آتے نہیں، جب دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہوں تو شکایتیں لے کر آتے ہو اور کہتے ہو کہ چل کر بدلہ دلوا دیجئے، وہ شخص مایوس ہو کر چلا گیا پھر آپ نے ایک آدمی بھیج کر اس کو بلوایا اور اس کے ہاتھ میں درّہ تھما کر فرمایا کہ بدلہ لے لو، اس نے عرض کیا کہ میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا، پھر آپ گھر تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے عمر! تو کمینہ تھا اللہ عزوجل نے تجھ کو اونچا کیا، تو گمراہ تھا اللہ نے تجھ کو ہدایت دی، تو ذلیل تھا اللہ نے تجھے عزت دی، پھر لوگوں کا بادشاہ بنایا، اب ایک شخص آکر کہتا ہے کہ مجھے ظلم کا بدلہ دلوادو تو تو اس کو مارتا ہے، کل قیامت کے روز کیا جواب دے گا؟ اور پھر اسی طرح دیر تک اپنے آپ کو ملامت کرتے رہے۔ (اسد الغابہ)

آج ظلم کرنے پر بندہ خوش ہوتا ہے اور اقتدار مل جائے تو غریبوں کا خون چوس کر اپنی عمارتیں اور محل تعمیر کر لئے جاتے ہیں۔ غریبوں کی مدد اور اعانت تو بہت دور کی بات ہے آج تو امیروں اور پیروں تک غریبوں کی رسائی بھی ممکن نہیں ہوتی۔ کاش کہ ہم غریبوں کی اعانت کا خیال کرتے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شخصیت سے کون واقف نہیں، آپ **حِبْرُ الْاُمَّة، سَیِّدُ الْمُفَسِّرِیْن** کے پیارے القاب سے یاد کئے جاتے ہیں، حضور رحمت عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں یہ دعا فرمائی "**اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ التَّاوِیْلَ**" اے اللہ انہیں علم تفسیر سکھا دے۔

اعلیٰ علم و فضل کے سبب یہ تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بارگاہوں میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، لیکن ان تمام دینی شرف کے باوجود آپ خوفِ خدا عزوجل سے اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں کے ہر وقت بہنے کی وجہ

سے چہرے پر دو نالیاں سی بن گئیں تھیں۔

اس سے پتہ چلا کہ جو شخص صحیح معنوں میں جو عالم دین ہوگا وہ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگا، خشیتِ ربانی سے لرزنے والا ہوگا جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے ”اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا“

ہوش اُڑ گئے !

حضرت وہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ظاہری بینائی سے محروم ہونے کے بعد ایک مرتبہ میں آپ کو لئے جا رہا تھا، آپ مسجدِ حرام تک تشریف لے گئے، وہاں ایک مجمع سے کچھ جھگڑے کی آواز آرہی تھی، اس پر آپ نے فرمایا مجھے اس مجمع میں لے چلو، میں انھیں اس طرف لے گیا، وہاں پہنچ کر آپ نے سلام کیا، ان لوگوں نے بیٹھنے کی درخواست کی تو آپ نے انکار فرمایا اور ارشاد فرمایا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ کے خاص بندے وہ لوگ ہیں جن کو خوف الٰہی نے خاموش کر رکھا ہے، حالانکہ نہ وہ عاجز ہیں اور نہ وہ گونگے ہیں بلکہ فصیح لوگ ہیں بولنے والے اور سمجھ دار ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذکر نے ان کی عقلوں کو اُڑا رکھا ہے، ان کے دل اس کی وجہ سے ٹوٹے رہتے ہیں اور زبانیں چپ رہتی ہیں، اور جب ان کو اس حالت پر پختگی حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ سے وہ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں، تم لوگ ان سے کہاں ہٹ گئے؟ حضرت وہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دو آدمیوں کو بھی ایک جگہ جمع نہیں دیکھا۔

کاش میں تنکا ہوتا

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید کی کوئی آیت سنتے تو خوف

خدا سے بے ہوش ہو جاتے۔ ایک دن ایک تنکا ہاتھ میں لیکر کہا: کاش میں تنکا ہوتا، کوئی قابل ذکر چیز نہ ہوتا، کاش! مجھے میری ماں نہ جنتی، اور آپ خوف خدا سے اتنا رویا کرتے تھے کہ آپ کے چہرے پر آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے دو کالے نشان پڑ گئے تھے۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہم پورا قرآنِ مقدس سُن کر بھی اللہ عزوجل کے خوف سے نہیں کانپتے لیکن وہ اللہ والے تھے، صحیح معنوں میں بزرگ تھے، خلافت وامارت کے حقدار تھے لیکن ہم ہیں کہ نام کے بھوکے، کام سے عاری اور عزت کے بھکاری دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور کہیں کے بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ان بزرگوں کے خوف کا ذکر سُن کر صرف عش عش نہ کریں بلکہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی بھرپور کوشش کریں۔

ہنستے ہوئے نہیں دیکھا

مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نمازِ فجر کے سلام کے بعد فرمایا: اس وقت کہ آپ کو کچھ رنج تھا، اور اپنا ہاتھ پھیرتے جاتے کہ میں نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ لیکن آج کوئی ایسی چیز نہیں دیکھتا جو ان کی طرح ہو، ان کا دستور تھا کہ وہ پراگندہ مُو، زرد رنگ، غبار آلود رہتے۔ اُن اصحاب کی آنکھوں کے بیچ میں بکریوں کی ٹانگوں میں بنے گھٹے کی طرح گھٹا ہوتا تھا۔ رات کو اللہ تعالیٰ کے واسطے سجدہ کرتے اور کھڑے رہتے، خدا کی کتاب پڑھتے، عبادت میں پیشانی اور پاؤں پر باری باری زور دیتے اور جب صبح ہوتی تو جیسے تیز ہوا سے درخت ہلتا ہے اسی طرح کانپتے۔ آنکھوں سے اتنے آنسو بہاتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے اور کہتے اب تو خدا کی قسم! گویا میں ایسے لوگوں میں سے ہو گیا جو رات کو خوابِ خرگوش میں رہتے ہوں۔ پھر آپ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور جب تک آپ کو ابنِ ملجم ملعون نے زخمی نہ کیا کبھی کسی نے آپ کو اس کے بعد ہنستے ہوئے نہ دیکھا۔

(احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت وریاضت وتقویٰ اور تارک دنیا ہونے کا کتنا خیال تھا اور کس طرح اپنا احتساب کرتے۔ یہ ان کی عاجزی وانکساری تھی جب کہ مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الاولیا تھے اور آپ کو بھی حیاتِ ظاہری میں ہی جنت کی بشارت مل چکی تھی۔

خشیتِ الٰہی اور سفیان ثوری

روایت ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیمار پڑے، ان کا پیشاب ایک ذمی طبیب کو دکھایا گیا۔ اس نے کہا کہ اس شخص کے جگر کو خوف نے ٹکڑے کر دیا ہے پھر آ کر اُس نے نبض دیکھی تو کہا کہ ملتِ اسلام میں اس جیسا آدمی مجھے نہیں معلوم ہوا۔

خشیت الٰہی کی برکتیں

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز موتی (زبرجد) کا محل پیدا فرمایا، اس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں، اس میں وہی داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ صرف خوفِ الٰہی کی وجہ سے اسے چھوڑ دے۔ (مکاشفۃ القلوب)

سبحان اللہ! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج تلاشِ حرام میں مسلمان سرگرداں ہیں اور حلال وحرام کی تمیز فراموش کر چکے ہیں۔ اب ایسے ماحول میں کوئی حرام پیش کرے اور بندہ خوفِ خدا کی وجہ سے اسے چھوڑ دے تو یقیناً اللہ عزوجل اسے ضرور بالضرور ایسا محل عطا فرمائے گا جس کی خوبیاں مذکورہ واقعہ میں موجود ہیں۔

بچے کے بچپن کا نصیحت آموز واقعہ

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ کی راہ میں مجھے چند لڑکے ملے جو اخروٹ اور بادام سے کھیل رہے تھے، ان سے علیحدہ ایک لڑکے کو دیکھا جو اُن لڑکوں کو دیکھ دیکھ کر رو رہا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا شاید لڑکا اُن کے پاس اخروٹ و بادام دیکھ کر رو رہا ہے، اس کے پاس کھیلنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے کہا: میاں لڑکے کیوں رو رہے ہو؟ میں تمہیں اخروٹ اور بادام لے دوں گا، تم ان سے کھیلنا۔ اس لڑکے نے میری طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہا اے کم عقل! ہم کھیل کود کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ میں نے کہا: اے صاحبزادے پھر کس لئے پیدا ہوئے ہیں؟ کہا علم حاصل کرنے اور خدا کی عبادت کے لئے، میں نے کہا: یہ کہاں سے تمہیں معلوم ہوا؟ (خدا تمہاری عمر میں برکت دے)، کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم کو بے کار پیدا کیا ہے اور تم لوٹ کر ہمارے پاس نہیں آؤ گے۔ میں نے کہا: صاحبزادے تم تو مجھے عقلمند معلوم ہوتے ہو، کچھ مختصر سی نصیحت کرو۔ کہا: دنیا چل چلاؤ پر کمر بستہ آمادۂ سفر ہے، نہ دنیا کسی کے واسطے رہنے والی ہے اور نہ کوئی شخص دنیا میں باقی رہے گا۔ دنیا کی زندگی اور موت انسان کے واسطے ایسی ہے جیسے دو گھوڑے تیز رفتار یکے بعد دیگرے آنے والے ہوں۔ اے دنیا کے فریفتہ! دنیا چھوڑ اور سامانِ سفر اس میں درست کر۔

حضرت بہلول فرماتے ہیں وہ لڑکا یہ کہہ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا اور ہاتھوں سے اشارہ کیا اور آنسو اس کے دونوں رخساروں پر موتیوں کی لڑیوں کی طرح گرنے لگے۔ یہ الفاظ کہنے پر وہ لڑکا بیہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے اس کا سر اپنی گود میں لے لیا اور اپنی آستین سے اس کے چہرے کی خاک صاف کی۔ جب ہوش میں آیا، میں نے کہا صاحبزادے! تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم تو ابھی بچے ہو، کوئی گناہ تمہارے نام نہیں لکھا گیا۔ کہا بہلول! مجھے چھوڑ دو، میں نے اپنی ماں کو دیکھا ہے، وہ آگ جلانے میں جب تک چھوٹے تنکے، گھاس پھوس بڑی لکڑیوں میں نہیں ملاتی آگ روشن نہیں ہوتی۔ میں ڈرتا

ہوں کہ اگر خدانخواستہ دوزخ کے ایندھن میں چھوٹی لکڑیوں کی جگہ میں نہ ہووں۔ پھر میں نے کہا: صاحبزادے! تم بڑے ہی عقلمند ہوشیار ہو، مجھ کو مختصرسی کچھ اور نصیحت کرو۔ کہا افسوس، میں غفلت میں رہا اور موت پیچھے آرہی ہے، آج نہ گیا تو کل تو ضرور جانا ہے۔ دنیا میں اپنے جسم کو نرم ونفیس پوشاک میں چھپایا تو کیا فائدہ؟ آخر مرنے کے بعد گل سڑ کر خاک ہو جانا ہے اور قبر میں خاک کا اوڑھنا اور خاک کا ہی بچھونا ہے۔

ہائے! مرتے ہی سب خوبی حسن و جمال جاتا رہے گا اور ہڈیوں پر گوشت و پوست کا نشان تک نہ رہے گا، وائے صد وائے، عمر گزر گئی اور کوئی مراد حاصل نہ ہوئی، نہ میرے ساتھ کوئی سفر کا توشہ اور میں اپنے حاکم و مالک کے روبرو اس حال میں کھڑا ہوں گا کہ گناہوں کا بار سر پر ہوگا۔ دنیا میں ہزار پردوں میں خدائے کریم کی نافرمانی کر کے گناہ کیئے، مگر قیامت میں وہ سب عالم الغیوب کے سامنے ظاہر ہوں گے۔ کیا دنیا میں خدا کے غضب سے بے خوف ہو کر گناہ کرتا تھا؟ نہیں بلکہ اس کی مغفرت اور بردباری پر تکیہ تھا، وہ ارحم الراحمین چاہے عذاب دے چاہے محض اپنے کرم سے درگزر فرمائے۔ حضرت بہلول فرماتے ہیں جب وہ لڑکا وعظ کہہ کر خاموش ہوا، میں بیہوش ہو کر گر پڑا اور وہ لڑکا چل دیا، جب مجھے ہوش آیا تو ان لڑکوں میں تلاش کیا، کہیں پتہ نہ پایا۔ لڑکوں سے جب اس لڑکے کا حال دریافت کیا تو بولے تم نہیں پہچانتے؟ میں نے کہا نہیں، کہا یہ لڑکا حضرت سیدنا حسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد سے ہے۔ میں نے کہا مجھے احساس تھا کہ یہ کسی ایسے ہی عظیم الشان درخت کا پھل ہوگا۔ (اللہ میری توبہ: ۱۷۵)

آخرت میں بے خوف ہوگا

حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرمانِ الٰہی ہے ''میں اپنے کسی بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا، جو شخص دنیا میں میرے

عذاب سے ڈرتا ہے میں اسے آخرت میں بے خوف کردوں گا لیکن جو دنیا میں میرے عذاب سے بے خوف رہتا ہے میں اسے آخرت میں خوفزدہ کردوں گا" یعنی اس پر عذاب نازل کروں گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

جہنم میں داخل نہ ہوگا

شفیع امت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لَا یَلِجُ النَّارَ مَنْ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الْفَرْعِ" جو شخص خوفِ خدا سے روتا ہے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا اسی طرح جیسے کہ دودھ دوبارہ اپنے تھنوں میں نہیں جاتا۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے۔ ہم کو اس پر یقین بھی رکھنا چاہئے اور خوفِ خدا سے آنسو بہانے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو خشیت کی دولت عطا فرمائے۔

دعائے رسول

حضور تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے "اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے رونے والی ہوں"۔

حدیث شریف میں ہے کہ کوئی بندۂ مومن ایسا نہیں جس کی آنکھوں سے خوفِ خدا کی وجہ سے مکھی کے پر کے برابر آنسو بہے اور اس کی گرمی اس کے چہرے پر پہنچے پھر اسے کبھی جہنم کی آگ چھوئے۔ (مکاشفۃ القلوب)

وہ احمق ہے

محبوب کبریا سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَ تَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ" وہ شخص احمق ہے جو اپنے نفس کو اس کی

خواہشات کا تابع کرے اور پھر اللہ تعالیٰ پر تمنا بھی کرے۔ (احیاء العلوم)

اللہ اکبر! یقیناً آج احمقوں ہی کی کثرت ہے، ہم نفس وخواہشات کے غلام بن کر جی رہے ہیں اور اللہ سے جنت کی تمنا اور اپنی ضروریات کی تکمیل کی دعا کرتے ہیں۔ کاش ہم اللہ عزوجل کے ارشادات کو مانتے اور اسی سے اپنی آرزو وتمنا رکھتے تو جنت بھی اور مالک جنت بھی ہم کو مل جاتا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو صحیح فہم وادراک نصیب فرمائے۔

نجات کی صورت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان بند رکھو اور اپنے گھر سے باہر نہ نکلو اور اپنی خطا پر رویا کرو۔

(احیاء العلوم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج ہماری حالت اس کے برعکس ہے، ہماری زبان ہر وقت بلا ضرورت قینچی کی طرح چلتی رہتی ہے، ہم اللہ رب العزت کی اُس عظیم نعمت کی قدر نہیں کرتے، ہم بے کاری میں اپنا قیمتی وقت برباد کر دیتے ہیں لیکن احساس نہیں ہوتا کہ بروزِ قیامت ہمیں حساب وکتاب کی سخت ترین منزل سے گزرنا ہے۔ جب ہم کوئی غلطی کر جاتے ہیں، ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو بھی ہمیں ذرہ برابر اُس پر کوئی افسوس نہیں ہوتا اور نہ ہم اپنی غلطی کا احساس کرتے ہیں بلکہ کوئی تنبیہ کرتا ہے تو اُلٹا جواب بھی دیتے ہیں۔ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے؟ کیا ہمارا دین اسی کا حکم دیتا ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ ہمیں تو چاہئے کہ گناہ سے اپنا دامن بچائیں اور اگر گناہ کے مرتکب ہو جائیں تو اُس پر اپنے رب کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں، اپنی غلطی کی معافی مانگیں اور سچے دل سے اُس کی طرف رجوع لائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور ہماری مغفرت فرما دے گا، اللہ عزوجل ہم سب کو گناہوں پر رونے اور سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

☆☆☆☆

برکاتِ تقویٰ

دنیا میں انسان دوسروں کی نظروں میں ممتاز ہونے کے لئے کبھی تو دولت کا سہارا لیتا ہے کبھی جاہ و حشم کا، کبھی خاندانی وجاہت سرخروئی کا ذریعہ ہوتی ہے تو کبھی کوئی اور چیز۔ غرض یہ کہ انسان اپنی فہم سے کسی نہ کسی شئی کو دنیا کی نظر میں اپنے اعلیٰ ہونے کا سبب سمجھتا ہے۔ لیکن قرآنی آیات کا مطالعہ کریں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ بندہ اگر اپنے رب کی بارگاہ میں سرخرو اور مقبول ہو تو اس کی کامیابی پر مہر صداقت لگ جاتی ہے، پھر وہ انسان کائنات کی ہر شئی میں مقبول ہوتا جاتا ہے۔ سمجھنا یہ ہے کہ اس عظیم منزل پر پہونچنے کے لئے بندے کو اپنے رب سے کس طرح کا تعلق و رشتہ قائم کرنا ہوگا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں باعزت ہونے کا طریقہ قرآنِ مقدس اس طرح بیان فرماتا ہے ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ'' بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (پ/۲۶، سورۂ حجرات، آیت/۱۳)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں بندے کی سربلندی کا راز خوف وخشیت بیان فرمایا ہے اور اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔ آیئے ہم تقویٰ اور اس کے اہم نکات سے متعلق قرآن و

احادیث کی روشنی میں وہ معلومات حاصل کریں جن پر عمل کرکے دنیا و آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

تقویٰ کی برکتیں

قرآن کریم نے متعدد مقامات پر متقین کی صفات اور خوبیاں بیان کرکے اہل ایمان کو متقی بننے کی دعوت دی ہے اور ایمان کے ساتھ ساتھ تقویٰ اختیار کرنے کا جابجا حکم فرمایا ہے۔ جیسا کہ ہم سب کا خالق و مالک اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ o" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔ (پ/۱۱، سورۂ توبہ، آیت/۱۱۹)

اس آیت میں اللہ عزوجل تقویٰ اختیار کرنے اور صادقین کی معیت اختیار کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ معصیت اور گناہ کے کاموں کو ترک کرکے طاعت و فرمانبرداری کی جانب رجوع کرے اور صادقین سے مراد وہ ہیں جو ایمان میں سچے اور مخلص ہیں اور رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے مراد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور ابن جریر کے نزدیک صادقین سے مراد مہاجرین ہیں اور سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نیتیں ثابت رہیں اور قلب و اعمال مستقیم اور وہ اخلاص کے ساتھ غزوۂ تبوک میں حاضر ہوئے۔ (خزائن العرفان ملخصاً)

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے "یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o" اے لوگو! اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔

(پ/۱، سورۂ بقرہ، آیت/۲۱)

تقویٰ کے معنی ڈرنا اور بچنا ہے۔یعنی اللہ سے ڈرنا، وہ ڈرنا نہیں جو کسی ظالم و جابر سے ہوتا ہے، یا جو محبوب کا محبّ سے ہوتا ہے یعنی اس کی ناراضگی اور ناراضگی کے نتیجے میں اس کی سزا سے ڈرنا۔ مومن کا تقویٰ یہ کہ وہ ہر کام کرنے سے پہلے اللہ کی رضا اور اس کا حکم معلوم کرے تا کہ اس کا کوئی عمل رب عزوجل کی مرضی کے خلاف نہ ہونے پائے۔

ارشادِ ربانی ہے "وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ o" اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔ (پ۱۰، سورۂ توبہ، آیت ۳۶)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ" بے شک اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔ (پ۱۰، سورۂ توبہ، آیت ۴)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے "وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوۡنِ" اور مجھی سے ڈرو۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۴۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ اپنے بندوں کو آگاہ فرماتا ہے کہ جان لو میں متقیوں کے ساتھ ہوں اور انہیں محبوب رکھتا ہوں۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ میرے بندو! تم اگر مجھ سے ڈر کر گناہ سے بچو گے، میری نافرمانی نہ کرو گے تو دنیا کے عیش پسند لوگ تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ تم کو ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے، تم سے دور رہیں گے، لیکن دنیا کے انسان دور ہو جائیں تو غم نہ کرنا، بلکہ تم مجھ سے ڈرو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔

مقبول کون؟

قرآنِ مقدس میں ہے "اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ o" اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔ (پ۶، سورۂ مائدہ، آیت ۲۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت کا تعلق حضرت آدم علیہ السلام کے ان دو بیٹوں سے ہے جنہوں نے اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی تھی، ان میں سے ایک کی قربانی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبول ہوئی

دوسری کی رد کردی گئی، جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی اس نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو اس نے کہا: اللہ عزوجل تقویٰ والوں کی قربانیاں، ان کی عبادتیں قبول فرماتا ہے۔ پتہ چلا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وہی مقبول ہے جو اس سے ڈرتا ہے اور جس کو اس کا خوف دامن گیر رہتا ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ o" اور آخر میدان پرہیز گاروں کے ہاتھ ہے۔ (پ/۹، سورۂ اعراف، آیت/۱۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ سے ڈرنے والوں کو دنیا بے وقوف سمجھتی ہے۔ اور دنیا یہ کہتی ہے کہ چند روزہ زندگی اگر وہ بھی بغیر عیش وعشرت کے گزرے تو کیا فائدہ؟ لہٰذا اس چند روزہ زندگی میں خوب عیش کرلو، لیکن قرآن کہتا ہے کہ گھبراؤ نہیں اے مجھ سے ڈرنے والو! آخرت میں کامیابی تمہارے ہی لئے ہے۔ اللہ ہم سب کی دنیا و آخرت خوب سے خوب تر فرمائے۔

جنت کا مژدہ

"وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ o" اور پاس لائی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے کہ ان سے دور نہ ہوگی۔ (پ/۲۶، سورۂ قٓ، آیت/۳۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! متقی کے لئے کتنا بڑا انعام ہے کہ جنت کو اس کے قریب لایا جائے گا، اس طرح کہ وہ اس سے دور نہ ہوگی۔ دنیا کے محل کی طرف خود انسان کو جانا پڑتا ہے لیکن اللہ کا بے پایاں کرم ہے کہ جنت اپنے متقین بندے کے قریب کردے گا اور اسے جنت کی طرف جانے کی زحمت تک نہیں دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے متقی بندے سے بے حد محبت فرماتا ہے۔

باغات اور چشمے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ o“ بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں۔ (پ۲۶،سورۂ ذٰاریٰت ،آیت۱۵)

باغ اور چشمے سے ہر ایک کو محبت ہوتی ہے اور قدرتی طور پر اس کی طرف کشش بھی۔ میرا مولیٰ ارشاد فرماتا ہے دنیا میں مجھ سے ڈرنے والو! تم غم نہ کرو میری محبت کی خاطر تم دنیا میں بے رغبت اور متقی بن کر رہے آؤ میں تمہیں باغ اور چشموں کی دولت سے مالا مال کروں۔ لہٰذا متقین کو اللہ باغ اور چشمے عطا فرمائے گا جو دنیا کے باغوں اور چشموں سے کروڑوں گنا بہتر ہوں گے۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ متقیوں کو ملنے والے انعامات کا یوں ذکر فرماتا ہے: ”اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیْمٍ o“ بے شک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں۔ (پ / ۲۷،سورۂ طور، آیت/۱۷)

دنیا میں بے قرار رہنے والے متقی کو اللہ عزوجل آخرت میں صرف جنت ہی نہیں بلکہ چین وسکون کی دولت سے مالا مال فرمائے گا۔

کس قدر تقویٰ رکھیں؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ“ تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔

(پ/۲۸،سورۂ تغابن، آیت/۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ عزوجل نے ہمیں اختیار دیا ہے کہ جتنی تم میں طاقت ہو اتنا اللہ سے ڈرو یعنی اللہ سے ڈرنے میں اپنی جتنی استطاعت ہے اسے بروئے کار لاؤ تو مولیٰ تعالیٰ رحمت کی نظر فرمائے گا اور دونوں جہاں کی کامیابی سے سرفراز فرمائے گا۔ وہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا لہٰذا ہم کو اس کے رحم وکرم پر بھروسہ رکھتے ہوئے تقویٰ اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

متقیوں پر انعامات

اللہ عزوجل نے فرمایا ''اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ o''
بے شک ڈروالوں کے لئے ان کے رب کے پاس چین کے باغ ہیں۔
(پ۲۹،سورۂ قلم،آیت ۳۴)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ''اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا o'' بے شک ڈروالوں کو کامیابی کی جگہ ہے۔ (پ۳۰،سورۂ نبا،آیت ۳۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اچھی طرح یادرکھیں اور اپنی فکری اصلاح کریں کہ دنیا کی کامیابی حقیقی کامیابی نہیں، آخرت کی کامیابی حقیقی کامیابی ہے اور وہ کامیابی تقویٰ کی وجہ سے اللہ عزوجل عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا تقویٰ کی عادت اختیار کریں۔

ارشادِ خداوندی ہے ''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ o'' بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔ (پ۱۴،سورۂ نحل،آیت ۱۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر کمزور کو کسی نہ کسی طاقتور کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ طاقت والا اللہ ہے اور اسی کی عطا سے کوئی دوسرا طاقت پاتا ہے۔ آج ہم محتاج طاقتوروں سے تعلق بنانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جو خود طاقت کا مالک ہے اس رب سے تعلق نہیں بناتے۔ یادرکھیں! جو تقویٰ اختیار کرلے اور نیکیاں کرے اللہ عزوجل اس کے ساتھ ہے اور خدا کی قسم جس کے ساتھ اللہ ہو اسے کسی اور کی کیا حاجت ہوسکتی ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

متقی کون؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ

الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ط وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ o''اورصبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت، یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔ (پ۲، سورۂ بقرہ، آیت:۱۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! متقی کون ہیں؟ ان کی صفات کیا ہیں؟ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ صبر کرنے والے مصیبت اور سختی میں نہ کہ شور مچانے والے بلکہ ہر مصیبت و سختی کے موقع پر فیصلۂ الٰہی پر راضی رہنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچے بھی وہی ہیں اور متقی بھی وہی ہیں۔

علما و مشائخ کے نزدیک تقویٰ کا مفہوم

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ کرام نے تقویٰ کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں ''تَنْزِیْہُ الْقَلْبِ عَنْ ذَنْبٍ لَّمْ یَسْبَقْ عَنْہُ مِثْلُہٗ'' اس گناہ سے دل کو بچانا جس کے مثل آگے تجھ سے صادر نہیں ہوا ہو، تاکہ تمہارے اندر ترکِ گناہ کے عزم سے ہر قسم کے معاصی سے بچاؤ اور حفاظت پیدا ہو جائے۔

تقویٰ کے چند معانی

مفسر شہیر صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ تقویٰ کے کئی معانی ہیں۔

۱۔ نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرفِ شرع میں ممنوعات کو چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔

۲۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: متقی وہ ہے جو شرک و کبائر اور فواحش سے بچے۔

۳۔ بعضوں نے کہا کہ متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔

۴۔ اور بعض حضرات کا قول ہے کہ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کے ادا کرنے کا

نام تقویٰ ہے۔

۵۔ اور کچھ لوگوں کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کو ترک کر دینے
کا نام تقویٰ ہے۔

۶۔ بعض نے کہا کہ تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع
فرمایا ہے۔

۷۔ ایک قول یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰہ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی
کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ (خزائن العرفان)

متقین کے مختلف گروہ

۱۔ عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کفر سے بچنا ہے۔

۲۔ متوسطین کا تقویٰ اوامر و نواہی کی اطاعت ہے۔

۳۔ خواص کا تقویٰ ہر ایسی چیز کا چھوڑنا جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے غافل کرے۔

تقوٰی کے مراتب

تاجدارِ اہلسنت، مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں تقویٰ کے مندرجہ ذیل مراتب ہیں:

☆ کفر سے بچنا جو بفضلہٖ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔

☆ بدمذہبی سے بچنا جو ہر سُنی کو نصیب ہے۔

☆ ہر کبیرہ گناہ سے بچنا۔

☆ صغائر سے بچنا۔

☆ شبہات سے اعراض کرنا۔

☆ شہوات سے بچنا۔

☆ غیر کی طرف التفات سے بچنا۔

حقیقتِ تقویٰ

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ تقویٰ کی وضاحت فرمائیں تا کہ ہم تقویٰ کی حقیقت سے واقف ہو جائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عزیز! اول تجھے یہ جاننا چاہئے کہ تقویٰ ایک نادر خزانہ ہے، اگر تم اس خزانہ کو پالینے میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں اس میں بیش قیمت موتی اور جواہرات ملیں گے اور علم و دولتِ روحانی کا بہت بڑا خزانہ ہاتھ لگے گا۔ رزقِ کریم تمہارے ہاتھ آجائے گا، تم بہت بڑی کامیابی حاصل کرلو گے، بہت بڑی غنیمت پالو گے اور ملکِ عظیم جنت کے مالک بن جاؤ گے، یوں سمجھو کہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں تقویٰ میں جمع کردی گئی ہیں، تم ذرا قرآنِ کریم میں تو غور کرو۔ کہیں ارشاد فرمایا: اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو ہر قسم کی خیر و برکت کے مالک بن جاؤ گے، کہیں تقویٰ اختیار کرنے پر اجر و ثواب کے وعدے فرمائے گئے ہیں اور کہیں فرمایا کہ سعادت کا ذریعہ تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرنا ہے۔ (منہاج العابدین)

متقی پر تعجب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کی کسی شئی پر یا کسی انسان پر تعجب نہیں فرماتے تھے مگر صاحبِ تقویٰ پر۔ (منہاج العابدین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعجب کرنا بے معنیٰ تو نہیں ہوسکتا، یقیناً اس شخص پر تعجب کرنا ہی چاہئے جو موجودہ دور کے برے ماحول سے اپنے دامن کو ہر برائی سے بچالیتا ہے اور اللہ سے ڈرتا رہتا ہے۔ اس کا تقویٰ اختیار کرنا بے سود اور بے معنیٰ نہیں، ایسے شخص

پر تعجب ہی ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو تقویٰ کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

متقی بے خوف ہو جاتا ہے

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تورات شریف میں مذکور ہے اے انسان تو متقی بن جا پھر جہاں چاہے سو۔ (منہاج العابدین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک بار بندہ تقویٰ اختیار کر لے اور اللہ عزوجل کا ڈر اس کے دل میں بیٹھ جائے تو کہیں بھی وہ کھائے اور سوئے اس کو کوئی چیز تکلیف نہیں پہونچا سکتی، بلکہ وہ جہاں بھی ہوگا اللہ عزوجل کا ڈر اور خشیت اس کے دل میں ہونے کی وجہ سے ہمیشہ برائی سے بچتے ہوئے اپنی زندگی گزارے گا۔

بعض متقین کے واقعات

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہوا وہ حرام میں مبتلا ہوا، اس چرواہے کی طرح جو کھیت کی منڈیر پر اپنے جانور چرائے اور خطرہ رہے کہ کوئی جانور کھیت میں گھس جائے۔ خبردار بیشک ہر بادشاہ کی ایک حد مقرر رہے، خبردار بیشک اللہ عزوجل کی حد اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ خبردار بیشک انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوا سارا جسم ٹھیک ہو گیا اور جب وہ خراب ہو گیا سارا جسم خراب ہو گیا، خبردار وہ دل ہے۔ (بخاری ومسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ حرام چیزوں سے بچے اور ان چیزوں سے بھی بچے جن کے حلال وحرام ہونے میں شبہ ہو۔ ہمارے اسلاف کرام نے

مشتبہ چیزوں سے کس حد تک پرہیز کیا چند واقعات ملاحظہ فرمائیں اور عمل کرنے کا پکا ارادہ کرلیں۔

کمالِ تقویٰ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک غلام تھا جو انہیں اپنی کمائی سے کچھ حصہ دیتا تھا اور آپ اسے استعمال فرماتے تھے، ایک دن وہ کوئی چیز لے کر آیا اور آپ کو پیش کی، آپ نے لے کر اسے تناول فرمالیا، پھر غلام نے آپ سے کہا کیا آپ کو معلوم ہے یہ کیا تھا، آپ نے فرمایا بتاؤ کیا تھا؟ غلام نے کہا میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کو آئندہ ہونے والی کچھ باتیں بتائیں جب کہ میں کہانت کا فن کوئی خاص نہیں جانتا، میں نے تو اسے دھوکہ دیا تھا، پھر وہ مجھے ملا اور اس نے یہ چیز مجھے دی تھی جس میں سے آپ نے کھایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منھ میں انگلی ڈالی اور جو کچھ آپ کے پیٹ میں تھا نکال دیا۔ (بخاری شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیونو! دیکھا آپ نے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس غلام نے دھوکے سے کمائی ہوئی چیز کھلا دی جو اگر چہ جائز تھی لیکن بہر حال مشتبہ تھی، اس لئے آپ نے احتیاطاً قے کی اور یہ پسند نہ فرمایا کہ ایسی غذا آپ کے پاکیزہ خون کا حصہ بنے مگر اب ہمارا کیا حال کیا ہو گیا ہے؟ وہی جس کی خبر غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج سے چودہ سو برس پہلے دے چکے ہیں، ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ انسان اس مال کے متعلق جو اس نے کمایا پرواہ نہ کرے گا کہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری)

اس حدیث کو بار بار پڑھیئے اور اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیجئے اور سوچئے کیا وہ

زمانہ نہیں آ گیا جس کی خبر ہم سب کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی تھی، آج ایسے بہت کم لوگ ملیں گے جو حلال پر بخوشی قناعت کرتے ہوں اور حرام کو موقع ملنے اور اس پر قدرت ہونے کے باوجود حرام سمجھ کر چھوڑ دیتے ہوں، ورنہ آج تو حال یہ ہے کہ رشوت کی دولت کمانے والا اسے اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیتا ہے۔ سود کھانے والا لوگوں سے سود کو منافع کہہ کر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی مول لیتا ہے، یتیموں کا مال ہڑپ کرنے والے اسے اپنا حق قرار دیتے ہیں وغیرہ۔

یہ ہے تقویٰ

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں ایک دوکاندار کے پاس اپنا ایک طشت گروی رکھ کر اس سے کچھ قرضہ لیا، مقررہ وقت پر قرضہ واپس کرنے گئے تو دوکاندار نے آپ کے سامنے دو طشت رکھ دئے اور کہا مجھے نہیں معلوم کہ آپ کا کونسا ہے، ان دونوں میں سے جو چاہیں آپ لے لیں، آپ نے فرمایا میں بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میرا کون سا ہے اور کوئی مشتبہ چیز میرے لئے حلال نہیں لہٰذا میں اپنا طشت چھوڑتا ہوں تم ہی رکھو۔ دوکاندار نے کہا نہیں، یہ طشت آپ کا ہے میں تو آپ کو آزما رہا تھا۔ آپ نے فرمایا تم اپنا قرض واپس لو اور طشت بھی رکھو اب میں اسے نہیں لے سکتا، تم نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا، آپ طشت چھوڑ کر چل دیئے۔ (یا ایھا الذین آمنوا)

پھٹی قمیص

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایک مرتبہ شاہی مشعل کی روشنی میں اپنی پھٹی ہوئی قمیص سی لی اور پہن لی۔ آپ کو اپنے دل کی حالت کچھ بدلی سی محسوس ہونے لگی، کئی دن رات پریشان رہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اچانک قمیص کا خیال آیا، آپ نے اسے اُتار کر پھینک دیا، دل کی حالت درست ہوگئی پھر وہی نور پیدا ہوگیا جو پہلے تھا یہ اس وجہ سے ہوا تھا کہ کسی کی روشنی میں آپ نے اس کی اجازت کے بغیر فائدہ حاصل کیا تھا۔

(ایضا)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ اللہ کی وہ بندی تھیں جن کی تعظیم کو خود کعبہ گیا ہوا تھا۔ ظاہر سی بات ہے یہ مقام یوں ہی تو حاصل نہیں ہوجاتا، اس مقام کو پانے کے لئے حلال غذا کا پابند ہونا پڑے گا اور حرام سے پرہیز بے حد ضروری ہے اور اللہ کا خوف لازم ہے۔ جیسا کہ آپ نے مذکورہ واقعہ سے اندازہ لگایا ہوگا۔ اللہ عزوجل حضرت رابعہ کے نقشِ قدم پر سب کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رو پڑے

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن قیس کے متعلق سنا ہے کہ آپ بوقتِ موت رو پڑے حالانکہ زندگی میں آپ کی حالت یہ تھی کہ ہر دن رات میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے پھر اپنے بستر پر آتے تھے اور بستر کو مخاطب ہو کر فرماتے تھے اے ہر برائی کی جگہ! قسم خدا کی میں نے تجھے ایک پل بھر بھی پسند نہیں کیا۔ جب آپ روئے تو کسی نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا میں رب تعالیٰ کے اس قول کو یاد کر کے روتا ہوں "اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ" (منہاج العابدین)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہم تو صرف قول کے غازی ہیں وہ لوگ کردار کے بھی غازی تھے۔ اللہ عزوجل کی ایک آیت پر کس طرح حضرت عامر نے عمل کیا کہ روتے رہے اور فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں وہی مقبول ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

تقوٰی بہترین توشہ ہے

ایک شخص جن کا نام کمیل تھا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ کہیں جارہے تھے کہ راستے میں ایک قبرستان پڑا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں اہلِ

قبور کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے اہلِ قبور! اے وحشت وتنہائی والو! کیا خبر ہے اور کیا حال ہے؟ پھر ارشاد فرمایا ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے بعد تمہارے اموال تقسیم ہو گئے، تمہاری اولادیں یتیم ہو گئیں، تمہاری بیویوں نے دوسرے خاوند کر لئے، یہ تو ہماری خبر ہے تم کچھ اپنی تو کہو!

کمیل کہتے ہیں حضرت علی پھر میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا اے کمیل! اگر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ لوگ جواب میں یہ کہتے بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ یہ فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور فرمایا اے کمیل قبر کا عمل صندوق ہے اور مرنے کے بعد قبر میں اس بات کا علم ہوتا ہے۔

(کنز العمال و مثلہ فی حجۃ اللہ علی العالمین، ص:۸۶۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کتنی بیش قیمت نصیحت ہے عقل مندوں کے لئے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ انسان کے مرنے کے بعد وہ مال و اولاد اور بیوی سب دوسروں کے ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ عمل صالح جو زمین پر اس نے کیا ہوگا یقیناً وہ قبر میں کام آئیں گے اور راحت کا سامان بنیں گے۔

سایہ بھی ناپسند

امام الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنازہ پڑھنے تشریف لے گئے، دھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ نہ تھا، ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا اس مکان کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا حضور! آپ اس سایہ میں کھڑے ہو جایئے۔ حضرت نے فرمایا اس مکان کا جو مالک ہے وہ میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو ڈرتا ہوں کہ عند اللہ کہیں سود لینے والوں میں شمار نہ ہو جاؤں۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے۔ چنانچہ آپ دھوپ میں کھڑے رہے۔ (تذکرۃ الاولیا/۲۴۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس کو کہتے ہیں تقویٰ کیا آج اس قسم کا تقویٰ ہم سب میں موجود ہے؟ روئے زمین پر اسلام کا چمن اس لئے لہلہاتا ہوا نظر آتا تھا کہ امام اعظم جیسی عبقری شخصیت موجود تھی جو اسلام کی باتیں سناتے نہیں تھے بلکہ ان پر عمل کر کے اسلام بتاتے تھے جس کی وجہ سے لوگ اسلام کے پرچم تلے جمع ہو جاتے اور اسلام پر مر مٹنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ کاش ہم بھی ایسا تقویٰ اختیار کریں۔

ظاہر نہ کرنا

حضرت یزید بن لیث جو اخیار میں سے تھے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار عشا کی نماز میں دیکھا کہ سورۂ ''اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ'' امام نے پڑھی اور امام اعظم مقتدی تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں دیکھا کہ امام صاحب متفکر بیٹھے تھے اور ٹھنڈی سانس لے رہے تھے، میں وہاں سے اٹھ گیا تا کہ آپ مشغول نہ ہوں اور چراغ کو روشن ہی چھوڑ دیا، اس میں تھوڑا سا تیل تھا، پھر طلوعِ فجر کے بعد میں نے دیکھا کہ چراغ روشن ہے اور امام صاحب اپنی ریشِ مبارک پکڑے ہوئے کہہ رہے ہیں اے وہ ذات کہ مقدار خیر کے جزائے خیر دے گا اور مقدار شر کے جزائے شر دے گا، نعمان کو تو اپنے فضل سے آگ سے بچالے کہ آگ قریب بھی نہ جائے اور اس کو اپنی وسیع رحمت میں داخل کر لے۔ جب میں اندر گیا تو امام صاحب نے پوچھا چراغ لینا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں تو صبح کی اذان بھی دے چکا، فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا اسے چھپانا، ظاہر نہ کرنا۔ (جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان، ص: ۸۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اخلاص و تقویٰ کی یہ کیفیت بتا رہی ہے کہ امام اعظم ہونے کا حق یقیناً انہیں کو حاصل تھا۔ آج عمل میں صِفر اور شہرت کے خواہشمند ہزار ہا ملیں گے لیکن کچھ اللہ والے ایسے ہیں جو متقی ہو کر بھی اپنے اعمال کو چھپاتے ہیں۔ آج کتنا نازک دور آگیا ہے کہ آدمی اپنی کرامتیں خود ہی عام

کرتا ہے اور متقی کہلانے کا بھی شوق لگا رہتا ہے اور نوبت یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی اس سے کم تصور کرے تو اسے دشمن گردا ننے لگ جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کے وہ بندے جن کے دل کو رب تبارک وتعالیٰ نے اپنی خشیت کے لئے چن لیا ہے وہ رات کی تاریکی میں خوف خدا سے لرزتے، کانپتے شب گزار دیتے ہیں اور اگر کوئی انہیں دیکھ لے تو اسے ظاہر نہ کرنے کا حکم صادر فرما کر یہ واضح کرتے ہیں کہ سب کچھ اللہ عزوجل کے لئے ہے۔

غشی طاری ہو گئی

ایک مرتبہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے خبری میں ایک لڑکے کے پاؤں میں پاؤں پڑ گیا، لڑکے نے کہا اے شیخ قیامت کے دن کے قصاص (بدلے) سے نہیں ڈرتے؟ حضرت امام نے یہ سنا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو فرمایا میرا یہ خیال ہے کہ یہ کلمہ اسے تلقین ہوا ہے۔ (جواہر البیان، ص:۸۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج اگر کسی شیخ کا پاؤں کسی بچے کے پاؤں میں پڑ جائے اور بچہ اس قسم کا کلمہ اپنی زبان سے کہے تو شیخ کے مرید ایسے بچے کو زندہ نہ چھوڑیں گے، لیکن قربان جاؤ امام اعظم کی عظمت پر کہ آخرت کا خوف کس قدر غالب تھا کہ بچے کے کلمے کو تلقین سے منسوب کر کے کلمے کی عظمت اور خوف آخرت کی اہمیت کو اجاگر فرمایا، تا کہ لوگ خوف آخرت کے تصور سے غافل نہ ہوں۔ یقیناً اگر ہم امام اعظم کے نقش قدم پر چلنے لگیں تو ہماری آخرت بھی سنور جائے گی۔

طلب معافی کے لئے بلخ تک پھونچے

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روز ایک باغ میں نہر کے اندر سیب بہتے ہوئے دیکھا، یہ سمجھ کر کہ اس کی قیمت کیا ہوسکتی ہے اٹھایا اور کھالیا،

کھانے کے بعد آپ متفکر ہوئے اور سوچنے لگے کہیں یہ سیب کھالینا ناجائز اور حرام نہ ہو، خدا جانے یہ سیب کس کا تھا اور کیسا تھا جو میں نے کھالیا، قیامت کے روز اگر اس کی باز پُرسی ہوگئی تو کیا جواب دوں گا؟ اسی فکر میں باغ کے مالک کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا، ایک لونڈی باہر نکلی، حضرت ابراہیم کہنے لگے میں باغ کے مالک سے ملنا چاہتا ہوں، لونڈی نے بتایا کہ باغ کی مالک ایک عورت ہے، حضرت ابراہیم نے فرمایا اس سے کہہ دو میں اس سے ملنا چاہتا ہوں، چنانچہ باغ کی مالکہ باہر نکلی اور حضرت ابراہیم سے سارا قصہ سن کر کہنے لگی اس باغ کا آدھا حصہ میرا ہے اور آدھا بادشاہ کا، میں اپنا حق تو معاف کرتی ہوں بادشاہ کے حق کی میں ذمہ دار نہیں۔ بادشاہ بلخ میں تھا، حضرت ابراہیم آدھا حصہ بخشوا کر باقی آدھے حصے کو بخشوانے کے لئے بلخ پہنچے اور بادشاہ سے بھی معاف کرا کے دم لیا۔ (روایات: ۳۰۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت ابراہیم بن ادہم نے کوئی کروڑوں کی جائیداد نہیں لے لی تھی بلکہ ایک سیب کی خاطر کس طرح سے معافی طلب کرنے کے لئے سفر کی جو تکلیفیں برداشت کی، کیا وہ ہم سب کے لئے قابل نصیحت نہیں؟ کیا آج ہم کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر استعمال کر کے اتنے فکر مند ہوتے ہیں؟ ہمارا دل اس بات پر گواہی دے گا کہ قطعی طور پر ہم فکر مند نہیں ہوتے اس لئے کہ ہمارے قول و فعل میں یکسانیت نہیں۔ اللہ ہم سب کو بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے اور خوف آخرت نصیب فرمائے اور آخرت کے حساب و کتاب سے بچائے۔

ساری قیمت صدقہ کر دیا

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے، ایک دفعہ آپ نے کپڑے فروخت کرنے کے لئے ایک شخص کو وکیل کیا، ان کپڑوں میں ایک کپڑا بڑا عیب دار تھا، حضرت امام صاحب نے وکیل سے کہہ دیا کہ اس کپڑے کو فروخت نہ کرنا جب تک اس کا عیب بیان نہ کر لینا، اتفاق سے وکیل نے فراموشی سے

وہ کپڑا عیب بیان کئے بغیر فروخت کردیا اور سب کپڑوں کی قیمت اس کی قیمت میں بھی ملا دی، حضرت امام صاحب کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے ان تمام کپڑوں کی قیمت غرباء ومساکین پر صدقہ کردیا۔ (غرائب البیان،ص:٦٩)

حضرت حسن بصری کی گریہ و زاری

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک رات گھر میں رو رہے تھے، غلاموں نے عرض کیا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ تو اللہ کے فضل سے متقی اور پرہیزگار اور اللہ کے مقبول ہیں، پھر اس رونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا میں اس خیال سے رو رہا ہوں کہ میری نادانستگی اور بھول سے کوئی ایسا کام مجھ سے نہ ہو گیا ہو جو میرے اللہ کو پسند نہیں یا میں غلطی سے اپنا قدم کسی ایسی جگہ پر نہ رکھ بیٹھا ہوں جو جگہ میرے اللہ کو پسند نہیں، اگر مجھ سے کبھی ایسا ہو گیا ہے تو ایسا نہ ہو کہ اللہ کی بارگاہ سے میں راندہ ہو جاؤں اور خدائے تعالیٰ میری کوئی عبادت قبول نہ فرمائے۔ (تذکرۃ الاولیا،ص:٣٥)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ والے نیکیاں کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور ہم گناہ کر کے بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ والے انجانے میں کوئی گناہ ہو گیا ہو اس کے تصور سے روتے تھے اور ہمارا حال یہ ہے کہ دانستہ گناہ کر کے بھی اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتے۔ کاش ہم اللہ عزوجل کی پسند اور ناپسند کا خیال کر کے زیادہ سے زیادہ گناہ سے بچنے کی کوشش کریں تاکہ دونوں جہاں کی شرمندگی سے بچ سکیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک بار جنازے کی نماز پڑھنے لگے تو جب لوگ دفن سے فارغ ہوئے اور قبر درست کر چکے تو آپ اس قبر پر بیٹھ کر بہت روئے پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا اے لوگو! سنو، اول اور آخر قبر ہے اور آخرت کی اول قبر ہے تو پھر تم ایسے عالم سے کیوں نہیں ڈرتے جس کے اول و آخر قبر ہے اور جب اول و آخر تمہارا یہ ہے تو اے غافلو! اول و آخر کو درست کرلو۔ آپ کے اس وعظ سے

لوگ بہت متأثر ہوئے اور سب رونے لگے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۳۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ہر ایک شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور پھر قبر کی تنہائی میں پہونچنا ہے۔ سوچو...... اس قبر میں ہمیں کیا چیز کام آئے گی؟ کیا ہم نے کبھی غور کیا؟ کیا ہم نے اس کی تیاری کی؟ اللہ اکبر! جلیل القدر صحابہ سے لے کر اولیائے کرام علیہم الرضوان سب کے سب قبر کے تصور سے لرز جاتے اور گریہ وزاری فرماتے۔ لہٰذا آیئے آج سے توبہ کر کے قبر میں کام آنے والے اعمال کی تیاریوں میں مصروف ہو جائیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو قبر و آخرت کی یاد اور تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔

ماں کے پیٹ میں بے چین ہوئے

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی ماں کے پیٹ میں تھے، ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ بالا خانہ پر تشریف لے گئیں اور پڑوسی کی ترشی سے ایک انگلی بھر کر چاٹی، آپ پیٹ میں بے چین ہو گئے اور اتنی بے چینی کا اظہار کرنے لگے کہ آپ کی والدہ سمجھ گئیں اور اسی وقت جا کر پڑوسی سے معافی مانگیں تب جا کر آپ مطمئن ہوئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص:۲۳۰)

امام اعظم کا تقویٰ

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ مبارکہ تھی آپ کبھی ننگے سر نہ رہتے تھے، چنانچہ داؤد طائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس تک حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہا، میں نے کبھی اس عرصہ میں آپ کو تنہائی یا جماعت میں ننگے سر بیٹھے ہوئے یا پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حضرت داؤد طائی نے ایک روز حضرت امام اعظم سے پوچھا: اے امامِ دین! اگر آپ تنہائی کی حالت میں سر ننگا کر لیں یا پاؤں پھیلا لیں تو اس میں کیا برائی ہے؟

حضرت امام نے فرمایا تنہائی کی حالت میں خدائے تعالیٰ کے ساتھ ادب رکھنا اور اس کی ذات پاک کا لحاظ رکھنا بہت اچھی بات ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۲۵۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج لوگ اعظم بننا چاہتے ہیں مگر امام اعظم کی زندگی کو نہیں پڑھتے، کوئی شخص صرف معتقدین اور مریدین کی طرف سے ملنے والے القاب سے بڑا نہیں بن جاتا بلکہ بڑا بننے کے لئے بڑوں کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہے۔ آپ نے مذکورہ واقعہ سے محسوس کیا ہوگا کہ جو شخص تنہائی میں دامنِ ادب کو اس طرح تھامے رہتا ہو وہ فرائض، واجبات، سنن اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کا کتنا خیال رکھتا ہوگا۔

امام احمد رضا کا تقویٰ

سند المدرسین، بقیۃ السلف حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی اپنی تصنیفِ لطیف ''امام احمد رضا اور تصوف'' میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زہد و تقویٰ پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں: امام احمد رضا کی پوری زندگی شریعت مصطفےٰ و سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی پابندی سے آراستہ ہے۔ ان کے تقویٰ کی شان بڑی بلند و بالا ہے۔ چند واقعات پیش کرتا ہوں جن سے اندازہ ہوگا کہ وہ تقویٰ ہی نہیں وَرَع کی منزل بلند پر فائز تھے اور ''اِنْ اَوْلِیَآءُ ہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ'' کے مطابق متقی کامل اور ولیّ عارف تھے۔

امام احمد رضا قدّس سرہٗ کی زندگی کا آخری رمضان ۱۳۳۹ھ میں تھا اس وقت ایک تو بریلی میں گرمی تھی دوسرے عمر مبارک کا آخری حصہ اور ضعف و مرض کی شدت، شریعت اجازت دیتی ہے کہ شیخ فانی روزہ نہ رکھ سکے تو فدیہ دے اور ناتواں مریض کو اجازت دیتی ہے کہ قضا کرے لیکن امام احمد رضا کا فتویٰ اپنے لئے کچھ اور ہی تھا جو در حقیقت فتویٰ نہیں تقویٰ تھا۔ انہوں نے فرمایا: بریلی میں شدت گرما کے سبب میرے لئے روزہ رکھنا ممکن نہیں لیکن پہاڑ پر ٹھنڈک ہوتی ہے، یہاں سے نینی تال قریب ہے

بھوالی پہاڑ پر روزہ رکھا جا سکتا ہے میں وہاں جانے پر قادر ہوں لہٰذا میرے اوپر وہاں جا کر روزہ رکھنا فرض ہے چنانچہ رمضان وہیں گزارے اور پورے روزے رکھے۔

۲۵؍صفر کو وصال ہوتا ہے مرض مہینوں سے تھا اور ایسا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں، شریعت اجازت دیتی ہے کہ ایسا مریض گھر میں تنہا نماز پڑھ لے۔ مگر امام احمد رضا جماعت کی پابندی کرتے اور چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد پہونچاتے جب تک اس طرح حاضری کی قدرت تھی، جماعت میں شریک ہوتے رہے۔

ایک بار امام احمد رضا قدس سرہ اپنے علاقۂ زمینداری میں سکونت پذیر تھے۔ درد قولنج (پسلی کا درد) کے سخت دورے ہوا کرتے تھے۔ ایک دن تنہا تھے ،فرماتے ہیں ظہر کے وقت درد شروع ہوا، اسی حالت میں جس طرح ہوا وضو کیا۔ اب نماز کو کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی، مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھ دی ۔درد بالکل نہ تھا۔ سلام پھیرا، اسی شدت سے تھا۔ فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا، جب سلام پھیرا وہی حالت تھی ۔ بعد کی سنتیں پڑھی درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور، میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ...... پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا خواہ یہ کہیے کہ حالت نماز میں درد یکسر اٹھا لیا جاتا تھا یا یہ کہیے کہ توجہ اِلیٰ اللہ اور استغراق عبادت کے باعث درد کا احساس نہ ہوتا تھا، بہر صورت امام احمد رضا کی مقبولیتِ بارگاہ اور ذوق عرفانی کی دلیلِ کافی ہے۔

اس طرح کے واقعات کہاں تک میں جمع کروں جب کہ ان کی پوری زندگی ان ہی حالات وکیفیات سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ ایک واقعہ اور ذکر کیا جاتا ہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دن بھر علمی مشاغل اور تدوین فقہ وغیرہ میں مصروف رہتے، رات کو نوافل وعبادات بھی بجالاتے مگر رات کے کچھ حصے میں آرام بھی کرتے، ایک بار کہیں جا رہے تھے انہیں دیکھ کر کسی نے کہا یہ وہ ہیں جو رات بھر عبادت

کرتے ہیں اس وقت سے پوری رات عبادت اور شب بیداری اختیار کرلی۔

مہینہ بھر میں حافظِ قرآن

کسی نے امام احمد رضا قدس سرہ کے پاس خط لکھا تو اس میں دیگر القاب وآداب کے ساتھ ''حافظ'' بھی لکھ دیا۔اس وقت امام احمد رضا باضابطہ حافظ قرآن نہ تھے۔اگرچہ قریباً تمام آیات کریمہ حضرت کے زبان وقلم پر رہا کرتیں......اور حسب ضرورت ان سے استدلال واستنباط بھی کرتے ،شیر بیشہ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمہ ۲۹ رشعبان ۱۳۲۳ ھ کا اپنا عینی مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خط میں اعلیٰ حضرت اپنے القاب کے ساتھ ''حافظ'' ملاحظہ فرما کر آبدیدہ ہوگئے۔خوف خدا سے دل کانپ اٹھا اور فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے بارے میں قرآن عظیم فرماتا ہے یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا (وہ اسے پسند کرتے ہیں کہ ان کی ایسی خوبیاں بیان کی جائیں جو ان میں نہیں)۔

اس واقعہ کے بعد آپ نے قرآن یاد کرنے کا عزم صمیم کرلیا۔اور روزانہ عشا کا وضو فرمانے کے بعد جماعت ہونے سے قبل بس اس طرح یاد کرتے کہ کوئی ایک پارہ یا زیادہ آپ کو سنا دیتا پھر آپ سنا دیتے ۲۹ رشعبان کے بعد شروع کیا۔اور ۲۷ رمضان تک پورا قرآن حفظ کرلیا اور تراویح میں سُنا بھی دیا۔

یہ واقعہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے ان کا محرک بھی یہی تھا کہ کسی نے کہہ دیا پوری رات عبادت کرتے ہیں۔یہاں بھی یہ کہ کسی نے حافظ لکھ دیا۔جبکہ باضابطہ حافظ قرآن نہ تھے،خوفِ خدا ہو تو ایسی مشکل چیزیں مشکل نہیں رہ جاتیں اور قلب ایسا آمادہ ہوتا ہے کہ کرہی کے دم لیتا ہے ۔(امام احمد رضا اور تصوف)

مفتی اعظم ہند کا تقویٰ

بحر العلوم حضرت مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ اعظمی دام فیوضہٗ جنہوں نے

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان صبح وشام دیکھی ہے، سفر وحضر دیکھا ہے، تحریر فرماتے ہیں ”خادم ایک بڑے لوٹے میں نصف کے قریب پانی پاس ہی میں رکھ دیتا اور آپ اسی متوضا (وضو خانہ) پر تشریف فرما ہوتے جہاں وضو کے لئے پائپ لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ پہلی بار جب میں نے یہ حالت دیکھی تو مجھے یہ طول عمل معلوم ہوا۔ لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ نل سے وضو کرنے میں پانی زیادہ ضائع ہوتا ہے اس لئے حضرت نل سے وضو کرنا پسند نہیں کرتے کہ وضو میں پانی ضائع کرنا اسراف ہے“۔

(مفتی اعظم نمبر، ص:۳٦)

اسی طرح آپ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری دنوں کی بات ہے کہ احباب و اقارب کے پیہم اصرار کے بعد ڈاکٹری علاج کروایا بھی تو ہر دوا کے لئے پوچھ کر اطمینان کر لیتے تھے کہ اس میں اسپرٹ یا الکحل تو نہیں۔ بعض مواقع پر ڈاکٹروں نے پانی کے استعمال سے منع کیا مگر معتقدین کے ہزار اصرار کے باوجود تیمّم کرنا گوارا نہ کیا بلکہ باوضو نماز ادا فرمائی۔

کبھی دعوت میں صاحبِ خانہ کی اجازت کے بغیر اپنے حصہ کا بچا ہوا شوربہ نہیں پیا، شرکائے طعام میں سے اگر کسی نے اپنے حصے کا کوئی کھانا حضرت کو پیش کرنا چاہا تو فوراً تنبیہ فرمائی کہ صاحبِ خانہ سے اجازت لئے بغیر دسترخوان سے کوئی کھانا اُٹھا کر کسی کو دینا درست نہیں ہے۔

پردے میں ہونے کے باوجود کسی غیر محرم عورت کو سامنے بٹھا کر مرید نہیں کیا بلکہ ہمیشہ آڑ میں بٹھا کر بیعت کرتے تھے۔

اگر کسی نے اپنا کاغذ پیش کر کے اُس پر تعویذ لکھوایا تو اُس کا بچا ہوا کاغذ اُسی کو واپس کر دیا، نہ اُسے اپنے پاس رکھنا گوارا کیا نہ مالک کی اجازت کے بغیر اُس پر دوسرے کو تعویذ لکھ کر دیا۔ اگر کسی نے نذر پیش کرنے کے بعد تعویذ کی فرمائش کر دی تو اُس کی نذر فوراً واپس کر دی اُس کے بعد تعویذ عطا کیا۔

تصویر کَشی سے احتیاط

تصویر کشی آپ کے نزدیک حرام تھی، وہ حرام کو حرام ہی سمجھتے تھے، زمانہ کے کسی انقلاب نے ان کی فکر کو متأثر نہیں کیا۔آپ نے ساری عمر تصویر نہ کھنچوائی مگر حج بیت اللہ کے لئے تصویر لازمی تھی، کریں تو کیا کریں، مولیٰ کے دربار میں مولیٰ کا نافرمان بندہ بن کر حاضر ہونا بھی کوئی حاضر ہونا ہے؟ اللہ اللہ! اُن کی استقامت نے دنیا کے قانون بدل دئے۔تصویر سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور ایسی شان سے حاضر ہوئے کہ دامنِ عصمت پر نافرمانی کا ایک دھبہ تک نہ تھا۔آج جس کو دیکھیں فوٹو کھنچوا رہا ہے، شوق و ذوق سے بڑھ چڑھ کر، پوز بنا بنا کر بہت سے دامن اس داغ سے داغدار ہیں۔

(ماہنامہ استقامت کان پور، مئی ۱۹۸۳ء مفتیِ اعظم نمبر،ص:۵۲۳-۵۲۵)

اِس حج کے دوران زہد وتقویٰ کی ایک اور مثال قائم کی کہ جہاز میں ٹیکہ وغیرہ لگوانے سے سخت احتراز فرمایا کہ کہیں اِس میں اسپرٹ اور دیگر حرام چیزوں کی آمیزش نہ ہو۔

یوں ہی جن لوگوں نے حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کو بعد از وصال بوقتِ غسل دیکھا کہ چادر جو نہلانے کے وقت جسم پر ڈال دی جاتی ہے، قریب تھا کہ ہوا کے دوش پر ہٹتی اور ستر کھُل جاتے آپ نے انگلیوں سے چادر کو پکڑا اور بعد از وصال بھی تقویٰ کی ایک روشن مثال چھوڑی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پاکباز بندوں کے زہد وتقویٰ کا صدقہ ہمیں بھی عطا فرمائے اور ان حضرات کے نقوشِ قدم پر چل کر شب و روز گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

توبه کی توفیق ملی

بغداد میں ایک بدمعاش نے ایک شریف عورت کو گھیر لیا اور اس پر دست درازی کرنے لگا، عورت چیخی اور لوگوں کو اِمداد کے لئے بلایا، لوگ اسے چھڑانے کے

لئے آئے تو بدمعاش نے چھری نکال لی، چنانچہ ڈر کے مارے کوئی آگے نہ آسکا، اتنے میں حضرت بشیر بن حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، آپ آگے بڑھے اور اس بدمعاش کے کندھے کو اپنے کندھے سے دھکا دیا تو وہ بدمعاش زمین پر گر گیا اور کانپنے لگا، اتنے میں وہ عورت بھاگ گئی، حضرت بشیر بھی تشریف لے گئے۔ لوگ اس بدمعاش کے قریب گئے اور اسے اٹھایا اور کہا تمہارے ساتھ یہ کیا معاملہ ہوا؟ تو وہ بولا میں کچھ نہیں جانتا صرف اتنی خبر ہے کہ حضرت بشیر نے میرے کندھے کو دھکا دیتے وقت اتنا فرمایا تھا کہ "خبردار تیرے اس برے فعل کو خدا دیکھ رہا ہے" یہ سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا اور میں گر گیا اور اب سچے دل سے تائب ہو چکا ہوں۔ (روض الریاحین، ص:۱۷۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! باعمل اور متقی لوگوں کے ایک جملے سے زندگی بدل جاتی ہے اور توبہ کی توفیق بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ حضرت بشیر نے صرف اسے اپنے کندھے سے دھکا دے کر فرمایا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک تجھے دیکھ رہا ہے، اتنا کہنا ہی اس کی زندگی میں تبدیلی کا سبب بن گیا۔

اللہ تعالیٰ کی وصیت

بعض صالحین نے اپنے کسی شیخ کی خدمت میں عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے تو شیخ نے فرمایا: میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ وصیت کرتا ہوں جو اس نے تمام اولین وآخرین کو کی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ" بے شک ہم نے ان کو جو تم سے پہلے کتابوں والے گزرے ہیں اور تمہیں تاکید کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

اسی سے متعلق حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بندے کی بہتری اور بھلائی کا علم اللہ کے سوا اور کسے ہو سکتا ہے جب کہ خداوندِ تعالیٰ بندے کے لئے سب سے زیادہ خیر خواہ، سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔

تو دنیا میں بندے کے لئے تقویٰ کے علاوہ اگر کوئی اور شئی مفید ہوتی اور اس میں زیادہ بھلائی ہوتی ،اس کا ثواب زیادہ ہوتا،عبادت میں اس کی ضرورت زیادہ ہوتی جو رتبہ میں تقویٰ سے اوپر ہوتی اور وہ شئی دنیا اور آخرت میں تقویٰ سے زیادہ وقعت رکھتی تو اللہ تعالیٰ تقویٰ کے بجائے اپنے بندوں کو اسی کی وصیت اور اسی کا حکم دیتا اور اپنے خواص کو اسی حکم کی تاکید فرماتا،مگر قرآن گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی ہی وصیت فرمائی کیوں کہ اس کی حکمت مکمل اور اس کی رحمت وسیع ہے۔تو جب خدائے قدیر و جبار نے تقویٰ کی تاکید فرمائی اور تمام اولین و آخرین کو اسی کا حکم دیا تو ثابت ہوگیا کہ تقویٰ ہی سب سے اعلیٰ چیز ہے کوئی اور چیز نہیں اور نہ اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے۔اس بات سے یہ واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بھلائی، ہر ارشاد ہر تنبیہ و تادیب، ہر علم و تہذیب کو تقویٰ سے متعلق کیا ہے اور یہ اس نے اپنی حکمت و رحمت کے عین مطابق کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تقویٰ ہی دنیوی اور اُخروی بھلائیوں کا جامع ہے اور تقویٰ بندگی اور عبادت کو قبولیت کے درجات پر پہونچانے کا ضامن و کفیل ہے۔

یا اللہ! سید المتقین و سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی نعلین پاک کے صدقے ہمیں بھی دولتِ تقویٰ سے مالا مال فرمائے اور ہمارے سینوں کو اپنی خشیت کا گنجینہ بنادے۔

آمِينَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَ التَّسْلِيمِ

دنیا کی حقیقت

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دنیا اپنی ذات کے اعتبار سے بُری نہیں بلکہ اس سے تعلق اور محبت کرنا بُرا ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی بنیاد ہے، دنیا جی لگانے کے قابل نہیں کہ کبھی وہ انسان کو اعلیٰ ترین مقامات پر پہونچا دے اور کبھی ادنیٰ ترین جگہوں پر پھینک دے، ہاں! جو شخص دنیا کو دین کا آلہ بناتا ہے اور جائز خواہشاتِ نفسانیہ پوری کرنے کے لئے دنیا کو نظر میں رکھتا ہے اور "مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ" کے مطابق جو کچھ اللہ رب العزت نے عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتا ہے وہ بظاہر دنیا میں اور بباطن ملأ اعلیٰ میں رہتا ہے، اس لئے کہ "اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا اَبْدَانُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ قُلُوْبُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ" یعنی اللہ کے کچھ خاص بندے ہیں وہ جن کے بدن دنیا میں ہیں لیکن دل اللہ جل شانہٗ کی طرف لگے ہیں۔ کیوں کہ دنیا سراسر دھوکہ ہے اور بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے پہلے ہی آگاہی دے دی گئی ہے کہ دنیا کے دھوکہ میں نہ آنا چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے " اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا ﷿ وَ لَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ" (ترجمہ) بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہر گز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی اور ہر گز تمہیں اللہ کے علم پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی۔ (پ۲۱، سورۂ لقمان، آیت ۳۳)

ظلم نہ ہوگا

فرمان باری تعالیٰ ہے "قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ج وَّالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی ﷿ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ٥"، تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لئے آخرت اچھی اور تم پر تاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔ (پ۵، سورۂ نساء، آیت ۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا کی زندگی آخرت کی دائمی زندگی کے مقابلے میں بہت مختصر ہے اور اس زندگی میں کیئے ہوئے اعمال کی سزا یا جزا وہاں ہمیں پانا ہے۔ اسی لئے قرآن مقدس وہاں کی بھلائی کے لئے یہیں محنت کرنے کی تاکید فرمارہا ہے اور وہ بھلائی اُسی کو میسر آئے گی جو دنیا میں اللہ سے ڈرتا ہوگا۔

کھیل کود

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے "وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ o" اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود اور بیشک پچھلا گھر بھلا ان کے لئے جو ڈرتے ہیں، تو کیا تمہیں سمجھ نہیں؟

(پ/۷، سورۂ انعام، آیت/۳۲)

نیز ارشادِ ربانی ہے "وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ o" اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔ (پ/۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۸۵)

دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتا ہے:

"اِعْلَمُوْآ اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَھْوٌ وَّ زِیْنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌ م بَیْنَکُمْ وَ تَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ط کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا ط وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ لا وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ ط وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ o"

جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمھارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اُگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو

نہیں مگر دھوکے کا مال۔ (پ ۲۷، سورۂ حدید، آیت ۲۰)

برائیوں کی جڑ

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آج مختلف برائیوں میں جو انسان گرفتار ہے اس کی وجہ دنیا کی محبت ہی ہے۔ پہلے دنیا کی محبت دل میں گھر کرتی ہے پھر دوسری محبتیں خود بہ خود اس کی وجہ سے دل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم سب سے پہلے اپنے دل سے دنیا کی محبت خالی کریں۔

یاد رکھیں! دنیا کمانا بُرا نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کی یاد سے غافل ہو کر دنیا کی محبت دل میں بٹھانا بُرا ہے۔ لہٰذا دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو جگہ دیں اور دنیا کو بقدر ضرورت حاصل کریں تا کہ ہر برائی سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

دنیا فانی ہے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے ایسی محبت جو اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پر غالب ہو تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ تو اے مسلمانو! فنا ہونے والی چیز یعنی دنیا کو تج کر باقی رہنے والی چیز یعنی آخرت کو اختیار کر لو۔ (احمد، مشکوٰۃ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انسان کتنا کم عقل ہے کہ جو چیز اس کے پاس رہنے والی نہیں اس کو اتنا چاہتا ہے کہ اصل سرمایہ جو دونوں جہاں میں کام آنے والا ہے اس سے توجہ ہٹا دیتا ہے۔ یقین جانو کہ اللہ عزوجل اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہی وہ عظیم دولت ہے جو دونوں جہاں میں سرخروئی کا ضامن ہے۔

مچھر کے پَر سے بھی کم وقعت

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا خدائے قدیر و جبار کی نظر میں مچھر کے پَر برابر بھی وقعت رکھتی تو اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔ (ترمذی جلد ۲/ ۵۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ کے نزدیک دنیا کی وقعت مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں۔ مثال دے کر یہ بتانا مقصود ہے کہ دنیا بہت ذلیل ہے، دنیا ملنے پر انسان بہت خوش ہوتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا ملنے پر خوش ہونے کی بجائے اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ جو مال اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس مال کے ذریعہ خُدا عزوجل اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں اور اس مال کو اس کی راہ میں خرچ کریں تا کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور متاعِ آخرت حاصل ہو۔ اللہ عزوجل ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا ملعون ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: بیشک دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں۔ سوائے ذکرِ الٰہی اور وہ چیزیں جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے، اور سوائے عالم یا مُتَکَلّم کے۔ (ترمذی، ج۲/ ۵۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا کی حقیقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کون جان سکتا ہے؟ ہم سب کے آقا و مولیٰ تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کو ملعون قرار دے رہے ہیں تو

یقیناً یہ دل لگانے کے لائق نہیں۔ اگر دل لگانا ہو تو اللہ کے ذِکر، اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف اور تلاوت قرآن میں لگاؤ کہ اس کی برکتوں سے ان شاء اللہ دل کی دنیا میں انقلاب پیدا ہوگا اور دونوں جہاں کی بھلائیاں نصیب ہوگی۔

مومن کے لئے قید خانہ!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ'' دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مومن کا اصل گھر جنت ہے جو درحقیقت عیش وعشرت کی جگہ ہے، اس اصل ٹھکانہ کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی واقعی قید خانہ سے کم نہیں ہے، جہاں انسان طرح طرح کی شرائط کا پابند ہے اور مومن کے مقابل کافر کو بروز آخرت سخت ترین عذاب کا سامنا کرنا ہے لہٰذا وہاں کے عذاب کے مقابلہ میں جب تک اسکی جان میں جان ہے اور جب تک اسے دنیا میں مہلت ملی ہوئی ہے وہ اس کے لئے جنت کے درجہ میں ہے۔

مردار بچہ سے بھی کم

مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مردہ بکری کے پاس سے گزر ہوا، آپ نے فرمایا کیا یہ بکری اپنے مالک کو پسند ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اس کی بدبو کی وجہ سے اس کو یہاں پھینک دیا گیا، آپ نے فرمایا بخدا! دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اِس مردہ بکری سے بھی زیادہ بے وقار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کا مقام مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتا تو کوئی کافر اس دنیا سے ایک گھونٹ بھی پانی نہیں پی سکتا۔ (ترمذی جلد دوم ص ۵۸)

صدیقِ اکبر رونے لگے

حضرت زَید بن اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے پانی منگوایا تو پانی اور شہد حاضر کیا گیا۔ آپ جب اسے منھ کے قریب لے گئے تو بے اختیار رونے لگے، یہاں تک کہ پاس بیٹھے سب صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رونے لگے۔ کچھ دیر بعد آپ نے پھر پینے کا ارادہ فرمایا مگر شہد اور پانی دیکھ کر دوبارہ رونے لگے یہاں تک کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے خیال کیا شاید ہم اس گریہ کی وجہ دریافت نہیں کرسکیں گے۔ جب آپ نے اپنے آنسو کو صاف کیا تو صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ کے رونے کا باعث کیا تھا؟ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ مجھے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا، آپ اپنے جسم مبارک سے کسی نظر نہ آنے والی چیز کو دفع فرمارہے تھے، میں نے عرض کیا حضور آپ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس ابھی دنیا آئی تھی میں نے اس سے کہا مجھ سے دور رہو وہ لوٹ گئی ہے اور یہ کہہ گئی ہے کہ آپ نے مجھ سے کنارہ کشی فرمالی ہے مگر بعد میں آنے والے ایسا نہیں کرسکیں گے۔ (مکاشفۃ القلوب)

انتہائی تعجب

فرمانِ نبوی ہے کہ ایسے انسان پر انتہائی تعجب ہے جو بہشت پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا کے حصول میں سرگرم ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیث مبارکہ سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ سرکار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کی محبت میں گرفتار بندے پر کس قدر تعجب فرماتے ہیں کیونکہ جو بہشت پر ایمان رکھتا ہو اور دنیا کے حصول میں سرگرم ہو یہ یقیناً تعجب کی بات ہے جب کہ بہشت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے کروڑہا درجہ بہتر ہیں اور وہاں کی زندگی ہی صحیح معنوں میں زندگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل کے نیک بندے بہشت ہی کی تیاری کرتے

ہیں اور ہر لمحہ فکر آخرت میں مصروف ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

بنی اسرائیل کی تباہی

اللہ کے پیارے رسول دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا سبز (خوش آئند) اور شیریں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ نبی اسرائیل پر جب دنیا فراخ کردی گئی تو انہوں نے اپنی تمام تر کوششیں زیورات، کپڑوں، عورتوں اور عطریات کے لئے وقف کردی تھیں۔ (اور ان کا انجام تم نے دیکھ لیا)۔ (مکاشفۃ القلوب)

ناپسند چیز

حضرت موسیٰ بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ ناپسند یہی دنیا ہے۔ اللہ نے اسے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظر رحمت سے نہیں دیکھا۔ (مکاشفۃ القلوب)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جس چیز پر اللہ نے کبھی نظر رحمت نہ فرمائی ہو آج اس چیز کو پانے کی ریس میں ہم لگے ہوئے ہیں۔ کاش ہم سمجھتے اور اس دنیا سے اتنی محبت نہ کرتے جس سے ہماری آخرت برباد ہو جائے۔

دنیا کی حیثیت

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے تخت پر کہیں تشریف لے جارہے تھے، پرندے آپ پر سایہ کر رہے تھے، انسان اور جنات آپ کے دائیں بائیں بیٹھے تھے۔ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے دیکھ کر کہا اے سلیمان بخدا! اللہ نے آپ کو ملک عظیم دیا ہے۔ آپ نے یہ سُن کر فرمایا: بندۂ مومن کے نامۂ اعمال میں درج صرف ایک تسبیح میری تمام سلطنت سے بہتر ہے کیوں کہ یہ سب فانی ہے مگر تسبیح باقی رہنے والی

ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

تین قسم کے مال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انسان کہتا ہے میرا مال میرا مال مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے مال میں سے تین قسم کا مال اس کا ہے۔

☆ جو کھا کر ختم کر دیا

☆ جو پہن کر پُرانا کر دیا۔

☆ جو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے جمع کر دیا۔ (اور یہی کام آنے والا ہے)

اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب لوگوں کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مال یقیناً فنا ہونے والا ہے اگر باقی رہنے والی کوئی چیز ہے تو راہ خدا میں خرچ کرنا اور نیک اعمال ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے "وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ" اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس پاؤ گے۔ (پ/۲۹، سورۃ مزمل، آیت/۲۰)

تو اب غور کریں کیا ہم آخرت کے لئے بھی کچھ تیاریاں کر رہے ہیں یا نہیں؟

اسی طرح نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو، اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو، بے وقوف ہی اسے جمع کرتا ہے بے علم ہی اس کے لئے جھگڑتا ہے، ناسمجھ ہی اس کے لئے دشمنی اور حسد کرتا ہے اور بے یقین ہی اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

دنیا کا انجام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرمایا تجھے دنیا کی حقیقت دکھادوں؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مدینہ منورہ کی ایک وادی میں لے گئے جہاں کوڑا پڑا تھا اور اس میں گندگی، چیتھڑے اور انسان کے سر کی بوسیدہ ہڈیاں تھیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! یہ سر بھی تمہارے سروں کی طرح حریص تھے اور ان میں تمہاری طرح بہت آرزوئیں تھیں مگر آج یہ خالی ہڈیاں بن چکی ہیں جن پر کھال بھی نہ رہی اور عنقریب یہ مٹی ہو جائیں گی۔ یہ گندگی ان کے کھانوں کے رنگ ہیں جنہیں انہوں نے کما کما کر کھایا آج لوگ ان سے منہ پھیر کر گزرتے ہیں، یہ پرانے چیتھڑے جو کہ کبھی ان کے ملبوسات تھے آج ہوا انہیں اڑائے پھرتی ہے اور یہ ان کی سواریوں کی ہڈیاں ہیں جن پر سوار ہو کر شہروں شہروں گھوما کرتے تھے، جو دنیا کے انجام پر رونا پسند کرتا ہو اسے رونا چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر میں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت روئے۔ (مکاشفۃ القلوب)

رحمت سے محروم

حضور تاجدار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے: دُنیا زمین وآسمان کے درمیان معلق ہے، اسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظر رحمت سے نہیں دیکھا، قیامت کے دن دنیا بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گی مجھے اپنے دوستوں کے مقدر میں لکھ دے، رب فرمائے گا میں دنیا میں اس ملاپ کو ناپسند کرتا تھا اور آج بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب)

دُنیا بُزرگوں کی نظر میں

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جس نے یہ چھ کام کر لئے اس نے بہشت طلب کرنے اور دوزخ سے بچنے کا کوئی کام باقی نہ چھوڑا۔

ایک یہ کہ حق تعالیٰ کو جانا اور اس کا حکم بجالیا۔ دوسرے شیطان کو جانا اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوا۔ تیسرے یہ کہ حق بات سمجھ کر اس پر مضبوطی سے قائم رہا۔ چوتھے یہ کہ ناحق کو سمجھا اور اس سے دست بردار ہوا۔ پانچویں یہ کہ دنیا کو پہچانا اور اس کو ترک کیا۔ چھٹے یہ کہ آخرت کو پہچانا اور اس کی طلب میں قائم رہا۔ (کیمیائے سعادت، ص:۵۶۲)

کسی دانشمند نے کہا کہ دنیا جو کچھ مال تجھے دے وہ کسی دوسرے کا ہوگا اور تیرے بعد بھی وہ کسی دوسرے کو ملے گا۔

حضرت شیخ ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ میں دنیا کو دوست رکھتا ہوں کیا تدبیر کروں کہ اس کی دوستی میرے دل سے نکل جائے؟ انہوں نے کہا کہ کسبِ حلال میں مشغول ہو جا پھر اس مال کو مناسب جگہ جہاں چاہے خرچ کر۔

حضرت شیخ ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ارشاد ہے کہ دنیا سے پرہیز کرو کیوں کہ میں نے سُنا ہے کہ جس نے دنیا کو بزرگ جانا قیامت میں اس کو کھڑا کیا جائے گا اور منادی اعلان کرے گا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس چیز کو حق تعالیٰ نے حقیر کیا تھا اُس کو اِس نے بزرگ سمجھا۔

شیخ یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے کہ دنیا شیطان کی دوکان ہے، اس کی دنیا سے کچھ مت چُرا اور کچھ نہ لے، اگر کچھ لے گا تو بے شک وہ تجھ کو پکڑ لے گی۔

حضرت شیخ فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی مگر فانی اور آخرت مٹی کی ہوتی اور باقی تو عقل کا یہی تقاضا تھا کہ تم اس باقی مٹی کو اس فانی سونے سے زیادہ عزیز رکھو، لیکن ہوتا یہ ہے کہ انسان باقی رہنے والے سونے کو چھوڑ کر فنا ہونے والی مٹی کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ اگر ساری دنیا مجھے بے مال اور بے حساب دے تب بھی میں اس سے ننگ و عار رکھوں گا، اسی طرح جیسے تم مردار سے ننگ و عار رکھتے ہو۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا میں ہمیشہ اللہ والے ہر کام میں اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی خوشنودی کا خیال رکھتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں انہیں دنیا اور دنیا کی ہر چیز بے حیثیت نظر آتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے زندگی گزاریں۔

دنیا کا مہمان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ جو دنیا میں آیا ہے وہ مہمان ہے اور جو چیز اس کے پاس ہے وہ عاریۃً ہے۔ پس مہمان کا جانا اور عاریۃً دی ہوئی چیز کا واپس لے لینا ضروری ہے۔

دوہرا نقصان

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا، اے بیٹے! دُنیا کو بیچ کر آخرت کو خرید لو تا کہ دوہرا منافع حاصل ہو، آخرت کو بیچ کر دنیا مت خریدو دوہرا (دین کا) نقصان ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ وہ دنیا اور اس کے مال کو ہر چیز سے زیادہ چاہتا ہے، اس کے حاصل کرنے میں اچھے اور بُرے کی تمیز بھی نہیں کرتا، جس سے جانے انجانے دونوں میں نقصان ہو جاتا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام اپنے فرزندِ ارجمند کو جو نصیحت فرماتے ہیں جس میں نفع اور نقصان کو واضح کر کے بتا دیا کہ اس دنیا میں ہمیں کون سا راستہ اختیار کرنا چاہئے نیز یہ بات بھی سمجھ میں آ رہی ہے کہ آج ہر باپ پر لازم ہے کہ وہ وقتِ ضرورت اپنی اولاد کو دنیا و آخرت کی بھلائی کی نصیحتیں کرتا رہے۔

ابلیس کے لشکری

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابلیس کے لشکری اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ایسے نبی کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے اب ہم کیا کریں؟ ابلیس نے دریافت کیا کہ آیا وہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! تب اس نے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ مت کرو اگر وہ بُت پرستی نہیں کرتے تو کیا ہے میں دنیا پرستی پر ان لوگوں کو اس بات پر لے آؤں گا کہ وہ جو کچھ بھی لیں ناحق لیں اور جو کچھ دیں وہ ناحق دیں اور جو کچھ چھوڑیں وہ ناحق رکھ چھوڑیں۔ تمام خرابیاں اور بُرائیاں تین باتوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ابلیس کے مکر وفریب کا آپ نے مذکورہ قول سے اندازہ لگالیا ہوگا۔ ابلیس تو ہم سے غافل نہیں لیکن ہم اس کے مکر وفریب سے غافل ہیں وہ ہماری آخرت برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا اور شب وروز ہمیں گمراہ اور بے راہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ کاش ہم اس کے مکر وفریب کو سمجھتے اور اپنے دامن کو ان ساری برائیوں سے بچاتے جو ہماری آخرت کو برباد کرنے والی ہیں۔

بس یہ کافی ہے

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے عامل (گورنر) تھے، جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے گئے تو ان کے مکان میں کچھ ساز و سامان نہ تھا۔ ایک ڈھال، ایک تلوار اور ایک کجاوہ موجود تھا تب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا آپ نے گھر میں مال کی کوٹھری کیوں نہیں بنوالی؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے جہاں جانا ہے وہاں کے لئے بس یہ کافی ہے۔ (یعنی قبر کے لئے)

سُبحَانَ اللہ! اللہ والے دنیا میں اپنی ضرورت کے لئے اتنا ہی رکھنا پسند فرماتے تھے

جتنا ان کی زندگی گزارنے کے لئے کافی ہوتا۔ اسی لئے ان کے دلوں میں دنیا کی محبت پیدا ہو ہی نہیں سکتی، کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ دنیا ہمارا مستقل ٹھکانہ تو نہیں ہے۔

تین حسرتیں

سلطان المشائخ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: موت کے وقت آدمی کے دل میں یہ تین حسرتیں رہتی ہیں۔

اول: یہ کہ جو جمع کیا تھا اس سے سَیر نہ ہوا۔

دوم: دل کی جو آرزو تھی وہ حاصل نہ ہوئی۔

سوم: آخرت کا کام جیسا کرنا چاہئے تھا ویسا نہیں کیا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے کتنی صحیح ترجمانی فطرت انسانی کی فرمائی ہے، یقیناً موت کے وقت آدمی کے دل میں یہ تین حسرتیں رہتی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ جہاں جانا ہے وہاں کی کوئی تیاری نہیں کی جارہی ہے۔ بیدار ہو جاؤ اور آخرت کی تیاریوں میں مصروف عمل ہو جاؤ اس لئے کہ وہاں نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد، وہاں تو بس اللہ کی اطاعت اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کام آئے گی۔

ویران گھر

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ دنیا ویران گھر ہے اور اس سے زیادہ ویران اس شخص کا دل ہے جو دنیا طلب کرتا ہے۔ جنت ایک آباد گھر ہے اور اس سے زیادہ آباد اس شخص کا دل ہے جو جنت کی طلب کرتا ہے اور اس کو ڈھونڈتا ہے۔

حقیقت دنیا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ دنیا چھ چیزوں کا نام ہے:

☆ **کھانا**۔ ماکولات میں سب سے بہتر شہد ہے اور وہ مکھی کا لعاب ہے۔

☆ **پینا**۔ پینے کی سب چیزوں میں پانی بہتر ہے لیکن دنیا کے تمام لوگ اس سے نفع اندوزی میں برابر ہیں۔

☆ **پہننا**۔ سب سے اچھا کپڑا ریشم ہے اور وہ کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے۔

☆ **سونگھنا**۔ سونگھنے کی چیزوں میں سب سے بہتر مشک ہے اور وہ ہرن کا خون ہے۔

☆ **سواری**۔ سواریوں میں سب سے بہتر گھوڑا ہے، لوگ اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر دوسروں کو قتل کرتے ہیں۔

☆ **نکاح**: یہ ہے کہ ایک پیشاب دان دوسرے پیشاب دان میں پہونچتا ہے اور بس۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی حکمت بھری بات بیان فرمائی ہے اور دنیا کی حقیقت کو کس قدر واضح فرما دیا ہے۔ اے کاش جب دنیا ہمارے قریب آنے لگے اور اس کے چکر میں ذکر خدا و رسول سے غافل ہونے کا خوف کریں تو ایسے وقت میں ارشاداتِ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سامنے رکھیں تو دنیا کی محبت سے نجات مل سکتی ہے۔

دنیا ایک سرائے ھے

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں دنیا اور آخرت کی محبت جمع نہیں ہو سکتی۔

دنیا حضرت جبریل کی نظر میں

مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ نے تو بہت طویل عمر پائی ہے یہ فرمائیں کہ آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا دنیا ایک سرائے ہے، جس کے دو دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہوا

اور دوسرے دروازے سے میں نکل گیا۔

ہلاک ہو جاؤ گے

حضور رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملکِ بَحرَین بھیجا، وہ وہاں سے مال و دولت لے کر آئے، جب انصار کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ سب صبح کی نماز میں حاضر ہوئے، نماز سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو مسکرا کر فرمایا شاید تمہیں ابوعبیدہ کے مال لے کر آنے کی خبر مل گئی ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تمہیں مبارک ہو، رب ذوالجلال کی قسم مجھے تمہارے بارے میں فقر و فاقہ کا خوف نہیں ہے بلکہ میں اُس وقت سے ڈرتا ہوں جب تم پر پہلی امتوں کی طرح دنیا فراخ ہو جائے گی اور تم اس میں پہلی امتوں کی طرح مشغول ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اکثر اس بات کا اندیشہ کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ تم پر یہ دنیا تمام فتنہ سامانیوں کے ساتھ فراخ کر دے گا۔

ایک جامع تقریر

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو آبادی چھوڑ کر ویران ٹیلوں کی طرف نکل جاتے اور اپنے کو ریاضت میں مشغول کرتے، گریہ وزاری کرتے اور ضروری سامان کے علاوہ تمام مال و متاع چھوڑ دیتے لیکن دنیا تمہارے اعمال کی مالک بن گئی ہے اور دنیا کی امیدوں نے تمہارے دل سے آخرت کی یاد مٹا کر رکھ دیا ہے اور تم (اس کے لئے) جاہلوں کی طرح سرگرداں ہو، تم میں سے بعض لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں جو اپنی خواہشات میں اندھے بن کر انجام کی فکر نہیں کرتے، تم سب دینی بھائی ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے اور نہ ہی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہو، تمہارے خبثِ باطن

نے تمہارے راستے جدا کر دئے ہیں، اگر تم صراطِ مستقیم پر چلتے تو ضرور باہم محبت کرتے، تم دنیوی اُمور میں تو باہم مشورے کرتے ہو مگر آخرت کے اُمور میں مشورہ نہیں کرتے اور تم اس ذات سے محبت نہیں رکھتے جو تمہیں محبوب رکھتا ہے اور تمہیں آخرت کی بھلائی کی طرف لے جانا چاہتا ہے، یہ سب اس لئے ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان کمزور پڑ چکا ہے۔

اگر تم آخرت کی بھلائی اور بُرائی پر یقین رکھتے جیسے دنیاوی اونچ نیچ پر یقین رکھتے ہو تو تم دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے کیوں کہ آخرت تمہارے اعمال کی مالک ہے، اگر تم یہ کہو کہ ہم پر دنیا کی محبت غالب ہے تو یہ تمہارا عُذر لنگ ہے کیوں کہ تم مقررہ میعاد پر آنے والی آخرت پر اس دنیا کو ترجیح دے رہے ہو اور اپنے جسم کو ان کاموں سے دُکھ، درد جھیلنے پر مجبور کر رہے ہو جنہیں تم کبھی بھی نہیں پا سکتے۔ تم بڑے ناہنجار ہو، تم ایمان کی حقیقت کو پہچانتے ہی نہیں۔

اگر تمہیں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید میں شک ہے تو ہمارے پاس آؤ، ہم تمہاری ایسے نور کی طرف رہنمائی کریں گے جس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں، بخدا تم کم عقلی کا بہانہ بنا کر جان نہیں چھڑا سکتے کیوں کہ دنیاوی امور میں تم صائب الرائے ہو، انہیں بخوبی سرانجام دے رہے ہو، تمہیں کیا ہو گیا ہے تم معمولی سی دنیا پر خوش ہو جاتے ہو اور معمولی سی دنیاوی نقصان پر انتہائی سنجیدہ ہو جاتے ہو، تمہارے چہرے اور زبانیں دُکھ کی مظہر ہیں اور تم اسے مصیبت کہتے ہو اور تم دنیا میں گناہوں سے آلودہ زندگی بسر کرتے ہو اور دین کے اکثر احکامات کو نظر انداز کر دیتے ہو اور اس سے نہ تمہارے چہروں پر شکن آتی ہے اور نہ ہی تمہاری حالت میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ تم سے بَری ہو، تم باہم محبت رکھتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے بہت بُرا سمجھتے ہو، تم خیانت کرنے

لگے اور امیدوں کے پیچھے دوڑنے لگے اور تم نے موت کا انتظار ختم کر دیا، میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں وہ مجھے تم سے علیٰحدگی بخشے اور مجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دے۔ اگر وہ دنیا میں بظاہر تشریف فرما ہوتے تو میں کبھی تم میں رہنا پسند نہیں کرتا۔

اگر تم میں نیک بننے کی تڑپ ہے تو میں تم کو بہت کچھ بتا چکا۔ اللہ تعالیٰ سے نعمتوں کا سوال کرو، تم اُسے بہت آسانی سے پالو گے۔ میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب)

دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں (پیروکاروں) سے فرمایا: جس طرح دنیا دار دنیا کی چاہت میں معمولی سے دین پر راضی ہیں تم بھی دین کی سلامتی کے لئے معمولی سی دنیا پر راضی ہو جاؤ، اسی موضوع پر کسی شاعر نے کہا ہے ؎

اَرٰی رِجَالاً بِاَدْنٰی الدِّیْنِ قَدْ قَنِعُوْا وَ مَا اَرَاھُمْ رَضُوْا فِی الْعَیْشِ بِالدُّوْنِ

فَاسْتَغْنِ بِالدِّیْنِ عَنْ دُنْیَا الْمُلُوْکِ کَمَا اِسْتَغْنَی الْمُلُوْکُ بِدُنْیَاھُمْ عَنِ الدِّیْنِ

میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ تھوڑے سے دین پر راضی ہو گئے مگر تھوڑی سی دنیا پر راضی نہیں ہوئے۔ جس طرح دنیا دار دنیا کے بدلے دین سے بے نیاز ہو گئے ہیں تو بھی دین کے بدلے دنیا سے بے نیاز ہو جا۔

ایمان کو برباد کرنے والی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تم پر دنیا آئے گی اور تمہارے ایمان کو ایسے کھا جائے گی جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے دنیا کو سونے چاندی کے لئے طلب کرنے والے! ترکِ دنیا بہت عمدہ چیز ہے۔

بخشش سے محروم

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک روتے ہوئے شخص کے پاس پہنچے، جب آپ واپس ہوئے تو وہ شخص ویسے ہی رو رہا تھا، حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ! تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! اگر آنسو کے راستے اس کا دماغ باہر نکل آئے اور اس کے اُٹھے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جائیں تب بھی میں اسے نہیں بخشوں گا، یہ دنیا سے محبت رکھتا ہے۔

دنیا امانت ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں چھ عادتیں پائی جاتی ہیں وہ نارِ جہنم سے دور اور جنت کا مطلوب ہے۔

☆ اللہ کو پہچان کر اس کی عبادت کی۔
☆ شیطان کو پہچان کر اس کی مخالفت کی۔
☆ حق کو پہچان کر اس کی اتباع کی۔
☆ باطل کو پہچان کر اس سے اجتناب کیا۔
☆ دنیا کو پہچان کر اسے ترک کر دیا۔
☆ آخرت کو پہچان کر اُس کا طلب گار رہا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بزرگوں کے اقوال میں یقیناً ہمارے لئے بے شمار فائدے ہوتے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی سنور جائے تو قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین کے اقوالِ زرین پر بھی عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اُن پر اللہ تعالیٰ کا رحم

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر رحم فرمایا جن کے پاس دُنیا امانت کے طور پر آئی اور انہوں نے اسے خیانت کے بغیر لوٹا دیا اور اللہ کی بارگاہ میں بہت سُبکبار (تیز رفتار) روانہ ہوئے۔

مزید فرمایا جو تجھے دین کی طرف رغبت دلائے اسے قبول کر لے اور جو تجھے دنیا کی طرف رغبت دلائے اُسے اس کے گلے میں ڈال دے۔(یعنی قبول نہ کر)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا ہمارے پاس امانت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ امانت دینے والے کی مرضی کے مطابق جہاں چاہیں اسے خرچ کریں، اس کی راہ میں خرچ کرنے میں دریغ نہ کریں۔ اگر ہم اس کے فرمان کے مطابق مالِ دنیا کو خرچ نہیں کریں گے تو خائن قرار پائیں گے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اگر ہمیں دنیا کی دولت عطا فرما تو اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرما۔ (آمین)

کَشتی بنا

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ یہ دنیا بہت گہرا سمندر ہے، اس میں بہت لوگ غرق ہو گئے ہیں، اس سے گزرنے کے لئے خوفِ خدا کی کشتی بنا، جس میں بھراؤ ایمانِ خداوندی کا ہو اور اسے تَوَکُّل کے راستوں پر چلا تا کہ نجات پا جائے ورنہ نجات کی کوئی صورت نہیں ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس ارشادِ ربانی میں میں بہت غور و فکر کرتا ہوں کہ وہ فرماتا ہے "بلا شبہ ہم نے زمین کی چیزوں کو زمین کے لئے زینت بنا دیا ہے تا کہ آزمائیں کون اچھے عمل کرتا ہے اور ہم ان چیزوں کو بنجر نا قابلِ زراعت بنانے والے ہیں"

ایک حکیم کا قول ہے کہ تجھے دنیا میں جو کچھ ملا ہے تجھ سے پہلے بھی کچھ لوگ اس کے مالک بنے تھے اور تیرے بعد بھی اور لوگ اس کے مالک بنیں گے۔ تیرے لئے دنیا میں صبح وشام کی روٹی ہے۔ اس روٹی کے لئے خود کو ہلاکت میں مت ڈال۔ دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت پر افطار کر دنیا کا مال خواہشات ہیں اور ان کا منافع نارِ جہنم ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے دنیا تھی اور میں نہیں تھا، یہ دنیا رہے گی اور میں نہیں رہوں گا۔ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا ہوں کیوں کہ اس کی زندگی قلیل ہے، اس کی صفا میں بھی کدرت ہے، اس میں رہنے والے اس کے زائل ہونے، مصیبت کے نازل ہونے اور موت کے آنے سے سخت خوف زدہ رہتے ہیں۔

تمنا ختم نہیں ہوتی

حضرت ابوسلیمان دُرَّانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی طالبِ دنیا کو دنیا ملتی ہے تو وہ زیادہ کی تمنا کرتا ہے اور جب کسی طالبِ آخرت کو آخرت کا اجر ملتا ہے تو وہ زیادہ کی تمنا کرتا ہے، نہ اس کی تمنا ختم ہوتی ہے اور نہ اِس کی تمنا ختم ہوتی ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے یہاں ان کے ساتھی جمع ہوئے اور دنیا کی مذمت کا ذکر چھیڑ دیا، آپ نے کہا چُپ ہو جاؤ، دنیا کا ذکر نہ کرو، شاید تمہارے دلوں کے کسی گوشے میں دنیا کی محبت ضرور موجود ہے کیوں کہ جس شخص کو جس چیز سے محبت ہو جاتی ہے وہ اکثر اس کا ذکر کرتا ہے۔

سبحان اللہ! اللہ والوں کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے سامنے کسی نے دنیا کی مذمت کیا تو بھی آپ نے اس کو یہ کہہ کر چُپ کرا دیا کہ کہیں دنیا کا ذکر کر کے دل کے کسی گوشہ میں اُس کی محبت نہ بیٹھ جائے اور آج ہم ہیں کہ ہر لمحہ، ہر وقت دنیا کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ کاش! اُن بزرگوں کے نقشِ قدم پر چل کر اِس مختصر سی زندگی میں ہمیشہ رہنے والی زندگی یعنی آخرت کے لئے نیکیوں کے ذریعہ تیاریاں کرتے۔ اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہمیں اپنی آنکھیں بند ہونے سے پہلے آخرت کی تیاریاں کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دنیا کے تین حصے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین

حصے کیے ہیں:

☆ ایک حصہ مومن کے لئے ہے، کہ وہ اسے زادِ راہ یعنی آخرت کا توشہ بناتا ہے۔

☆ دوسرا حصہ منافق کے لئے ہے، کہ وہ اس سے زیب وزینت کرتا ہے۔

☆ تیسرا حصہ کافر کے لئے ہے، کہ وہ اس سے نفع اُٹھاتا ہے۔

آخرت کا غم کم

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے تم جس قدر دنیا کے لئے غمگین ہوتے ہو اسی قدر آخرت کا غم کم ہو جاتا ہے اور جس قدر آخرت کا غم کھاتے ہو اسی قدر دنیا کا غم مِٹ جاتا ہے۔ آپ کا یہ قول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے کہ دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں، ایک کو جتنا راضی کرو گے دوسری اتنی ہی ناراض ہو گی۔

حضرت حسن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بخدا رب نے ایسی قومیں بھی پیدا کی ہیں جن کے سامنے یہ دنیا مٹی کی طرح بے وقار تھی، انہیں دنیا کے آنے جانے کی کوئی پرواہ نہیں تھی، چاہے وہ اِس کے پاس ہو یا اُس کے پاس۔

حضرت امام شافعی کی نصیحتیں

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں حق گو انسانوں سے تھے، انہوں نے اپنے بھائی کو خوفِ خدا کی نصیحت کی اور فرمایا۔

☆ اے بھائی یہ دنیا لغزش کی جگہ اور رسوا کرنے والا گھر ہے۔

☆ اس کی آبادی ویرانی کی طرف اور اس میں رہنے والے قبروں کی طرف جا رہے ہیں۔

☆ اس کی قلیل چیز بھی جُدا ہونے والی ہے۔

☆ اس کا تمول مفلسی کی طرف رواں دواں ہیں۔

☆ اس کی کثرت قلت ہے اور اس کی مفلسی میں مالداری ہے۔
☆ اللہ کی طرف توجہ کرو اور اس کے عطا کردہ رزق پر راضی ہو جاؤ۔
☆ جنت کو دنیا میں گروی نہ رکھو کیوں کہ تیری زندگی ڈھلتا ہوا سایہ اور گرتی ہوئی دیوار ہے۔
عمل زیادہ کر اور امیدیں کم کردے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے وقت کے جلیل القدر امام ہیں، ان کی مذکورہ بالا ایمان افروز نصیحتیں جملہ فرزندانِ توحید کے لئے رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر اُن پر عمل کرلیا جائے تو یقیناً ہماری زندگی میں ایک عظیم انقلاب آسکتا ہے اور ہماری دنیا و آخرت سنور سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکال کر اپنی محبت بسا دے۔

دنیا کی بے وفائیاں

ایک تارکِ دنیا نے بادشاہ سے کہا کہ دنیا کی مذمت اور اسے چھوڑ دینے کا لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو مالدار ہے اور دولت کے بل بوتے اپنے کام انجام دے رہا ہے، ہوسکتا ہے اس کے مال پر کوئی آفت نازل ہو کر اسے محتاج کرے یا کوئی آفت اس کی جمع کردہ پونجی اور اس کے درمیان تفرقہ ڈال دے یا کوئی بادشاہ اس کے مال و دولت کو پامال کرتا ہوا گزر جائے یا کوئی تکلیف اس کے جسم میں سرایت کر جائے یا دنیا کی کوئی جان سے پیاری چیز اسے دوستوں کی نظروں میں گرا دے اور بایں طور بھی دنیا لائقِ مذمت ہے کہ یہ جو کچھ دیتی ہے واپس لے لیتی ہے۔ یہ ایک ہی وقت میں دو دو آدمیوں سے محبت کرتی ہے، یہ ہنسنے والوں پر ہنستی اور رونے والوں پر روتی ہے، دیتے وقت واپسی کا تقاضا بھی کر دیتی ہے، آج مالداروں کے سر پر تاج رکھتی ہے اور کل اسے مٹی میں چھپا دیتی ہے، چاہے جانے والا اسی کے غم میں مر گیا ہو اور زندہ اسی

کے لئے زندہ ہو، وہ ہر جانے والے کے وارث کے گلے میں مل جاتی ہے اور کسی تغیر و تبدل کی پرواہ نہیں کرتی۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ یہ دنیا کوچ کی جگہ ہے، ٹھہرنے کا مقام نہیں ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو سزا کے طور پر اس پر اُتارا گیا تھا، اس لئے امیر المؤمنین اس سے دور رہیئے۔

گناھوں کی سزا......نیکیوں کی علامت

حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ جب تو دولت مندی کو اپنی جانب آتا دیکھے تو سمجھ لینا کہ کسی گناہ کی سزا آرہی ہے اور جب فقر و فاقہ کو دیکھے تو کہہ خوش آمدید، کیوں کہ یہ نیکیوں کی علامت ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا حدیث قدسی سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام سے دُنیا سے نفرت اور فقر و فاقہ سے محبت کی تعلیم فرماتا ہے۔اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا: بھوک میری کھال، خوف میری عادت، صوف میرا لباس، سر میں سورج کی کرنیں میری آگ، چاند میرا چراغ، دو پاؤں میری سواری اور زمین کی سبزیاں میری غذا ہیں۔ نہ صبح میرے پاس کچھ ہوتا ہے اور نہ شام کو کچھ ہوتا ہے مگر دنیا میں مجھ سے بڑھ کر کوئی غنی نہیں ہے۔

ہمیں بھی چاہئے کہ ہم خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنے لئے غنیمت شمار کریں اور اُس کے سلامت رہنے پر اپنے رب کا شکر بجالائیں کہ شکر کرنے والے بندے کو اللہ عزوجل مزید نعمتیں عطا فرماتا ہے۔

ایک ناصحانہ خطاب

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! تم

ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہو، اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو تو تم بے وقوف ہو کیوں کہ تمہارے اعمال ویسے نہیں ہیں اور اگر تم اسے جھٹلاتے ہو تو ہلاکت میں پڑ گئے ہو، تمہیں اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے، اے بندگانِ خدا! تم ایسے گھر میں رہتے ہو جس کا کھانا گلے میں پھندا ہے اور جس کا پینا اُچھُّو (کھانسی) لگنا ہے، اگر تم ایک نعمت کے حصول میں خوش ہوتے ہو تو دوسری نعمت کی جُدائی تمہیں مغموم کر دیتی ہے، اس گھر کو پہچانو جس کی طرف تم کو لوٹنا ہے اور جس میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ پھر آپ روتے ہوئے منبر سے اُتر آئے۔

حضرت علی کی وصیت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور دنیا کو چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں، دنیا تمہیں چھوڑنے والی ہے مگر تم اس سے چمٹے ہوئے ہو، وہ تمہارے اجسام (بدن) بوسیدہ کرتی جا رہی ہے اور تم اس سے بھلائی کی فکر میں ہو، تمہاری مثال ایک مسافر کی ہے، دنیا میں تم سفر آخرت کے لئے زادِراہ (توشہ) تیار کرنے آئے ہو، جس طرح مسافر کو سفر کے درمیان آرام نہیں ہوتا اور وہ شب و روز منازل طے کرنے کے لئے قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے، اسی طرح ہمیں بھی دُنیا میں قرار نہیں لینا چاہئے اور شب و روز اعمالِ صالحہ کے قدموں سے سفرِ آخرت طے کرنا چاہئے، بہت سے انسان ایسے ہیں جن کی اَجل (موت) قریب آ گئی اور کچھ ایسے ہیں جن کی زندگیوں میں سے ابھی ایک ہی دن باقی ہے، اسے تلاش کرنے والا اس کی تمنا میں اسے چھوڑ جاتا ہے لہٰذا اس کے دُکھ، تکلیف پر واویلا مت کرو، کیوں کہ یہ سب چیزیں عنقریب ختم ہونے والی ہیں۔ اس کے مال و دولت پر خوشی نہ مناؤ کیوں کہ یہ عنقریب زائل ہو جائے گی۔ طالبِ دنیا پر حیرانگی ہے، وہ دنیا کو تلاش کر رہا ہے اور موت اس کی تلاش میں ہے، وہ موت سے غافل ہے مگر موت اس سے غافل نہیں ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! دنیا میں مشغول ہوکر آخرت کو بھول جانے کی عادت چھوڑ دو اور اللہ عزوجل کی یاد میں اپنے شب و روز گزارو، اس دنیا میں رہو لیکن اپنے خالق و مالک عزوجل کی یاد سے غافل نہ بنو کیونکہ اس دنیا پر ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے کہ اس کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی اور نہ آپ باقی رہو گے، صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات باقی رہے گی۔ اگر آپ نے آج سے اپنا تعلق باقی رہنے والی ذات یعنی خدائے تعالیٰ سے قائم کرلیا تو ان شاء اللہ آپ کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اور آپ کو اپنی یاد میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

☆☆☆

موت کا بیان

موت ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب، کوئی قوم اس کا انکار نہیں کرتی، دنیا کا ہر انسان یہ جانتا اور مانتا ہے کہ ایک دن اس کا سلسلۂ حیات منقطع ہونے والا ہے، ایک وقت اُس پر ایسا بھی آئے گا کہ جب اس کی روح قفسِ عُنصری سے پرواز کر جائے گی، غرضیکہ دُنیا کا ہر عقلمند اس بات پر متفق ہے کہ موت کا کڑوا گھونٹ ہر انسان کو پینا ہے اور پھر یہ بھی مسلم ہے کہ موت کا ایک وقت متعین ہے،

موت اس وقتِ مقررہ سے نہ ایک لمحہ پہلے آسکتی ہے اور نہ ہی ایک لمحہ تاخیر کرسکتی ہے۔ جب انسانی زندگی کی میعاد پوری ہو جاتی ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت موت کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی اور نہ ہی کوئی سائنسی حربہ اس کے لئے مانع بن سکتا ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○ ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے، جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔ (پ:۱۱، سورۂ یونس، آیت:۴۹)

اسی طرح دنیا کا کوئی گوشہ، کوئی قلعہ، کوئی محل اس کے اور انسان کے درمیان حائل نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ" تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (پ:۵، ع:۸، آیت:۷۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ان تمام حقائق کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ موت کا آنا جس قدر یقینی ہے اتنا ہی لوگ اس کے بارے میں غفلت کے شکار ہیں، ہر کوئی یہ جانتا ہے کہ آنے والا وقت اس کے لئے موت کا پیغام لاسکتا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی اس کے لئے تیاری کرتا نظر نہیں آتا، دنیا کی رنگینیوں اور اس کے حسین شب و روز میں لوگ اس طرح گم ہیں گویا ان کے نزدیک موت کا کوئی تصور نہیں، نہ انہیں کبھی موت یاد آتی ہے اور نہ ہی کبھی اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ وہ تقویٰ اور خوفِ خدا سے عاری ہیں اور یہ غفلت تمام گناہوں کی اصل ہے۔ اسی لئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "أَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ" دنیا کی لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرو۔ اسی لئے ہم موت کی یاد، موت کی حقیقت، نزع کا وقت، خاتمہ بالخیر، تکفین و تدفین وغیرہا عنوانات پر کچھ روشنی ڈال رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اور موت کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں نیز موت کی یاد کثرت سے کرتے ہوئے اپنے دل میں خوفِ خدا پیدا کریں۔

موت کی حقیقت

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب   موت کیا ہے انہیں اجزا کا پریشاں ہونا

انسان جسم اور روح کے مجموعہ کا نام ہے۔ جب روح بدنِ انسانی سے جدا ہو جائے تو اسے موت کہا جاتا ہے۔ موت فنا کا نام نہیں ہے کیوں کہ فنا مٹ جانے کو کہتے ہیں اور روح جسم سے جدا ہونے کے بعد مٹتی نہیں بلکہ عالم برزخ میں رہتی ہے۔ انسان کے مرجانے کے بعد روح اس کے بدن سے ایسی ہی دور ہو جاتی ہے جیسے تدفین کے بعد اس کا بدن اَقرِبا اور اَحِبّا سے دور ہو جاتا ہے لیکن یہ دوری ایسی بھی نہیں ہوتی کہ بدن کا اس سے تعلق بالکل ختم ہو جائے بلکہ بدن کی تکلیف سے اسے تکلیف ہوتی ہے اور بدن کی راحت سے اسے راحت پہونچتی ہے۔

مرنے سے قبل دنیوی زندگی میں روح پر جو حالات غیر منکشف تھے اب بعدِ موت اس پر ان میں سے بہت سے احوال منکشف ہونے لگتے ہیں مثلاً عذابِ خداوندی، ملائکہ، اعمال وغیرہ۔

موت وحیات کی تخلیق کا مقصد

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ط وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ o وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے اور وہی عزت والا بخشش والا ہ۔

(پ ۲۹/ ،سورۂ ملک، آیت ۲/)

پہلی آیت میں فرمایا گیا کہ تمام موجودات اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اسی طرح وہ ممکنات جو موجود نہیں وہ بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اس پر دلائل وشواہد پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے فرمایا کہ موت وحیات کا تسلسل قائم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی کے حکم سے ہر چیز معرضِ وجود میں آتی ہے اور اسی کے حکم سے نیست ونابود ہوتی ہے۔ کوئی چیز نہ خود بخود موجود ہوسکتی ہے اور نہ ہی خود بخود معدوم

ہوسکتی ہے۔ساتھ ہی اس کی حکمت بھی بیان کردی کہ اس سے مقصد تمہارا امتحان لینا ہے کہ ہم نے سمع وبصر (سننے، دیکھنے کی طاقت) فہم وتدبر (سمجھ، غوروفکر) کی جو بے پناہ صلاحیتیں تمہیں عطا فرمائی ہیں پھر اسی نظام کائنات میں تمہیں اعلیٰ وارفع مقام بخشا ہے اور تمہاری راہنمائی کے لئے انبیا ورسل کو مبعوث فرمایا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان نعمتوں کی تم قدر کرتے ہو اور ان قوتوں کو اپنی خوشی سے رضائے الٰہی کے حصول کے لئے صرف کرتے ہو یا دولت اور اقتدار، جوانی اور صحت کا نشہ تمہیں بدمست کردیتا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنی قوتیں اور اپنا وقتِ عزیز خرچ کرتے ہو۔

موت کیسے آتی ہے

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام بندے کی روح قبض کرتے ہیں کچھ اور فرشتے آپ کے معاون ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ''اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا'' اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔ (کنزالایمان، سورۂ زمر، آیت:۴۲)

اس لئے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اس کی مشیت کے بغیر کوئی بھی کسی پر موت مسلط نہیں کرسکتا یعنی اللہ تعالیٰ موت کا حکم فرماتا ہے۔ دوسرا ارشاد گرامی ہے: تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ (پ/۷، سورۂ انعام، آیت/۶۱)

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہوا: ''اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ'' وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اس حال پر کہ وہ اپنا برا کررہے تھے۔

(پ/۱۴، سورۂ نحل، آیت: ۲۸)

مذکورہ بالا آیات سے پتہ چلا کہ موت دینے والے کئی فرشتے ہوتے ہیں تفسیر

کبیر اور روح المعانی میں ذکر کیا گیا ہے کہ روح تو فقط مَلکُ المَوت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض کرتے ہیں البتہ چھ اور فرشتے ان کے معاون ہوتے ہیں تین فرشتے مومن کی روح کو قبض کرنے کے بعد اپنی تحویل میں لے لیتے ہیں اور تعظیم وتکریم سے اس کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر عِلِّیِّیْنُ (جنتی مقام) میں پہنچادیتے ہیں اور باقی تین فرشتے کفار کی روحوں کو ایک ٹاٹ نما کپڑے میں لپیٹ کر سِجِّیْنُ (دوزخی جگہ) میں پہنچادیتے ہیں۔

موت کا فرشتہ

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ ٥ تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔ (پ:۲۱، سورۂ سجدہ، آیت:۱۱)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے واضح ہوا کہ موت کے لئے ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا لقب ہی مَلکُ المَوت ہے، اور اس کا نام عزرائیل ہے، جس کا کام ہی روح قبض کرنا ہے۔

موت کی قسمیں

چونکہ زندگی کی تین قسمیں ہیں اس لئے اس کے مقابل موت کی بھی تین ہی قسمیں ہیں۔

اول: زندگی حسی، جو محسوس ہو اور اس کے مقابل موت حسی جو بظاہر معلوم ہو۔ اسی لحاظ سے فرمایا گیا: اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ٥ بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ (پ۲۳، سورۂ زمر، آیت:۳۰)

یہاں موت سے مراد حسی موت ہے جو بظاہر دیکھنے میں آئے اور جسم بے حس وحرکت نظر آئے۔

دوم: **زندگی حقیقی**، جیسے روح کی زندگی کہ وہ جسم سے جدا ہو کر بھی برقرار رہتی ہے۔ اس کے مقابل موت حقیقی ہے جیسے کہ قیامت کے دن جانوروں کو آپس میں بدلہ دلا کر فنا کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا "کُوْنُوْا تُرَابًا" مٹی ہو جاؤ اس دن ان کی روحیں بھی فنا ہوں گی۔

سوم: **زندگی حکمی**، جو دیکھنے میں نہ آئے مگر اس پر زندگی کے بہت سے احکام جاری ہوں جیسے کہ انبیائے کرام کی وفات کہ اس پر بہت سے زندگی کے احکام شرعیہ جاری ہیں مثلاً میراث تقسیم نہ ہونا اور ان کی ازواج کا کسی سے نکاح جائز نہ ہونا وغیرہ اور کچھ احکام موت کے بھی جاری ہوتے ہیں جیسے کفن ودفن وغیرہ اسی طرح شہدا پر بقائے جسم اور اعطائے رزق وغیرہ زندگی کے احکام جاری ہوتے ہیں اور کفن ودفن، نماز جنازہ وغیرہ احکام موت جاری ہوتے ہیں۔ اس کا مال اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔ اس کے مقابل موت حکمی ہے جیسے مرتد کہ بظاہر وہ زندہ ہوتا ہے چلتا پھرتا نظر آتا ہے لیکن اس پر موت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ اس کا مال اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔

ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ" ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے تو جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔ (پ:۴، سورۂ آلِ عمران، آیت:۱۸۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب بدایونی نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے

ہیں: ہر زندہ وجانور کو فرشتہ ہو یا حیوان یا جن ضرور موت کا مزہ چکھنا ہے تو کسی کو اس کی شدت، کسی کو موت سے چارہ نہیں۔ خیال رکھو! موت تو سب کو آنی ہے، جان تو سب کی جانی ہے، سزا و جزا اے انسانو! صرف تمہارے لئے ہے اور یہ بھی خیال رکھو کہ سزا وجزا کی جگہ نہ دنیا ہے نہ برزخ، اس کی جگہ قیامت اور اس کا وقت روزِ قیامت ہے، اس دن ہی نیکو کاروں کو پورا ثواب اور بدکاروں کو پورا عذاب دیا جائے گا، دنیا کی مصیبت وآرام تو معمولی چیزیں ہیں، پورا کامیاب وہی ہے جو قیامت کے دن دوزخ سے بچالیا جائے کہ وہاں بالکل سایہ نہ پائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، دنیا کی یہ کامیابیاں معمولی ہیں، دھیان رکھو کہ دنیاوی زندگی جو غفلت میں کٹے، وہ تو صرف پونجی ہے جو برت کر چھوڑ دی جائے گی اور پونجی بھی کیسی؟ دھوکا فریب کی جس کو شیطان دلکش، دلفریب، خوبصورت، حسین وجمیل دکھایا ہے، لوگ اس کے فریب میں آ گئے جب موت آ جائے گی تو اس کی حقیقت کھل جائے گی، جس نے اس زندگی کو اپنی غرض وغایت بنایا، اس نے دھوکا کھایا کہ خالی ہاتھ یہاں سے گیا، جو یہاں غافل نہ رہا اور نیکی کے بیج بوتا رہا وہ کامیاب گیا۔ (تفسیر نعیمی ص ۴۳۳)

بھاگ نہیں سکتے

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ○ تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔ (پ ۲۸، سورۂ جمعہ، آیت ۸)

قرآن پاک کے اس ارشاد سے واضح ہوا کہ کوئی شخص بھی موت سے بھاگنا چاہے تو بھاگ نہیں سکے گا بلکہ موت اسے آ کر رہے گی۔ خیال رہے کہ اگرچہ یہ آیت کریمہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی لیکن عموم الفاظ کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے حکم کو عام رکھا جائے گا۔ کوئی بھی شخص مسلمان ہو یا کافر، یہودی ہو یا نصرانی موت سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکے گا۔

ایک اور جگہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ

وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍo تم جہاں کہیں ہوموت تمہیں آلے گی اگر چہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (پ۵، سورۂ نساء، آیت ۷۸)

صاحب تفسیر نعیمی اس آیت کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں: اے منافقین ویہود تم غازیان وشہدائے اُحد پر زبانِ ملامت کیوں دراز کرتے ہواور کیوں کہتے ہو کہ اگر یہ لوگ میدان جنگ میں نہ جاتے تو شہید نہ ہوتے اور زندہ رہتے۔

ہر شخص کی موت کا وقت، موت کی جگہ مقرر ہے کوئی اس سے کسی تدبیر کسی حیلہ سے بچ نہیں سکتا، تم جہاں کہیں ہو اپنے وقت پر موت ضرور پہنچے گی اگر چہ تم کتنے ہی مضبوط قلعوں یا آسمان کے بُرجوں میں پہنچ جاؤ، زندگی کے لئے حفاظت کے سامان بنالو مگر مروگے ضرور۔ (تفسیر نعیمی ص ۲۷۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آیۂ کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ حادثات میں جو اموات ہوتی ہیں ان کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ اگر وہاں نہ جاتے تو موت نہ ہوتی، اگر ایسا نہ کرتے تو زندہ رہتے، کیونکہ یہ تقدیر پر ایمان کے خلاف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کے ایمان میں مضبوطی عطا فرمائے۔

موت کی جگہ متعین ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بدر میں مرنے والوں کی جگہیں دکھائیں۔ ایک ایک کا نام لے کر فرمایا یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے، وہ کل یہاں مرے گا اور یہ فلاں کی جگہ ہے اسے کل یہاں مقتول ہونا ہے ان شاء اللہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، جن جگہوں کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حد بندی فرمائی تھی اس سے ذرہ بھر بھی کوئی آگے پیچھے نہیں ہوا بلکہ ہر شخص ابوجہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ وہیں مرے جہاں نبیِ کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے نشان لگائے تھے۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ابوجہل کو موت بدر میں بلا رہی تھی اسی وجہ سے وہ کسی کی کوئی بات نہیں سن رہا تھا۔ اس کو روکا جارہا تھا کہ ابوسفیان کا قافلہ آگیا ہمیں جنگ کرنے کی ضرورت نہیں لیکن وہ خانۂ کعبہ کے اوپر کھڑا ہوکر آواز لگا رہا تھا کہ لوگو! جلدی کرو، جلدی نکلو، آخر کار اس کو اللہ تعالیٰ نے بدر میں پہنچا ہی دیا اور اس متکبر کو دونو عمر لڑکوں معاذ اور معوّذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں سے قتل کرا کے اس کے تکبر کو ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا، اس طرح اسلام کا بدترین دشمن اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

موت لے چلی

ابن ابی شیبہ نے حضرت خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ایک مرتبہ ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک کو گھور کر دیکھنے لگے جب آپ چلے گئے تو اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون تھا؟ آپ نے فرمایا یہ ملک الموت تھے اس نے کہا حضور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے آپ نے فرمایا کہ پھر تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کی کہ آپ ہوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچادے آپ نے ہوا کو حکم دیا تو ہوا اس کو سرزمین ہند میں چھوڑ آئی پھر ملک الموت تشریف لائے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ تم میرے ایک ساتھی کو گھور کر کیوں دیکھتے تھے؟ انہوں نے عرض کی کہ حضرت میں اس پر تعجب کر رہا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی روح ہند میں قبض کروں اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے یہ ہند کیسے پہنچے گا۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس روایت سے معلوم ہوا کہ انسان کو جہاں مرنا ہوتا ہے وہاں جانے کے لئے بے تاب ہوتا ہے اور

ہر حال میں وہاں پہنچ جاتا ہے۔ جیسے یہ شخص حضرتِ سلیمان علیہ السلام کے ملک میں تھا لیکن سرزمین ہند پہنچنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور جونہی وقتِ مقررہ پر وہاں پہونچا اسی وقت اس کی روح قبض کرلی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندے کی موت کا وقت اور جگہ متعین ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی گوشے میں رہے اپنی موت کے وقت متعینہ جگہ پر پہونچ جائے گا۔

موت کی یاد

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''**اَکْثِرُوْا ذِکْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ فَاِنَّهٗ مَا ذَکَرَهٗ اَحَدٌ فِیْ ضَیْقٍ مِّنَ الْعَیْشِ اِلَّا وَسَّعَهٗ عَلَیْهِ وَ لَا فِیْ سَعَةٍ اِلَّا ضَیَّقَهٗ عَلَیْهِ**'' لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، اس لئے کہ جو بھی اسے تنگی کے زمانہ میں یاد کرے گا تو اس کے لئے وسعت پیدا ہوگی اور اگر وسعت (خوشحالی) میں موت کو یاد کرے گا تو اس پر تنگی ہوگی۔ (شرح الصدور:۴۷)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان زمانۂ تنگی و مفلسی میں موت کو یاد کرے گا تو اس کو موت کی سختیاں اور مابعد الموت کے معاملات یاد آئیں گے جس کی وجہ سے وہ دنیاوی مصیبتوں کو معمولی سمجھے گا اور اس کا یہ احساس کہ اس کی موجودہ پریشانی آخرت کی پریشانیوں کے مقابلہ بہت آسان ہے اس کے لئے وسعت کا باعث ہوگا اور جب وہ خوشحالی میں موت کو یاد کرے گا تو اب یہ اندیشہ نہیں رہے گا کہ خوشحالی میں وہ گم ہو کر آخرت سے غافل ہو جائے گا اور گناہوں کا مرتکب ہو جائے گا بلکہ موت کی سختیوں کو یاد کرکے وہ خوشحالی و عافیت کے زمانہ میں تنگی محسوس کرے گا جو اس کے لئے آخرت کا بہترین سرمایہ ثابت ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ موت کا ذکر ہر وقت مفید ہی ہے، چاہے زمانہ خوشحالی کا ہو یا

تنگی کا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ہر حال میں موت کو یاد کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب سے بڑا عقلمند کون؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ایمان والوں میں کون سا شخص سب سے زیادہ عقلمند ہے؟ آپ نے فرمایا" اَکْثَرُھُمْ لِلْمَوْتِ ذِکْراً وَّ اَحْسَنُھُمْ لِمَا بَعْدَہٗ اِسْتِعْدَاداً اُولٰئِکَ الْاَکْیَاسُ" جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرے اور جو مابعد الموت کے لئے سب سے بہتر تیاری کرے ایسے ہی لوگ عقلمند ہیں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قربان جایئے اس فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ آج دنیا والے سب سے زیادہ مال حاصل کرنے والے کو عقلمند کہتے ہیں چاہے وہ آخرت کی فکر کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، چاہے وہ حلال و حرام کے مابین تمیز ہی نہ کرتا ہو لیکن ہمارے آقا مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا عقلمند وہ ہے جو موت کو کثرت سے یاد کرے اور بعد موت پیش آنے والے معاملات کے لئے تیاری کر لے۔ آخرت کے لئے اعمالِ حسنہ کی ذخیرہ اندوزی کر لے۔ لیکن آج کے دور میں ایسے لوگوں کو بیچارہ، عاجز اور مجبور گردانا جاتا ہے لیکن انہیں مایوس نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ دنیا والوں کی نظر میں اگرچہ وہ عاجز و مجبور ہیں لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک وہ سب سے زیادہ عقلمند ہیں۔

ذکرِ موت

مفسرِ شہیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بعض علما سے منقول ہے کہ جو شخص موت کو کثرت سے یاد رکھے اس کو اللہ تبارک و تعالیٰ تین باتوں کی توفیق مرحمت فرماتا ہے:

۱۔ تَعْجِیْلُ التَّوْبَۃِ: (توبہ میں عجلت) اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو وہ

جلد

ازجلدتوبہ کرکے گناہ معاف کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ کہیں توبہ کے بغیر موت نہ آجائے۔

۲۔ قَنَاعَةُ الْقَلْبِ: (قناعت پسند دل) موت کو یادرکھنے والا حرص وطمع میں مبتلانہیں ہوتا بلکہ جو کچھ بھی اسے میسر ہوتا ہے اسی پر راضی

رہتا ہےاور یہ قناعت اسے طبعی سکون اور دلی راحت عطا کرتی ہے کیوں کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ مختصرسی زندگی جس طرح بھی گزرجائے گزارلیں گے، زیادہ کی فکر بے سودرہے گی۔

۳۔ نَشَاطُ الْعِبَادَةِ: (عبادت میں یکسوئی) موت کو ذہن نشیں کرکے جب عبادت کی جاتی ہے تو پوری دلجمعی اور مکمل یکسوئی کے ساتھ عبادت ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس کیفیت کے ساتھ نماز پڑھنے والا ہمیشہ یہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ پتہ نہیں آئندہ عبادت کا موقع ملے یا نہ ملے، لہٰذا ابھی اسے جتنا اچھا بنالیں غنیمت ہے نیز اسے عبادت پر ملنے والے عظیم

اخروی بدلے کا کامل یقین ہوتا ہے، جس کی بنا پر اسے عبادت میں کیف وسرورنصیب ہوتا ہے۔

ذکرموت سے بے توجھی کے نقصانات

۱۔ تَسْوِيْفُ التَّوْبَةِ: (توبہ میں ٹال مٹول) یعنی اگر اس سے کوئی گناہ ہوجائے تو توبہ کرنے میں ٹال مٹول کرتا

رہتا ہے اور استغفار میں جلدی نہیں کرتا اور
بسا
اوقات اسی حالت میں اس کی موت آجاتی

ہے۔

۲۔ تَرْکُ الرِّضَا بِالْکِفَافِ: (لالچ کا بڑھ جانا) جب موت کی یاد نہیں رہتی تو آدمی کی ہوس بڑھ جاتی ہے اور وہ ضرورت کے مطابق روزی پر راضی نہیں رہتا بلکہ "هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ" کا نعرہ لگانے لگتا ہے موت سے غفلت کی بنا پر منصوبوں پر منصوبے بنائے چلا جاتا ہے، جس کا انجام یہ نکلتا ہے کہ آرزوئیں رہ جاتی ہیں اور موت آکر زندگی کا تسلسل ختم کردیتی ہے۔

۳۔ اَلتَّکَاسُلُ فِی الْعِبَادَةِ: (عبادت میں سستی کرنا) جب آدمی موت
سے
غافل رہتا ہے تو عبادت کرنے میں قدرتی
طور
پر سستی ظاہر ہوتی ہے اور نشاط کافور ہوجاتا
ہے،
اوّل تو عبادت کرتا ہی نہیں اور کرتا بھی ہے تو
وہ
طبیعت پر نہایت گراں گزرتی ہے۔ یہ گرانی
صرف اس بنا پر ہے کہ آدمی کو یہ استحضار نہیں

رہتا کہ ہم سے مرنے کے بعد ان ذمہ
داریوں
کے بارے میں سوال کیا جانا ہے۔ اگر خدا
ناخواستہ وہاں رضائے خداوندی کے مطابق
جواب نہ ہوا تو ایسی رسوائی ہوگی جس کے
مقابلہ میں دنیا کی ساری رسوائیاں اور بے
عزتیاں ہیچ ہیں۔

موت کی تمنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا یُمَنِّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضَرٍّ اَصَابَهٗ'' تم میں سے کوئی شخص بھی مصیبت وضرر پہونچنے پر موت کی ہرگز تمنا نہ کرے۔ اگر کسی کو بہت ہی مجبوری ہو کہ موت طلب کرنا ہی ہے تو پھر اس طرح دعا کرے ''اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْراً لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْراً لِّیْ'' اے اللہ! مجھے اُس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور اُس وقت مجھے موت دے جب موت میرے لئے بہتر ہو۔ (بخاری ومسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقدیر پر ایمان لائے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا اور رنج والم، مصیبت وتکلیف کے وقت موت کی تمنا کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقدیر پر ایمان کے خلاف ہے، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا اور مصائب وآلام کے ناقابل برداشت ہونے اور پیمانۂ صبر لبریز ہوجانے کی صورت میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگنے کی رخصت عطا

فرمائی تاکہ تقدیر پر ایمان میں فرق بھی نہ آئے اور بے صبری اور مایوسی کا اظہار بھی نہ ہو نیز موت کی تمنا نہ کرنے کا ایک اور فائدہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے: کہ تم میں سے ایک آدمی بھی موت کی تمنا نہ کرے، اگر وہ نیک ہوا تو ہوسکتا ہے کہ اللہ اس کی نیکیوں میں اضافہ کرے اور اگر گنہ گار رہوا تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمادے۔ (مشکوٰۃ شریف)

موت آرام کا ذریعہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب سے ایک جنازہ گزر رہا تھا آپ نے فرمایا "مُسْتَرِیْحٌ اَوْمُسْتَرَاحٌ مِّنْہُ" (آرام پا گیا یا آرام دیا گیا) صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! "مُسْتَرِیْحٌ اَوْمُسْتَرَاحٌ مِّنْہُ" کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر یہ مومن بندہ ہے تو دنیا کی مشقتوں اور اذیتوں سے نجات پا کر رب تعالیٰ کی رحمت کی جانب چلا گیا اور اگر یہ شخص فاسق وفاجر تھا تو اس سے انسانوں، شہروں، درختوں، اور چوپایوں کو آرام مل گیا۔ (بخاری ومسلم)

اللہ اکبر! میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ موت ایک مومن بندے کے لئے راحت وآرام کا سامان مہیا کرتی ہے کیونکہ بندۂ مومن موت کے بعد دنیا کی تمام تر تکالیف سے نجات حاصل کرلیتا ہے جبکہ ایک گنہگار انسان مرنے کے بعد خود تو آرام نہیں پاتا بلکہ اس کی موت کے سبب روئے زمین کے نیک انسان بلکہ درخت اور چوپائے تک آرام محسوس کرتے ہیں کیونکہ جب تک وہ گنہگار انسان زندہ تھا اور روئے زمین پر چلتا پھرتا تھا تو اس کے گناہوں کے سبب نیک انسان حتیٰ کہ درخت اور جانور بھی تکلیف محسوس کرتے تھے، اس کے مرنے کے بعد وہ تکلیف دور ہوگئی اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرنے والے انسان کے تعلق سے فرماتے ہیں: موت سے یا تو وہ خود آرام پاتا ہے

یا اس کے سبب دوسرے آرام پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مذکورہ فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نصیحت حاصل کر کے دوسروں کو تکلیف دینے والے عمل سے بچنے اور دائمی زندگی میں ہمیشہ آرام پانے والوں میں ہمارا نام شامل فرمائے نیز ہمیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

مَلکُ المَوت کی شکل

حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ ملک الموت سے فرمایا کہ تم مجھے وہ صورت دکھاؤ جس صورت میں کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہو۔ حضرتِ ملک الموت نے کہا کہ یہ آپ کی طاقت سے باہر ہے لیکن آپ کے اصرار پر انہوں نے وہ صورت دکھانی شروع کی اور فرمایا کہ آپ اپنا منہ موڑ لیجئے، اب جو آپ نے دیکھا تو ایک سیاہ شخص ہے سر میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اس کے جسم سے اور اس کے مساموں اور منہ سے بھی آگ کے شعلے نکل رہے ہیں، اس کے کانوں سے بھی آگ نکل رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر آپ پر غشی طاری ہوگئی، اب جو دیکھا تو آپ اپنی شکل میں موجود تھے۔ آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ اگر کافر کو فقط تمہاری شکل ہی دیکھنے کی تکلیف دی جائے تو اس کے لئے یہی تکلیف کافی ہے اگرچہ اسے اور کوئی تکلیف ورنج نہ بھی ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ صورت دکھاؤ جس میں تم مومنوں کی روحیں نکالتے ہو؟ ملک الموت نے کہا آپ ذرا منہ پھیریئے، آپ نے منہ پھیرنے کے بعد دیکھا تو آپ کے سامنے ایک حسین وجمیل نوجوان تھا جس کا جسم مہک رہا تھا، جس کے کپڑے سفید تھے۔ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن کو اور کوئی راحت نہ ہو بلکہ صرف تمہارے دیدار کی راحت دے دی جائے تو اس کے لئے کافی ہے۔

(شرح الصدور)

شیطان کا آخری وار

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور کبھی بھی وہ انسان کا خیر خواہ اور دوست نہیں ہوسکتا، دنیا میں وہ انسان کے سامنے مختلف انداز میں آکر دھوکا دیتا ہے۔ میٹھی میٹھی باتیں کر کے ہمیشہ انسان کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں رہتا ہے، ہمیشہ کسی ایسے موقع کی تاک میں رہتا ہے کہ فرصت ملے تو اسے ذلت ورسوائی کے تاریک گڑھے میں پہنچادے، اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا o بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ دنیا میں تو وہ انسان کو بہکانے اور گمراہ کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا لیکن مرتے وقت بھی وہ یہ نہیں چاہتا کہ دنیا سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ چلا جائے، چنانچہ جب انسان کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے، انسان پر پیاس کا اتنی شدت سے غلبہ ہوتا ہے کہ انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش مجھے تمام دریاؤں کا پانی مل جائے تو پی جاؤں۔ ایسے حال میں شیطان اپنے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پانی کا پیالہ میں تجھے دے دیتا ہوں صرف ایک لمحہ کے لئے تو خدا کا منکر ہو جا لیکن پختہ ایمان والا مومن کہتا ہے کہ اے مردود شیطان! تو یہاں سے بھاگ جا، مجھے تیری اور تیرے پانی کی ضرورت نہیں شیطان یہ جھڑک سنتے ہی بھاگ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے سبب شیطان کا آخری وار بھی خطا ہو جاتا ہے۔

موت کی شدت

موت کے وقت کی شدت اور سختی نا قابل بیان ہے، اس کی اصل کیفیت وہی جان سکتا ہے جو اس حالت سے دوچار ہوتا ہے، قرآن کریم میں غافل انسانوں کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا گیا ”وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ

مِنۡهُ تَحِيۡدُo‘‘اورآئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھا گتا تھا۔

(پ/۲۶،سورۂ ق،آیت/۱۹)

موت کی سختی اور شدت کو سکرات الموت کہتے ہیں یعنی جب انسان مرنے کے قریب ہوتا ہے اوراس پر جانکنی کے آثار نمودار ہوتے ہیں تو اس وقت حقیقت حال عیاں ہوجاتی ہے، جولوگ آج تک انکار اور نافرمانی کی روش پر گامزن رہے تھے وہ اپنی آنکھوں سے آنے والے جہاں کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں اور دوزخ کے لپکتے ہوئے شعلے انہیں نظر آنے لگتے ہیں، اس وقت انہیں کہا جائے گا کہ یہ عالم آخرت ہے جس سے تم منہ موڑتے تھے اور جس کو تم تسلیم کرنے سے پرہیز کرتے رہے اب یہ حق اور سچ بن کر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے اس وقت کیا تم اس کا انکار کرنے کی جرأت کر سکتے ہو۔ (ضیاء القرآن)

ارشادِ ربانی ہے:وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰفِظِيۡنَ o كِرَامًا كَاتِبِيۡنَ o يَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ o اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں معزز لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرو۔

(پ/۳۰،سورۂ انفطار،آیت/۱۰-۱۲)

صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن مذکورہ بالا آیت کی تشریح میں یوں رقمطراز ہیں:

ہم نے ایسے فرشتے مقرر کردیئے ہیں جو تمہارے جملہ اعمال کی یاد داشت تیار کر رہے ہیں۔ ہمارے یہ کارندے جن کو یہ اہم کام سپرد کیا گیا ہے معمولی قسم کے اہل کار نہیں بڑے بزرگ اور بلند پایہ حضرات ہیں، نہ انہیں رشوت دی جاسکتی ہے، نہ انہیں مرعوب کیا جاسکتا ہے اور نہ وہ تمہارے اعمال کو ضبط تحریر میں لانے میں کاہلی کر سکتے ہیں، نہ ان کی کسی سے ذاتی دوستی ہے نہ عداوت، جو کچھ تم کرتے ہو بلاکم و کاست وہ حرف بہ

حرف لکھ رہے ہیں ان کا علم ادھورا اوران کی معلومات ناقص نہیں، تمہاری ہر بات تمہارا ہر کام بلکہ اس کے پس پردہ تمہارے جو جذبات اور نیتیں ہیں وہ ان سے بھی باخبر ہیں۔ تم خود غور کرو ایسے جاندار، دیانت دار اور ہر بات سے خبر دار تمہارے اعمال کا جو ریکارڈ تیار کریں گے ان کو تم کس طرح جھٹلاؤ گے۔ (ضیاء القرآن)

سب سے کم تکلیف

حضرت شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے موت کی تکلیف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ موت کی آسان تر تکلیف کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کانٹے دار شاخ کو اون میں ڈالے اور پھر کھینچے تو شاخ کے ساتھ اون بھی نکل آئے گی۔ (شرح الصدور)

جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ اے ابا جان آپ کہا کرتے تھے کہ کوئی عقلمند آدمی مجھے نزع کے عالم میں مل جائے تو میں اسے موت کے حالات دریافت کروں، تو آپ سے زیادہ عقلمند کون ہوگا، براہ کرم اب آپ ہی مجھے موت کے حالات بتا دیجئے، آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اے بیٹے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے دونوں پہلو ایک تخت پر ہیں اور میں سوئی کے ناکے کے برابر سوراخ سے سانس لے رہا ہوں اور ایک کانٹے دار شاخ میرے قدم سے سر کی طرف کھینچی جا رہی ہے۔ (شرح الصدور)

سو سال تک تکلیف

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے واقعات بیان کیا کرو کیونکہ ان میں عجیب عجیب باتیں ہوئی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت قبرستان میں گئی اور انہوں نے مشورہ کیا کہ دو رکعت پڑھ کر خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کر دے جو ہم کو

حالات بتائے، چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اچانک ایک سیاہ شخص نمودار ہوا۔ اس کی پیشانی پہ سجدوں کے نشانات تھے اس نے کہا کہ اے لوگو! تم نے مجھے کیوں پریشان کیا مجھے مَرے ہوئے سو سال ہوئے ہیں، لیکن موت کی تکلیف ابھی تک محسوس کر رہا ہوں اب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے (بغیر تکلیف کے) پہلی حالت پر لوٹا دے۔

حضور پر سکراتِ موت کی وجہ

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! موت کے وقت کی سختی کافر تو کافر مومن پر بھی طاری ہوتی ہے حتیٰ کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی سکرات موت کا عالم طاری ہوا۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ وفات کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی شدت کے سبب سامنے رکھے ہوئے برتن سے پانی لے کر اپنے چہرۂ انور پر چھڑکتے تھے اور زبان اقدس پر یہ کلمات جاری تھے ’’لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰـہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ‘‘ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بلا شک وشبہ سکرات موت حق ہیں۔

یہاں پر یہ بات ذہن نشیں کر لینا چاہئے کہ جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ساری تکالیف، فقر و فاقہ امت کے لئے نمونۂ عمل اور آسانی و سہولت کے لئے تھا، اسی طرح سکراتِ موت جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طاری ہوئے وہ صرف اور صرف اس لئے کہ ہر مرنے والا یہی سمجھے کہ یہ تکلیف بھی سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے پھر یہ تکلیف اس کے لئے راحت بن جائے گی ورنہ تو احادیثِ مبارکہ شاہد ہیں کہ آپ کے صدقے میں آپ کے کچھ غلاموں پر موت کی یہ سختیاں طاری ہی نہیں ہوتیں مثلاً شہید کی جانکنی چیونٹی کے کاٹنے کی مثل ہوتی ہے۔

شرح الصدور میں ہے کہ موت کے وقت کی شدت کا معاملہ عام ہے، یہ حالت مومن پر بھی طاری ہوتی ہے اور کافر پر بھی طاری ہوتی ہے۔ البتہ اس کے اثرات الگ

الگ مرتب ہوتے ہیں کہ مومن کے لئے یہ شدت درجات کی بلندی کا سبب ہوتی ہے جب کہ کافر اور فاجر کے لئے عذاب کی شروعات ہوتی ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی غلطیوں کو معاف کرنے کے لئے اسے دنیوی تکالیف میں مبتلا فرماتا ہے اور اگر کوئی کسر رہ جاتی ہے تو موت کے وقت کی شدت سے اس کی تلافی کی جاتی ہے۔ جب کہ فاجر اگر کوئی نیکی والا عمل کرتا ہے تو اس کا بدلہ اسے دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس عمل کی وجہ سے کبھی موت میں اسے آسانی بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! لہٰذا کسی کافر کی آسان موت دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ آخرت میں بھی اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ ہوگا اور مومن کی شدت کو دیکھ کر ہرگز یہ نہ خیال کرو کہ آخرت میں بھی اس کے ساتھ شدت ہوگی البتہ اپنی کمزوری اور ناتوانی کا خیال کرتے ہوئے ہر مومن کو یہ دعا کرنی چاہئے کہ اسے موت کے وقت آسانی نصیب ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی موت کی آسانی کی دعا مروی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جانکنی کی سختیوں کو ہم پر آسان فرمائے۔

خاتمہ بِالخیر

آدمی کو اپنے ظاہری اعمال پر کبھی اطمینان نہ کرنا چاہئے بلکہ ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے کہ آخر میں انجام کیا ہوگا؟ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ انسان پر زندگی میں خوفِ خدا کا غلبہ رہنا چاہیئے اور مرتے وقت رحمتِ خداوندی کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اصل اعتبار آخری انجام کا ہے۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَانَ الطَّوِيْلَ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ يَخْتِمُ لَهٗ عَمَلُهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَانَ الطَّوِيْلَ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ ثُمَّ يَخْتِمُ لَهٗ

بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ'' آدمی ایک طویل زمانہ تک جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے مگر اس کی عملی زندگی کا اختتام جہنمیوں والے عمل پر ہوتا ہے اور کبھی آدمی طویل عرصہ تک جہنمیوں والے عمل میں مبتلا رہتا ہے مگر اس کا خاتمہ جنتیوں والے اعمال پر ہوتا ہے۔

(مسلم شریف ۳۳۶/۲)

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ ''وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ'' یعنی اعمال کی قبولیت کا مدار انجام پر ہے۔ (بخاری شریف ۹۸۷/۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں اس بات کی وضاحت ہے کہ زندگی میں کئے گئے اعمال اُسی وقت ہمارے لئے کارآمد ہوں گے جب موت کے وقت ہمیں کلمہ نصیب ہو اور ایمان پر ہی ہمارا خاتمہ ہو، اسی لئے بزرگانِ دین اپنی دعاؤں میں خاتمہ بالخیر کی دعا کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ہمیں بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے اور سکرات کے عالم میں بھی ہماری زبان پر کلمۂ طیبہ جاری و ساری فرمائے اور ہمیں موت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے۔

کس بات کا خطرہ؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ ''اے دلوں کے پلٹنے والے رب! میرے دل کو اپنی اطاعت پر ثابت رکھ'' تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کثرت سے یہ دعا کیوں مانگتے ہیں کیا آپ کو کسی بات کا خطرہ ہے؟ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا کہ ''عائشہ مجھے اپنے آپ پر کیسے اطمینان ہو سکتا ہے جب کہ تمام انسانوں کے دل اللہ رب العزت کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جب چاہے اپنے جس بندے کے دل کو چاہے پھیرنے پر قادر ہے''۔ (التذکرۃ فی احوال

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! کوئی بڑے سے بڑا عبادت گزار بھی حتمی طور پر یہ ضمانت نہیں دے سکتا کہ مرتے وقت اس کا انجام کیا ہوگا، یہ تو بس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں سوئے خاتمہ سے بچائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

سوئے خاتمہ کے چند اسباب

بد نظری : مصر میں ایک شخص برابر مسجد میں رہتا تھا، پابندی سے اذان دیتا اور جماعت میں شرکت کرتا، چہرے پر عبادت اور اطاعت کی رونق بھی تھی، اتفاق سے ایک دن جب اذان دینے کے لئے مسجد کے مینار پر چڑھا تو قریب میں ایک عیسائی شخص کی خوبصورت لڑکی پر نظر پڑی جسے دیکھ کر وہ اس پر دل و جان سے فریفتہ ہو گیا اور اذان چھوڑ کر وہیں سے سیدھے اس مکان میں پہونچا، لڑکی نے پوچھا کیا بات ہے؟ میرے گھر میں کیوں آیا؟ اس نے جواب دیا میں تجھے اپنا بنانے آیا ہوں اس لئے کہ تیرے حسن نے میری عقل کو ماؤف کر دیا ہے۔ لڑکی نے جواب دیا کہ میں کوئی تہمت والا کام نہیں کرنا چاہتی ہوں، تو اس نے پیشکش کی کہ میں تجھ سے نکاح کروں گا۔ لڑکی نے کہا کہ تو مسلمان اور میں عیسائی ہوں، میرا باپ اس رشتے پر تیار نہ ہوگا تو اس شخص نے کہا میں خود ہی عیسائی بن جاتا ہوں چنانچہ اس نے محض اس لڑکی سے نکاح کی خاطر عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ **(نعوذ باللہ من ذلک)**

لیکن ابھی وہ دن بھی پورا نہ ہوا تھا کہ یہ شخص اس گھر میں رہتے ہوئے کسی کام کے لئے چھت پر چڑھا اور کسی طرح وہاں سے گر پڑا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی یعنی دین بھی گیا اور لڑکی بھی ہاتھ نہ آئی۔ (التذکرہ ۴۳)

شراب نوشی: معبد جہنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ملک شام میں ایک شرابی شخص کو مرتے وقت کلمہ کی تلقین کی گئی تو اس نے جواب میں کلمہ پڑھنے کی بجائے

یہ الفاظ کہنے شروع کیۓ ''اَشْرِبْ وَاَسْقِنِیْ'' خود پی اور مجھے بھی پلا یعنی اس کے دماغ پر شراب نوشی ہی مسلط رہی۔ (التذکرۃ فی احوال الموتیٰ ۴۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بکثرت شراب نوشی سے بھی آدمی بدانجامی سے دوچار ہوتا ہے یہ گناہ تمام تر گناہوں کی جڑ اور بنیاد ہے اور سوئے خاتمہ کا بڑا سبب ہے، لیکن افسوس صد افسوس آج بے شمار مسلمان اس بدترین جرم کے مرتکب ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس گناہ عظیم سے بچائے۔

گستاخی کا انجام: ایک شخص جس کا نام زرعہ تھا اس نے میدان کربلا میں ریحانۃ الرسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر پانی کی طرف جانے سے روک دیا تھا اور اپنے تیر سے آپ کی گردن کو زخمی کر دیا تھا، اس کے اس عمل پر سیدنا امام حسین کی زبان سے یہ بد دعا نکلی کہ ''اے اللہ اسے پیاسا کر دے، اے اللہ اسے پیاسا کر دے'' راوی کا بیان ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو زرعہ کے مرض الموت میں اس کے پاس حاضر تھا کہ اس کا عبرت ناک انجام یہ تھا کہ وہ بیک وقت پیٹ کی طرف سخت گرمی اور پیٹھ کی طرف سخت سردی محسوس کر کے چیخ رہا تھا۔ اس کے سامنے لوگ پنکھا جھل رہے تھے جبکہ اس کی پیٹھ کی طرف انگیٹھی رکھی ہوئی تھی اور وہ کہے جا رہا تھا کہ ''مجھے پانی پلاؤ پیاس سے میں مرا جا رہا ہوں'' چنانچہ ایک بہت بڑا ٹب لایا گیا جس میں ستو یا دودھ تھا، وہ اتنا زیادہ تھا کہ پانچ آدمی مل کر بھی نہ پی پاتے، مگر وہ سب اکیلا ہی پی گیا اور پھر بھی پیاس پیاس پکارتا رہا، اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح بڑا ہو گیا تھا۔ (مجانی الدعوۃ ۵۱)

بہتان اور بد دُعا: حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات صحابہ میں سے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کوفہ کے گورنر تھے۔ اہل کوفہ میں سے کچھ لوگوں نے ان کے بارے میں شکایتیں حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ تک پہنچائیں جن میں یہ شکایت بھی تھی کہ وہ نماز بھی اچھی طرح سے نہیں پڑھاتے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مدینہ منورہ بلا کر تحقیق فرمائی تو آپ نے جواب دیا کہ میں تو انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق نماز پڑھاتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ واقعی آپ سے یہی امید تھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو مزید تحقیق کے لئے کوفہ بھیجا کہ وہ مسجد مسجد جا کر معلوم کریں کہ کوفہ والوں کا حضرت سعد کے بارے میں کیا نظریہ ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جس مسجد میں بھی تحقیق کی وہاں کے لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تعریف کی، مگر جب یہ لوگ بَنِی عَبَس میں پہنچے تو وہاں ایک شخص جس کا نام اسامہ اور کنیت ابوسعدہ تھی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ جب آپ اللہ کا واسطہ دے کر تحقیق کرتے ہیں تو سنئے! کہ سعد نہ تو جہاد میں جاتے ہیں اور نہ غنیمت کو تقسیم کرنے میں برابری کرتے ہیں اور نہ فیصلوں میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔ اس کے یہ الزام سن کر حضرت سعد نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اب میں تین بددعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہو اور محض ریاکاری اور شہرت کے لئے اس نے یہ جھوٹے الزام لگائے ہوں تو (۱) اس کی عمر لمبی فرما (۲) اس کے فقر و فاقہ کو طویل کردے (۳) اور اسے فتنوں میں مبتلا کردے۔

اس روایت کے راوی عبدالملک کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس شخص کو اس حال میں دیکھا کہ انتہائی بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھنویں تک اس کی آنکھوں پر لٹک آئی تھیں لیکن وہ راستہ چلتی لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے باز نہ آتا تھا اور جب اس سے اس کا حال پوچھا جاتا تو جواب دیتا کہ "شَیْخٌ مَّفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِیْ دَعْوَۃُ سَعْدٍ" یعنی فتنہ میں مبتلا بوڑھا ہوں، مجھے حضرت سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔ (بخاری شریف ۱/۱۰۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس طرح

کے بے شمار عبرتناک واقعات تاریخ کے صفحات پر محفوظ ہیں، تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جن بدنصیبوں نے بھی اللہ کے نیک بندوں کو ستایا، ان کی توہین کی، انہیں رسوا کرنے کی کوشش کی ان کا حشر بہت برا ہوا۔ تھوڑے سے دنیوی فائدے کے لئے انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو ناراض کر کے اپنی آخرت کو برباد کرلیا۔ یہ ذہن میں محفوظ کرلینا چاہئے کہ برے خاتمہ کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب اولیائے کرام اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے ساتھ بغض وعداوت بھی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے "مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیّاً فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ" یعنی جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیتا ہوں۔ (بخاری شریف ۹۶۳/۲)

اس لئے ہر مسلمان کو کسی بھی اللہ والے کی شان میں گستاخی اور زبان درازی سے پوری طرح احتراز کرنا لازم ہے تا کہ وہ خاتمہ بالخیر کی دولت سے محروم نہ ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں زندگی کے آخری لمحہ تک اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سارے بزرگوں سے محبت رکھنے اوران کے احترام کی توفیق عطا فرمائے۔

خاتمہ بالخیر نعمتِ عُظمٰی

جس شخص کو ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے ساتھ دنیا سے رحلت نصیب ہو جائے تو یہ ایسی عظیم دولت ہے جس کے مقابلہ میں کائنات کی ہر دولت ہیچ ہے۔ اس لئے ان تمام اسباب کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے جو حسن خاتمہ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ نفع بخش اور مفید چیز علما اور اولیاء اللہ سے تعلق اور محبت ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے جتنا زیادہ تعلق رکھے گا ان شاء اللہ آخرت میں وہ اتنا ہی کامیاب وکامراں ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" یعنی آدمی کا حشر اس کے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی شریف)

تو اگر ہماری محبت اولیاء اللہ کے ساتھ ہوگی تو ان شاء اللہ ہمارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔ حضرت یزید ابن شجرہ ارشاد فرماتے ہیں کے مرتے وقت آدمی کے سامنے اس کے اہل مجلس پیش کئے جاتے ہیں اگر وہ لہو ولعب والی سوسائٹی میں پڑا رہا تو وہی لوگ پیش ہوتے ہیں اور اگر اہل خیر کے ساتھ تعلق رکھتا تھا تو انہیں کو پیش کیا جاتا ہے۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! بہر حال صُلحا اور اولیاء اللہ سے عقیدت و محبت خاتمہ بالخیر کا بہترین اور مؤثر ذریعہ ہے اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔

خاتمہ بالخیر سے مراد محض موت کا آسانی سے آجانا ہی نہیں ہے کیونکہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے صالح اور بزرگ حضرات کبھی کبھی خطرناک حادثہ سے دوچار ہوکر اچانک وفات پا جاتے ہیں اور کبھی کوئی بدعمل شخص بڑی آسانی اور اچھی حالت میں رحلت کر جاتا ہے۔ بلکہ خاتمہ بالخیر کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کا ایمان اس کی موت کے وقت سلامت ہو اور وہ اپنے بہترین اعمال اور رحمتِ خداوندی کا امیدوار ہوکر بارگاہ الٰہی میں پہونچے، ایسی مبارک کیفیات کے ساتھ اگر کسی بندے کو بستر مرگ پر تکلیف کے ساتھ یا اچانک کسی حادثہ میں موت واقع ہو بھی جائے تب بھی اسے خاتمہ بالخیر ہی کہیں گے۔

زبان پر کلمۂ طیبہ

رسولِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے مٹھاس عطا فرما دیتا ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ مٹھاس عطا کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ اسے انتقال سے قبل ایسے اعمال خیر کی توفیق عطا کرتا ہے کہ اس کے پاس پڑوس میں رہنے والے اس سے خوش ہوتے ہیں اور بعد میں اس کی تعریف کرتے ہیں۔

(الزواجر،عن ابن حبان)

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کا مرتے وقت آخری کلام کلمۂ شہادت اور کلمۂ طیبہ ہو اور دل کے کامل یقین کے ساتھ وہ اسے پڑھے تو ان شاء اللہ اسے جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

میت کے کپڑے

قریب الموت شخص کا لباس پاکیزہ اور صاف ہونا چاہئے۔ لہٰذا مرنے والے کے اہل خانہ کو اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اگر مرنے والے کا لباس مَیلا یا کسی وجہ سے ناپاک ہو جائے تو اسے فوراً اتار کر صاف ستھرا لباس پہنا دیں۔ جیسا کہ حضرت ابوسلمہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں ''لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جَدِيْدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَيِّتُ يُبْعَثُ فِيْ ثِيَابِهِ الَّتِيْ يَمُوْتُ فِيْهَا'' جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے نئے کپڑے منگا کر پہنے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مرنے والا ان کپڑوں میں ہی اٹھایا جائے گا جن میں اس نے وفات پائی ہوگی۔
(ابوداؤد)

جمعہ کو مرنا

جمعہ کے دن موت آنا باعثِ نجات ہے لیکن دن اور وقت چونکہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے اس لئے مرنے والے کی سعادت مندی کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم پر مبنی ہے۔ بہرحال جس شخص کو جمعہ کے دن موت آئی ہو تو لوگ خیال کرتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں وہ نیک انسان تھا۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ'' جو شخص جمعہ کے دن یا شب

جمعہ مرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (ترمذی شریف)

پیر کے دن سُنّت

پیر کے دن کی موت بھی باعث فضیلت ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال اسی دن ہوا تھا، یہی وجہ ہے کہ اہل محبت پیر کے دن کو بڑا افضل سمجھتے ہیں۔اس بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے آخری بار حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی جب آپ نے پردہ اٹھایا اور لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے ہوئے کھڑے تھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو آپ نے اپنی جگہ پر کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا اور پردہ ڈال دیا اور اسی دن کے آخری حصہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور یہ پیر کا دن تھا۔ (نسائی شریف)

نزع کے وقت کیا کریں؟

☆ جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں یعنی مرنے والے کے
دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں، ناک کج (ٹیڑھی) ہو جائے اور کنپٹیوں میں گڑھے پڑ جائیں تو سنت یہ ہے کہ دائیں کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں یا چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو منہ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو منہ کرنے میں تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔ (درمختار)

☆ جانکنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی ہو اسے تلقین کریں۔یعنی اس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" میں گواہی دیتا ہوں کہ

اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور میں
گواہی
دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔
مگر اس کو پڑھنے کے لئے حکم نہ کریں اس لئے کہ وہ سخت مشکل کا وقت ہے،
خدانخواستہ وہ پڑھنے سے انکار کردے یا منہ سے کچھ اور نکل جائے۔ جب
اس
نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کردے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے
کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' ہو۔ (عالمگیری)

☆ تلقین کرنے والا نیک اور پرہیزگار شخص ہو۔
☆ مستحب یہ ہے کہ اس کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کریں اور (کچھ دوری پر) لوبان یا اگر بتیاں سلگا دیں۔ (تاکہ خوشبو ہو) (عالمگیری)
☆ مکان میں کوئی تصویر یا کُتّا نہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں رحمت کے ملائکہ نہیں آتے، نزع کے وقت اپنے اور اس کے لئے دعائے خیر کرتے رہیں۔

مومن کی روح کیسے قبض ہوتی ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ج وَلَكُمْ فِيْهَا مَاتَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَاتَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ

رَّحِیْــــمٍ o بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے، ان پر (موت کے وقت) فرشتے اترتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے، ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو، مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ (حٰم السجدہ، آیت ۳۰۔۳۲)

اس آیتِ مبارکہ کی وضاحت ہمیں حدیث پاک میں ملتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک الموت جب کسی نیک اور صالح بندے کی روح قبض کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ تو اس شان کے ساتھ آتے ہیں کہ ان کے ساتھ حسین اور خوبصورت چہروں والے فرشتوں کی ایک مقدس جماعت ہوتی ہے۔ یہ فرشتے جنّتی کفن اور جنّتی خوشبو لیکر آتے ہیں اور حضرت مَلک الموت علیہ السلام اپنے نرم و شیریں لہجے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ "اُخْــرُجِــیْ اَیَّتُهَــا الـنَّـفْــسُ الطَّیِّبَةُ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ اُخْرُجِیْ حَمِیْدَةً وَّاَبْشِرِیْ بِرُوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ" یعنی نکل جا اے پاک جان! جو پاک بدن میں تھی نکل، تو قابلِ تعریف ہے اور تو راحت اور خوشبو اور اس رب کی بشارت حاصل کر جو تجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ پھر فرشتوں کی مقدس جماعت اس روح کو جنّتی کفن میں لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آسمانی ملائکہ کی جماعت یہ کہہ کر اس پاک روح کا استقبال کرتی ہے کہ "خوش آمدید" اے پاک جان! جو پاک بدن میں تھی، داخل ہو جا، تو قابلِ تعریف ہے اور تجھ کو راحت و ریحان اور اس رب کے دیدار کی بشارت دی جاتی ہے جو تجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوگا پھر فرشتوں کے اس نعرہائے مبارکباد کی گونج میں یہ مبارک روح دربارِ الٰہی تک باریاب ہوتی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

کافر کی روح کیسے نکلتی ہے؟

اللہ عزوجل قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَلَوْ تَرٰیٓ اِذِالظّٰلِمُوْنَ فِی غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ ○ اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا، بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے۔ (سورۂ انعام، آیت ۹۲)

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ملک الموت جب کسی بُرے اور بدکار کی روح قبض کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں تو ان کے ساتھ کالے کالے چہروں والے ڈراؤنی شکل والے، عذاب کے فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے جن کے ساتھ ایک ٹاٹ ہوتا ہے اور ملک الموت اس بدکار انسان کے سر ہانے بیٹھ کر نہایت تلخ اور سخت لہجے میں یہ کہتے ہیں "اُخْرُجِیْ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَةُ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الْخَبِیْثِ اُخْرُجِیْ ذَمِیْمَةً وَّ اَبْشِرِیْ بِحَمِیْمٍ وَّ غَسَّاقٍ وَّ اٰخَرَ مِنْ شَکْلِهٖ اَزْوَاجٍ" نکل اے خبیث جان! جو خبیث بدن میں تھی، نکل تو لائقِ مذمت ہے اور تجھ کو گرم گرم پانی اور جہنمیوں کے پیپ اور اسی طرح کے قسم قسم کے عذابوں کی وعید ہے۔

پھر عذاب کے فرشتے اس روح کو جب جہنمی ٹاٹ میں لپیٹ کر آسمانوں کا رُخ کرتے ہیں تو اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور آسمانوں کے فرشتے اس روح کو یہ کہہ کر دھتکارتے اور پھٹکارتے ہیں کہ اے خبیث جان! جو خبیث بدن میں تھی ہم تیرے لئے خوش آمدید نہیں کہتے، تو واپس لوٹ جا، تو قابلِ مذمت ہے، اس لئے تیرے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور تو

اس قابل نہیں کہ دربارِ الٰہی تک تیری رسائی اور باریابی ہو سکے۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کریں کہ جب بندہ نیک ہو اور نیکیاں کرنا اس کی عادت ہو تو اس پر خصوصی کرم ہوتا ہے کہ موت کے وقت اُسے راحت ملتی ہے اور فرشتے اُس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور آسمانوں میں مبارکبادیاں اور خوشخبریاں دی جاتی ہیں اور خدا نہ کرے! بندہ اگر بدکار ہو، زندگی میں بھی مصیبتیں اور موت کے وقت بھی فرشتوں کی ڈراؤنی شکل اور بعد موت قبر کے عذاب میں مبتلا ہونا نیز فرشتوں کی دھتکار و پھٹکار کا مستحق ہوتا ہے۔ اللہ کی پناہ! معلوم ہوا کہ ایک مومن کے مرنے اور ایک کافر کے مرنے میں زمین و آسمان کے برابر فرق ہے۔

وفات کی خبر پر کیا کریں؟

وفات کی خبر پر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا) پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے صابرین کی شان بیان فرمائی کہ جب ان کو مصیبت پہنچے تو وہ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھتے ہیں۔ یعنی وہ بجائے بے قراری اور ناشکری کے یہ کہتے ہیں کہ ہم خود اپنے جان و مال کے مالک نہیں بلکہ سب کچھ اللہ کی مِلک اور اسی کے قبضہ میں ہے۔

ہر چیز اسی کی ہے اگر مالک اپنی چیز لے لے تو بندہ کو کیا شکایت؟ نیز اس کا مصیبت بھیجنا ہمارے حق میں مصلحت اور حکمت ہے جیسے مہربان طبیب بدہضمی میں کھانے سے روکتا اور پھر بہتر دوا دیتا ہے یا پھر کڑوی دوائیں پلاتا ہے جس سے شفا حاصل ہوتی ہے، ایسے ہی ہمارا رب اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے گا، اگر یہاں بدلہ نہ بھی ملے تو کیا ہے ''وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''، ہم تو اسی کی طرف رجوع کریں گے، وہ جس میں راضی ہم بھی اسی میں راضی، اس کی رضا بہترین جزا ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم آخرت میں وہاں پہنچیں گے جہاں کوئی خطرہ نہ ہوگا اور بلا واسطہ ہر طرح اس کے قبضے میں ہوں گے۔ یقیناً جو کچھ صبر پر وعدے فرمائے گئے ہیں وہاں سب ملیں گے اور وہاں

کی بخشش کے مقابل یہاں کی مصیبت کی کوئی حقیقت نہیں۔

جب روح قبض ہو جائے

☆ جب روح پرواز کر جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سَر پر لے جا کر گِرہ دے دیں کہ مُنہ کھلا نہ رہے اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں۔

☆ میت کی آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں "بِسۡمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ یَسِّرۡ عَلَیۡهِ اَمۡرَهٗ وَ سَهِّلۡ عَلَیۡهِ مَا بَعۡدَهٗ وَ اَسۡعِدۡهٗ بِلِقَآئِکَ وَ اجۡعَلۡ مَا خَرَجَ اِلَیۡهِ خَیۡراً مِمَّا خَرَجَ عَنۡهُ" اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملت پر، اے اللہ تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر آسان کر اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (آخرت) اسے اس سے بہتر کر جس سے (دنیا) نکلا۔

☆ غسل اور کفن و دفن میں جلدی کرنا چاہیئے، خواہ مخواہ انتظام یا کسی کے بھی انتظار میں وقت ضائع نہ کیا جائے کہ حدیث میں اس کے حوالے سے بہت تاکید آئی ہے۔

جنازے میں جلدی کرو

نبیِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اَسۡرِعُوۡا بِالۡجَنَازَةِ فَاِنۡ تَکُ صَالِحَةً فَخَیۡرٌ تُقَدِّمُوۡهَا اِلَیۡهِ وَ اِنۡ تَکُ غَیۡرَ ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوۡنَهٗ عَنۡ رِّقَابِکُمۡ" جنازہ کو لے جانے میں جلدی کرو اس لئے کہ اگر وہ اچھا آدمی ہے تو تم اس کو بہتر ٹھکانے تک جلدی پہنچاؤ گے اور اگر وہ اچھا نہیں ہے تو تم اپنے کاندھوں سے بُرائی کا بوجھ دور کرو گے۔ (مسلم شریف)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے "وَ عَجِّلُوۡا بِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَنۡبَغِیۡ لِجِیۡفَةِ مُسۡلِمٍ اَنۡ تُحۡبَسَ بَیۡنَ ظَهۡرَانَیۡ اَهۡلِهٖ" اور اس کی تیاری میں جلدی کرو کیوں کہ کسی

مسلمان کی لاش کا اس کے گھر والوں کے درمیان پڑے رہنا مناسب نہیں ہے۔

(ابوداؤد شریف، شامی)

اس تعجیل (جلدی کرنے) کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرات فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا جمعہ کی صبح کو انتقال ہو جائے تو محض اس وجہ سے جمعہ کی نماز تک جنازہ میں تاخیر کرنا مکروہ ہے کہ اس کی نمازِ جنازہ میں بڑا مجمع شریک ہو جائے گا بلکہ جیسے ہی تیاری مکمل ہو نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دینا چاہئے۔

(درمختار، ۱۳۶/۳)

☆ میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں۔ (عالمگیری)

☆ حدیث ہے کہ میت اپنے دَین (قرض) میں مقید ہے، ایک روایت میں ہے کہ اس کی روح معلق رہتی ہے جب تک دَین نہ ادا کیا جائے۔ اس لئے میت

کے ذمہ قرض یا جس قسم کے دَین ہوں جلد از جلد ادا کر دیں۔

☆ پڑوسیوں اور اس کے دوست واحباب کو اطلاع دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور اس کے لئے دعا کریں گے کہ ان پر حق ہے کہ اس کی نماز پڑھیں اور

دعا کریں۔ (عالمگیری)

☆ عورت انتقال کر گئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اس کے پیٹ میں بچہ مر گیا اور عورت کی جان پر بنی ہوئی ہو تو پیٹ کاٹ کر بچے کو نکالا جائے

اور بچہ زندہ ہو تو کیسی بھی تکلیف ہو پیٹ کاٹ کر بچے کو نکالنا جائز نہیں۔

(عالمگیری، درِمختار)

ماتم کرنا حرام ہے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "لَیۡسَ مِنَّامَنۡ ضَرَبَ الۡخُدُوۡدَ وَشَقَّ الۡجُیُوۡبَ وَدَعَا بِدَعۡوَی الۡجَاھِلِیَّۃِ" وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں پر ضرب لگائی، گریبان پھاڑے اور زمانۂ جاہلیت کے الفاظ کا استعمال کیا۔(غم کی وجہ سے)

(بخاری و مسلم)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حدیث شریف میں "لَیۡسَ مِنَّا" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور طریقہ پر نہیں، وہ ہمارے دین پر نہیں۔ان الفاظ سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اہلِ خانہ پر لازم ہے کہ افرادِ خانہ میں کسی کے انتقال پر زمانۂ جاہلیت کی طرح ماتم،غم نہ منائیں کہ ایسا کرنا جاہلوں کا طریقہ ہے۔

مصیبت کے وقت جس شخص نے بھی اپنے رخساروں پر طمانچے مارے یا گریبان پھاڑا یا پگڑی کو اتار پھینکا، اپنے سر کو دیوار پر مارا، بال کاٹ دیئے، یا زمانۂ جاہلیت کی طرح ہائے مصیبت، ہائے ہلاکت،،اس طرح ہائے ہائے کرتے ہوئے سینہ کوبی کی، یہ سب دین سے دور ہونے کی علامات ہیں۔

اظہارِ غم یوں کریں

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا وفات کے قریب ہے آپ تشریف لائیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام کے ساتھ پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ جو چیز عطا فرماتا ہے وہ واپس بھی لے لیتا ہے لٰہذا صبر کیا جائے اور

ثواب کی امید کی جائے۔آپ کی صاحبزادی نے پھر قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔اب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، حضرت معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ اور کچھ افراد بھی تھے۔ جب آپ تشریف لائے تو بچے کو آپ کے سامنے لایا گیا بچے کا سانس مُضطرب تھا یعنی وفات کا وقت بہت قریب تھا (آپ نے جب اس حالت کو دیکھا) تو آپ کی آنکھوں نے آنسو بہانا شروع کر دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ (یعنی رونے کی کیا وجہ ہے) اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالی ہے بیشک اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے جو رحم کرنے والے ہوں۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے حضرت علی بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہیں، ان کی وفات پر اَشک بار ہوئے اور فرمایا کہ یہ اسی محبت کا نتیجہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے تعلق سے ڈالی ہے۔ معلوم ہوا کہ آنسو بہانا اگر دلی محبت کے نتیجہ میں ہو اور چلاّ کر نہ ہو نیز دکھاوے کے لئے بھی نہ ہو تو نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ باعثِ نزول رحمت ہے۔

غسل دینے والے کی فضیلت

میت کو غسل دینے کا اجر بے پناہ ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق میت کو غسل دینے والا گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ غرضیکہ خلوص دل کے ساتھ مردے کو نہلانے، کفن دینے، جنازہ پڑھنے سے انسان کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی

سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میت کو غسل وکفن دیا اور خوشبو لگائی، کاندھا دیا، اس کی نماز پڑھی اور اس کے عیوب ظاہر نہ کیے تو وہ گناہوں سے ایسے ہی پاک ہو جاتا ہے جیسے پیدائش کے دن پاک تھا۔ (ابن ماجہ)

میت کو نہلانے کا طریقہ

☆ میت کو نہلانا فرضِ کفایہ ہے۔ (عالمگیری)

☆ جس چارپائی، تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو (لوبان یا اگربتی) سلگتی ہو اسے اتنی بار چارپائی یا تختہ وغیرہ کے گرد (میت کو اُس پر لٹانے سے پہلے) پھرائیں اور اب اس پر میت کو لِٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں، بہتر یہ ہے کہ چاروں طرف پردہ کر لیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر

پہلے استنجا کرائے یعنی آگے پیچھے سے اس کا ستر پانی ڈال کر پاک کرے پھر وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں، پھر پاؤں دھوئیں، میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک

میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔ ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں، مسوڑوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال گُلِ خیرو یا بیسَن یا کسی اور پاک چیز سے اور کچھ نہ ملے تو صرف پانی سے دھو دیں۔

☆ غسل کا پانی نیم گرم کر لیں، ممکن ہو تو بیر کی پتی ملا کر جوش دیں اور چھان لیں۔

☆ میت کو بائیں کروٹ لٹا کر داہنے پہلو کو سر سے پاؤں تک پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے، پھر دائیں کروٹ لٹا کر غسل دیں تاکہ سب جگہ پانی پہنچ

جائے، پھر پیٹھ کی طرف سہارا دے کر بٹھائیں اور شکم اوپر سے نیچے کی طرف نرمی سے ملیں اور کچھ نجاست نکلے تو صاف کریں، وضو وغسل کا اعادہ نہ کریں، آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں، پھر اس کے بدن کو کسی

پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دیں۔

☆ نہلانے والا شخص باطہارت ہو، بہتر تو یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا کوئی قریبی

رشتے دار ہو، وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار اور پرہیز گار ہو۔ (عالمگیری)

☆ ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت۔ نہلاتے وقت اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں، یا قبلہ کی طرف پاؤں کریں یا جو آسان ہو کریں۔ (عالمگیری)

☆ نیز نہلانے والے کو چاہئے کہ بقدر ضرورت اعضائے میت کی طرف نظر کرے، بلاضرورت کسی عضو کی طرف نہ دیکھے۔ (جوہرہ)

☆ مرد کو مرد اور عورت کو عورت غسل دے اور چھوٹے لڑکے لڑکی (حد شہوت کو نہ پہنچے ہوں) کے غسل میں اختیار ہے چاہے مرد دے یا عورت۔

☆ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔

☆ مرد اپنی بیوی کو نہ نہلا سکتا ہے اور نہ ہی چھو سکتا ہے۔ کندھا لگانے، دیکھنے اور قبر

میں اتارنے کی ممانعت نہیں ہے، صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (درمختار)

☆ عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ غسل دے۔ تو تیمّم کرایا

جائے، پھر تیمّم کرانے والا محرم ہوتو ہاتھ سے تیمّم کرائے اور اجنبی ہوا گرچہ شوہر ہوتو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر زمین پر ہاتھ مارے اور تیمّم کرائے اور شوہر کے ساتھ کوئی اجنبی ہوتو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی حاجت نہیں۔ (درمختار، عالمگیری)

☆ مرد کا انتقال ہوا اور نہ وہاں کوئی مرد ہے نہ اس کی بیوی تو جو عورت وہاں ہے اسے تیمّم کرائے، پھر اگر عورت محرم ہے یا اس کی باندی تو تیمّم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی ضرورت نہیں ہے اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے۔ (عالمگیری)

تَیمُّم کرانے کا طَریقہ

☆ میت کو تیمّم کرانے کا طریقہ وہی ہے جو زندوں کا ہے یعنی میت کو تیمّم کرانے والا شخص دونوں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے زمین یا کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو اس پر پہلی ضرب سے دونوں ہتھیلیاں میت کے چہرے پر پھیرے، پھر دوسری مرتبہ یوں ہی زمین پر ہاتھ مار کر دونوں ہتھیلیوں سے اس کے ایک ہاتھ کا مسح کرے، پھر دوسرے ہاتھ کے لئے جدید ضرب دے کر مسح کرے۔

ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنیوں تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے کے پیٹ کو مسح کرتا ہوا گٹے تک لے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے داہنے انگوٹھے کی پشت کو مسح کرے، پھر یوں ہی

داہنے ہاتھ سے بائیں کومسح کرے اور غبار پہنچ گیا ہوتو بھی انگلیوں کا خلال کرے اور غبار نہ پہنچا ہوتو خلال فرض ہے۔

نوٹ: تیمّم میں ترتیب فرض نہیں ہے پہلے ہاتھ کا مسح کرے یا چہرے کا ہر طرح تیمّم ہو جائے گا۔

☆ مرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مرد مگر مسلمان مرد کوئی نہیں ہے، تو عورتیں اس کافر کو نہلانے کا طریقہ بتادیں کہ وہ نہلا دے اور اگر مرد کوئی نہیں چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اسے سکھادیں کہ وہ نہلائیں۔ اسی طرح اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو اس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اس سے نہلوائے، یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اسے بتائے اور وہ نہلائے۔ (عالمگیری)

☆ ایسی جگہ انتقال ہوا کہ پانی وہاں نہیں ملتا تو تیمّم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں۔

(عالمگیری، درمختار)

☆ میت کا بدن اگر ایسا ہوگیا کہ ہاتھ لگانے سے کھال ادھڑے گی تو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہادیں۔ (عالمگیری)

☆ کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ملا تو غسل وکفن دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد وہ باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نماز نہ پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اس میں سر بھی ہے جب بھی یہی حکم ہے اور

اگر سر نہ ہو اور طول میں سر سے پاؤں تک داہنا یا بایاں ایک جانب کا حصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں نہ غسل ہے، نہ کفن، نہ نماز بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ
کر دفن کر دیں۔ (عالمگیری، درمختار)

☆ مُردہ ملا اور یہ نہیں معلوم کہ مسلمان یا کافر ہے تو اس کی وضع قطع مسلمان کی ہو یا
کوئی علامت ایسی ہو جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے یا مسلمانوں کے محلے میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

☆ لڑکا پیدا ہو کر مر گیا، اس کا بھی غسل واجب ہے، چاہیئے کہ اس کا نام رکھیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں، اور جو بچہ مُردہ پیدا ہو یا کچا بچہ پیدا ہوا ہے یعنی اس
کے اعضا درست نہیں ہوئے اس کو بھی غسل دیں اور نام رکھیں اور کپڑے میں
لپیٹ کر دفن کریں اس پر نمازِ جنازہ نہیں ہے۔

مَیّت کو کفن دینا فرضِ کفایہ ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو سفید کپڑوں میں کفناؤ، کفن اچھا ہونا چاہئے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لئے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ میت کو اچھا کفن دو کہ وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن سے خوش ہوتے ہیں۔ (غنیۃ ورد المحتار)

☆ مَرد کو تین کپڑوں میں اور عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا سنت ہے۔ تفصیل یوں ہے۔

(۱) اِزار سر سے لے کر پاؤں تک۔
(۲) چادر، جو اِزار سے ایک ہاتھ بڑی ہو اس کو لفافہ بھی کہتے ہیں۔
(۳) کرتا، گلے سے لے کر پاؤں تک جس میں نہ آستین ہوں نہ کلیاں ہوں اس کو کفنی یا قمیص بھی کہتے ہیں۔

نوٹ: یہ تینوں کپڑے مرد و عورت دونوں کے کفن میں یکساں ہوتے ہیں۔

☆ عورت کے کفن میں دو کپڑے جو زیادہ ہیں ایک اوڑھنی جو تین ہاتھ لمبی ہو، دوسرا سینہ بند جو سینہ سے لے کر رانوں تک ہو۔

☆ کفنِ ضرورت دونوں کے لئے یہ ہے کہ جو میسر آئے اور کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ (درمختار، عالم گیری)

☆ لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ اُسے سَر اور پیر دونوں کی طرف سے باندھ سکیں اور ازار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف سے برابر ہو۔

☆ مَرد کی کفنی مونڈھے پر پھاڑیں اور عورت کے لئے سینہ کی طرف۔ (عالمگیری)

کفن کی تفصیل ایک نظر میں

نام پارچہ	طول	عرض	انداز اُپیائش	کیفیت
ازار	۲رگز	ارگز سے ۲رگز	سر سے پاؤں تک	۱۴یا۱۵یا۱۶گرہ عرض کا کپڑا ہو تو ڈیڑھ پاٹ میں ہوگا

لفافہ	۲رگز	ارگز سے ۲رگز	ازار سے چار گرہ زائد	〃 〃
قمیص یا کفنی	۲رگز	ارگز	کندھے سے نصف ساق تک	۱۴گرہ یا ایک گز کی تیار ہوتی ہے دو برابر حصہ کر کے اور چاک کھول کر گلے میں ڈالتے ہیں
سینہ بند	۲رگز	ارگز	زیر بغل سے گھٹنوں تک	〃 〃
سر بند	ارگز	۱۲رگرہ	جہاں تک آجاوے	سر کے بال دو حصہ کر کے اور اس میں لپیٹ کر دائیں بائیں جانب سینے کے رکھے جاتے ہیں

کفن پہنانے کا طریقہ

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو، کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے کر اس طرح بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر، پھر تہبند، پھر کفنی، قمیص اس طرح بچھائیں کہ اس کا اوپر والا سِرا لپیٹ کر میت کے سر رکھنے کی جگہ پر رکھ دیں تا کہ جب میت کو کفن پہنانے کے لئے اُس پر لٹایا جائے تو قمیص کا اوپری حصہ میت کے سینہ کی طرف سے پہنا دیا جائے، اس طرح قمیص کا ایک سِرا میت کے نیچے پہلے ہی رہا اور اب دوسرا سرا میت کے سر سے نکال کر سینہ پر ڈال دیا گیا یعنی قمیص پہنا دی گئی۔

سر، داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور سجدہ کرنے کی جگہوں یعنی پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں، دونوں قدموں پر کافور لگائیں، پھر اِزار یعنی تہبند لپیٹ دیں۔ پہلے بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے، پھر لفافہ لپیٹ دیں،

پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تا کہ داہنا اوپر رہے اور سر اور پیر کی طرف سے زائد نکلا ہوا کپڑے کا حصہ اپنی مُٹھی میں سمیٹ کر باندھ دیں۔ اسی طرح میت کے پیٹ پر بھی باندھ دیا جائے تا کہ کفن کے اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔

عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی پیٹھ کے آدھے حصے کے نیچے سے بچھا کر سرہانے پہلے ہی لا کر رکھ دیں پھر میت کو اُس پر لٹا کر قمیص پہنا دیں اور اوڑھنی کا آدھا حصہ لا کر میت کے منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اس کی لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک رہے اور چوڑھائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک رہے، پھر بدستور ازار ولفافہ لپیٹ دیں، پھر سب سے اوپر سینہ بند سینہ کے اوپر سے ران تک لا کر باندھ دیں۔

(عالمگیری، درمختار)

☆ مَرد کے کفن پر عطر وغیرہ ملیں اور ایسی خوشبو نہ لگائیں جس میں زعفران ملا ہو۔

کیوں کہ یہ مردوں کے لئے جائز نہیں البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے۔

☆ کفن پر عہد نامہ اور میت کے سینہ اور پیشانی پر ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' لکھنا جائز ہے کہ اس سے مغفرت کی امید ہے۔

ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی، پھر کسی نے انہیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا، کہا جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی کہا تو عذاب سے بچ گیا۔ (درمختار)

یوں بھی ہوسکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمۂ طیبہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں، روشنائی سے نہیں۔ (رد

المختار)

جنازہ لے چلنے کا طریقہ

جنازہ لے چلنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ چار شخص چاروں پائے پکڑ کر جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور اگر ۲ شخصوں نے جنازہ اٹھایا، ایک سرہانے ایک پائنتی تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔

چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہے یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر اُس سے بڑا جنازہ ہو تو چار پائی پر لے جائیں۔ (غنیۃ، عالمگیری)

☆ جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے۔

☆ جنازہ لے چلنے میں سرہانہ آگے ہونا چاہئے۔

☆ مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر دائیں پائنتی، پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور ہر طرف دس دس قدم چلے تو کُل چالیس قدم ہوئے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دئے جائیں گے نیز جو جنازہ کے چاروں پاؤں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی

یقیناً مغفرت فرمادے گا۔ (جوہرہ، عالمگیری)

☆ جنازہ درمیانی رفتار سے لے جائیں اس طرح نہ لے جائیں کہ میت کو جھٹکا لگے، ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں۔ (عالمگیری)

☆ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ ہے اور

اگر آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ (عالمگیری)

☆ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش چلنا چاہئے، اپنی موت اور احوالِ قبر کو پیشِ نظر رکھیں۔ (درمختار)

☆ جنازہ جب تک رکھا نہ جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور نماز کے لئے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں۔ (عالمگیری، درمختار)

☆ جنازہ آڑا رکھیں کہ دائیں کروٹ قبلہ کو ہو۔ (عالمگیری)

☆ جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو، اسے بغیر نماز پڑھے واپس نہیں ہونا چاہئے اور نماز کے بعد اولیائے میت (میت کے گھر والوں) سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے اور دفن کے بعد اجازت کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

☆ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو دنیا کی باتیں کرنا، ہنسنا منع ہے۔ (درمختار)

اُحد پہاڑ سے دُوگنا ثواب

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمان مر جائے اور کھڑے ہو کر ایسے چالیس آدمی اس کے جنازہ کی نماز پڑھ لیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش میت کے حق میں قبول فرمائے گا۔ (مسلم شریف)

☆ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب سمجھتے ہوئے جنازہ کے ساتھ چلا اور نماز پڑھنے اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہا اس کو دو قیراط یعنی دو حصے ثواب ملے گا۔ ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن

سے پہلے واپس ہو گیا تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر واپس ہوا۔ (بخاری شریف)

☆ جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لیا تو فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن جس قدر بھی زیادہ آدمی ہوں اسی قدر میت کے حق میں اچھا ہے کیوں کہ یہ معلوم نہیں کہ کس کی دعا لگ جائے اور اس کی مغفرت ہو جائے۔ ویسے بہتر یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں کم از کم تین تین صف کریں کہ حدیث میں ہے کہ جس کی نمازِ جنازہ تین صفوں نے پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی اور اگر کل سات ہی آدمی ہوں تو ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دو دوسری صف میں اور ایک تیسری صف میں۔ (غنیۃ و بہار)

☆ ہر مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اگر چہ وہ کیسا ہی گنہ گار مرتکبِ کبائر ہو، سوائے اس قسم کے گنہگاروں کے کہ جو باغی امامِ برحق کی بغاوت میں لڑے اور اسی بغاوت کی حالت میں مارا جائے، ڈاکو کہ ڈاکہ ڈالا اور مارا گیا، جس نے کئی آدمیوں کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا یا جس نے اپنے ماں باپ کو مار ڈالا ایسے لوگوں کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔ (عالمگیری، درمختار)

امامت کا حقدار کون؟

نمازِ جنازہ میں امامت کا حق مندرجہ ذیل افراد کو ہے۔

☆ بادشاہِ اسلام

☆ قاضیِ شرع

☆ امام جمعہ

☆ امام محلّہ

☆ اولیائے میت

عورتوں اور نابالغوں کو کسی بھی امامت کا حق نہیں۔ (درمختار)

نمازِ جنازہ کیسے پڑھیں؟

نمازِ جنازہ کی صحت کے لئے شرط ہے کہ جنازہ سامنے ہو اور زمین پر رکھا ہو۔ یعنی کسی جانور وغیرہ پر لدا ہوا نہ ہو، مستحب ہے کہ میت کے سینے کے سامنے امام کھڑا ہو اور میت سے دور نہ ہو۔

فائدہ: جنازہ میں پچھلی صف کو تمام صفوں پر فضیلت ہے۔ (درمختار)

نمازِ جنازہ کی نیت

”نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ اَلثَّنَآءُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالدُّعَآءُ لِھٰذَا الْمَیِّتِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ“

نوٹ: اگر میت عورت ہے تو ”لِھٰذَا الْمَیِّتِ“ کی بجائے ”لِھٰذِہِ الْمَیِّتِ“ کہا جائے۔ اگر عربی زبان میں نیت نہ یاد ہو تو یوں کہے ”نیت کی میں نے نمازِ جنازہ کی اللہ تعالیٰ کے لئے اور دعا کی اس میت کے لئے پیچھے اس امام کے رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف“

نوٹ: امام لفظ ”پیچھے اس امام کے“ نہ کہے۔

☆ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا مثل عام نمازوں کے باندھ لے اور ثناء پڑھے یعنی: ”سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَ جَلَّ ثَنَآئُکَ وَ لاَ اِلٰہَ غَیْرُکَ“ پھر بغیر ہاتھ اُٹھا کر ”اَللّٰہُ اَکْبَرُ“ کہے اور درود شریف پڑھے، بہتر وہی درود

ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

اگر اس کے علاوہ کوئی اور درود شریف پڑھا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت کے لئے اور تمام مومنین و مومنات کے لئے عربی زبان میں وہ دعائیں پڑھے جو احادیث مبارکہ میں آئی ہیں۔

اگر میت بالغ مرد یا عورت ہو تو یہ دعا پڑھے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثٰنَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ"

اے اللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مُردوں کو اور ہمارے حاضروں کو اور ہمارے غائبوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مَردوں کو اور ہماری عورتوں کو اے اللہ! ہم میں سے تو جسے زندہ رکھے تو اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جسے موت دے تو اُسے ایمان پر موت دے۔

اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دُعا پڑھیں "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا" اے اللہ اس بچے کو تو ہمارے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لئے اَجر و ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنا دے۔

اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھیں "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً" اے اللہ! اس بچی کو تو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ

اور سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی جانے والی بنا دے۔

پھر اللہ اکبر کہیں، اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں، اس چوتھی تکبیر کہتے ہی بلا کچھ پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیریں۔ خیال رہے کہ سلام میں میت اور فرشتوں اور حاضرینِ نماز کی نیت رہے۔

☆ تکبیر وسلام کو امام جہر کے ساتھ کہے باقی تمام چیزیں آہستہ پڑھے۔

نمازِ جنازہ کے ارکان

نمازِ جنازہ میں دو فرائض ہیں: (۱) چار تکبیریں (۲) قیام

لیکن امام بیمار تھا اس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی تو نماز ہوگئی۔

سننِ مؤکدہ

نمازِ جنازہ میں سننِ مؤکدہ تین ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی ثنا

☆ درود شریف

☆ میت کے لئے دعا

اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں ایسے وقت پہونچا کہ بعض تکبیریں چھوٹ گئیں وہ اپنی چھوٹی ہوئی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ ڈر ہو کہ دعائیں پوری کرنے سے پہلے لوگ میت کو کندھے تک اٹھا لیں گے تو صرف تکبیر کہہ لے، دعائیں نہ پڑھے۔ (درمختار)

جو شخص چوتھی تکبیر کے بعد آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا ہو نماز میں شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی تکبیریں یعنی ''اللہ اکبر'' کہہ لے۔ (درمختار)

نماز جنازہ کے اہم مسائل

☆ مسجد میں نمازِ جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر۔

☆ جمعہ کے دن کسی شخص کا انتقال ہوا تو جمعہ سے پہلے تجہیز و تکفین ہو سکے تو پہلے ہی
کرلیں، اس خیال سے روک رکھنا کہ جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا، مکروہ ہے۔
(ردالمحتار)

☆ میت کو بغیر نمازِ جنازہ پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر
پر نمازِ جنازہ پڑھیں، جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور اگر مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں۔ (درمختار)

☆ مسلمان کا بچہ زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا تو اس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں گے اور اگر مرا ہوا پیدا ہو تو ویسے ہی نہلا کر ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے اس کے لئے نہ سنت طریقہ پر غسل و کفن ہے اور نہ ہی
نمازِ جنازہ۔

☆ جو بچہ سر کی جانب سے پیدا ہوا اور سینہ نکلنے تک زندہ رہا پھر مر گیا تو وہ زندہ مانا جائے گا اور جو پاؤں کی طرف سے پیدا ہوا اور کمر نکلنے تک زندہ رہا پھر مرا تو زندہ مانا جائے گا۔ (درمختار)

☆ بچہ چاہے زندہ پیدا ہو یا مرا یا پورا بنا ہوا ہو یا ادھورا ہر صورت میں اس کا نام رکھا
جائے اور قیامت کے دن اس کا حشر ہوگا۔ (درمختار)

قبر کی حقیقت

''اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ'' قبر جنت

کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ اعمال حسنہ کے ذریعہ تم اپنی قبر کو باغِ جنت بنا سکتے ہو اور اعمالِ بد تمہاری قبر کو جہنم کا ایک حصہ بنا سکتے ہیں۔ لہٰذا نیک عمل کر کے اپنی قبروں کو جنت کا باغ بناؤ، بُرے عمل کر کے اپنی قبروں کو جہنم کا گڑھا ہونے سے بچاؤ۔

قبر کی قسمیں اور ناپ

قبر کی لمبائی میت کے برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی۔ بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی قد کے برابر ہو اور متوسط درجہ یہ ہے کہ سینہ تک ہو۔ (ردالمحتار)

قبر کی دو قسمیں ہیں: (۱) لحد (۲) صندوق۔

لحد: وہ ہے کہ قبر تیار کرنے کے بعد اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ مثل نہر کھودے، اسے بغلی بھی کہتے ہیں۔

صندوق: وہ ہے کہ قبر تیار کرنے کے بعد قبر کی لمبائی میں مثل نہر درمیانِ قبر میت رکھنے کی جگہ کھودیں۔

لحد سُنت ہے لیکن زمین نرم ہو تو صندوق میں حرج نہیں ہے۔ واضح ہو کہ قبر کی ناپ لحد یا صندوق سے لی جاتی ہے نہ کہ جہاں سے کھودنا شروع کیا وہاں سے آخر تک۔

مردہ کو دفن کرنے کا طریقہ

میت کو دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن نہ کریں کہ انبیائے کرام کے لئے مخصوص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں۔ مقصود یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے۔ (درمختار، ردالمحتار)

☆ قبر میں اترنے والے دو، تین یا بقدرِ ضرورت آدمی نیک اور پرہیز گار ہوں،

میت کی کوئی اچھی بات نمایاں ہوتو اسے لوگوں پر ظاہر کریں اور کوئی بات نا مناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔

☆ عورت کا جنازہ قبر میں اُتارنے والے محارم ہوں (شرعاً جس سے پردہ نہ ہو)
یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے، یہ بھی نہ ہوں تو کوئی بھی پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں حرج نہیں۔ (عالمگیری)

☆ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ جنازہ قبلہ کی جانب سے قبر میں
اتارا جائے، ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ قبر کی پائنتی پر رکھیں اور سر کی جانب سے قبر
میں لائیں۔ (درمختار وغیرہ)

☆ میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں "بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" اور ایک روایت میں "بِسْمِ اللّٰهِ" کے بعد "وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" بھی آیا ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

☆ میت کو دائیں طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ رو کریں۔

☆ اگر قبلہ کی طرف منہ کرنا بھول گئے ہوں یا بائیں کروٹ رکھ دیا ہو یا جدھر سرہانا
کرنا چاہئے ادھر پاؤں کر دیا ہو، مٹی دینے سے پہلے یاد آیا تو ٹھیک کر دے ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

☆ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں اور نہ بھی کھولا تو کوئی حرج نہیں۔

☆ قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں اور زمین نرم ہو تو تختے

لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی ہو تو اسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار)

☆ عورت کے جنازے کو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑا یا چادر وغیرہ سے چھپائے رکھیں اور جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ (درمختار)

☆ تختہ لگانے کے بعد مٹی دی جائے، مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں اور ہر بار مٹی دیتے وقت نیچے دی ہوئی ہر

باری کی دعا پڑھیں۔

پہلی بار کہیں: مِنهَا خَلَقنٰكُم

(ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا)

دوسری بار: وَفِيهَا نُعِيدُكُم

(اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے)

تیسری بار: وَمِنهَا نُخرِجُكُم تَارَةً اُخرٰى

(اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے)

یا یہ دعا پڑھیں۔

پہلی بار: اَللّٰھُمَّ جَافِی الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْهِ

(اے اللہ زمین کو اس کے دونوں پہلوؤں سے کشادہ کر دے)

دوسری بار: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرُوْحِهٖ

(اے اللہ اس کی روح کے لئے آسمان کے دروازے کھول دے)

تیسری بار: اَللّٰھُمَّ زَوِّجْهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ

(اے اللہ حور عین کو اُس کی بیوی کر دے)

اور میت عورت ہو تو تیسری بار یہ کہے:

"اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْھَا الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِکَ"

(اے اللہ! اپنی رحمت کے طفیل اسے جنت میں داخل فرما)

باقی مٹی ہاتھ یا کرپی یا پھاوڑا وغیرہ سے جس چیز سے ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زائد ڈالنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

☆ قبر چوکور نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان، قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ زیادہ۔ (عالمگیری)

☆ قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔

☆ مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا اول و آخر پڑھیں۔

☆ سرہانے "الٓمٓ" سے "مُفْلِحُوْنَ" تک اور پائنتی "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" سے ختمِ سورہ تک پڑھیں۔

☆ دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے کہ ان کے رہنے سے میت کو اُنس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوت قرآن اور میت کے لئے دعا و استغفار کریں اور بالخصوص دعا کریں کہ سوالِ نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔ (جوہرہ)

اذان مسلمان کی قبر پر دفعِ شیطان و دفع وحشت و حصولِ اطمینان اور نزولِ برکت کیلئے کہی جائے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

امام احمد و طبرانی و بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ، سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابۂ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اکبر، اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابۂ کرام بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتے رہے، پھر

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے تو ارشاد فرمایا کہ اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اس تسبیح وتکبیر سے دور کردی اور قبر کشادہ فرمادی۔

کچھ اہم مسائل

☆ قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔
(درمختار)

☆ جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ وہاں رہتا نہ ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں اس کی اجازت سے دفن کریں۔

☆ جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو تو غسل وکفن دے کر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں۔ (غنیۃ، ردالمختار)

☆ علما وسادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور اگر قبر کو پختہ نہ کیا جائے
یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔
(بہار شریعت)

☆ اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لئے کچھ لکھ سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو، ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔

☆ اگر زمین بہت تر ہے تو میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق (تابوت) میں رکھ
کر دفن کر سکتے ہیں بلا ضرورت مکروہ ہے۔ اگر تابوت میں رکھ کر دفن کرنے کی
ضرورت ہے تو اس کے مصارف اس میں سے لئے جائیں جو میت نے مال

چھوڑا ہے۔

سنت یہ ہے کہ تابوت میں مٹی بچھا دیں اور داہنے بائیں خام (کچی) اینٹیں لگا دیں اور اوپر کہگل (پلستر کرنے کی مٹی) کر دیں غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے، لوہے کا تابوت مکروہ ہے۔ قبر کی زمین نم ہو تو ڈھول بچھا دینا سنت ہے۔ (ردالمحتار)

☆ قبر کے اس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ رب العزت مسلمانوں کو آگ کے اثر سے

بچائے۔ (عالمگیری)

☆ شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے

قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں۔

☆ قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔ (ردالمحتار)

☆ یوں ہی جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں۔

☆ قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہئے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔ (ردالمحتار)

☆ اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا جائز ہے کہ اموات مسلمین کے لئے دعا قطعاً محبوب اور شرعاً مندوب ہے بلکہ شرع مبارک وقتاً فوقتاً بکثرت اور بار بار تعرض نفحات رحمت کا حکم فرماتی ہے کیا معلوم کس وقت دعا قبول ہو جائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

☆ غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں اس لئے کہ نماز جنازہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان ہو پاک ہو، جنازہ نمازی کے لئے آگے زمین پر رکھا ہو اسی شرط صحت کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

☆ اگر نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک ہے یا جن کے جوتوں کے تلّے ناپاک ہیں اس حالت میں جوتا پہنے نماز پڑھی تو ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہ ہے کہ جوتا اُتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلّا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔ (فتاویٰ رضویہ)

اللہ ربّ العزّت فرماتا ہے:"**وَالَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ**" وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (پ:۲۸،سورۂ حشر،آیت ۱۰)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جس اہم خوبی کا ذکر فرمایا ہے وہ اپنے لئے اور اپنے پہلے گزر جانے والے مومنین کے لئے دعائے مغفرت کرنا ہے، اللہ عزوجل نے اِس مبارک فعل کو بطور تعریف بیان کیا ہے کہ بعد میں آنے والے مسلمان جہاں اپنے لئے دعائے بخشش کرتے ہیں وہاں اپنے اُن مسلمان بھائیوں کے لئے بھی دعائے بخشش کرتے رہتے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔زندہ مسلمان کا مُردہ مسلمانوں کے لئے دعائے بخشش کرنا مُردوں کے عفو و بخشش اور رفعِ درجات کا ذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل جملہ مومنین و مومنات کو غریقِ رحمت فرمائے، جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ درجات نصیب فرمائے اور ہمارے حق میں اُن کی شفاعت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں ہمیشہ بزرگانِ دین اور اپنے

مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب، صدقۂ جاریہ وغیرہا کے تحفے بھیجتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

☆☆☆☆☆

عالم برزخ کا بیان

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسبِ مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو، برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔ (بہار شریعت)

قبر میں انسان کی روح کو لوٹا دیا جائے گا اور فرشتے اس سے سوال کریں گے، رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**فَتَعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ فَیَأتِیْہِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِہٖ**" انسان کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جائے گا، اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے وہ آکر اس شخص کو بٹھائیں گے۔

روح کو لوٹانا، فرشتوں کا آکر اس شخص کو بٹھانا اور سوال و جواب یہ مومنوں، کافروں، نیک، بُرے سب لوگوں سے ایک جیسا ہوگا، البتہ مومنین اور کفار کے جوابات میں فرق ہوگا اور قبر میں راحت و عذاب میں فرق ہوگا۔

مُنکَر نَکِیر کیسے ہیں ؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، دونوں کے رنگ سیاہ ہوں گے، دونوں کی آنکھیں نیلی ہوں گی، ان میں سے ایک کو مُنکَر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ اگر میت سے اسلام کی علامت ظاہر ہو رہی ہوگی تو وہ فرشتہ سوال کرے گا جس کا نام منکر ہوگا اور اگر کفر کی علامت ظاہر ہو رہی ہوگی تو سوال کرنے والے فرشتے کا نام نکیر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ان کو اس صفت (یعنی رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی) پر اس لئے بھیجے گا تا کہ ان میں دہشت اور ہولنا کی پائی جائے اور ان کو دیکھ کر کفار حیران ہو جائیں اور ان سے ڈریں۔ اس طرح وہ جواب دینے میں حیران ہوں گے لیکن مومنوں کی صرف آزمائش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے گا، وہ کسی قسم کا کوئی خوف محسوس نہیں کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ مومن دنیا میں عذابِ قبر اور منکر و نکیر سے ڈرتا ہے تو اس وجہ سے قبر میں اللہ تعالیٰ اسے منکر و نکیر سے امن میں رکھ کر دنیا میں خوف کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

''مُنکَر و نَکیر'' نام کیوں؟

منکر ''اَنْـکَرَ'' سے اور نکیر ''نکر'' سے لیا ہوا ہے اور معنیٰ ان دونوں کا ''نہ پہچانا ہوا'' ہے، یعنی اجنبی۔ ان کا نام منکر نکیر اس لئے ہے کہ میت ان کی صورتیں پہلی مرتبہ دیکھے گا، ان کا چہرہ میت کے لئے بالکل اجنبی ہوگا بس اسی اجنبیت کی وجہ سے انہیں منکر نکیر کہا جاتا ہے۔

ضروری وضاحت

ارشادِ ربانی ہے ''اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ''، تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس آیت سے انسان کو یہ احساس دلایا جارہا ہے کہ تم مرتے دم تک حرص وہوس میں گرفتار رہتے ہو جب کہ تمہارا اصل ٹھکانہ قبر ہے۔ میت کو اس کی قبر میں اپنے اعمال کے اعتبار سے عذاب یا ثواب ہوگا۔ یہ ذہن نشیں کر لینا چاہیئے کہ عذاب وثواب کا تعلق صرف قبر ہی سے نہیں ہے کہ جو قبر میں دفن کیا جائے بس اسی پر عذاب اور اسی کے لئے ثواب ہے، بلکہ اگر بدن گل جائے، خاک میں مل جائے، تو بھی اس پر عذاب وثواب ہوگا، کیوں کہ اس کے اصلی اجزا قیامت تک باقی رہیں گے اور انہیں پر عذاب وثواب ہوگا اور انہیں اجزا سے بروزِ قیامت بدن تیار کیا جائے گا اور یہ اجزا ریڑھ کی ہڈی میں ایسے باریک اور اتنے چھوٹے ہوتے ہیں جو کسی مائیکرو اِسکوپ (Microscope) یعنی خُردبین سے بھی نہیں دیکھے جاسکتے، یہ اجزا ایسے ہوتے ہیں کہ نہ انہیں زمین گلا سکتی ہے، نہ آگ جلاسکتی ہے۔

قبر کے سوالات

دُنیا کی زندگی میں ہر قسم کی ضرورتیں پوری کرنے والا اور اُس کے لئے ہر طرح کی کوشش میں لگے رہنے والا بندہ دنیا کی تمام عیش وعشرت کی چیزوں کو چھوڑ کر محض سفید وسادہ لباس میں ایک ایسے اندھیرے مکان میں آکر زمین پر سو گیا ہے جہاں نہ بیوی ہے نہ بچے، نہ زر ہے نہ زور، بس وہ ہے اور اُس کی تنہائی، اندھیرا ہے اور اِس اجنبی مکان میں ہونے والا ایک ایسا امتحان جس کا پرچہ آج سے چودہ سو برس پہلے ہی نکل چُکا ہے۔ ایسے خطرناک ماحول میں جب بے بس ومجبور، بے یار ومددگار ہوکر بڑی حسرت سے کسی نجات دہندہ اور مددگار کا انتظار کر رہا ہوگا کہ اچانک زمین کو چیرتے ہوئے آنے والے منکر نکیر بہت ہی ڈراوٗنی صورت میں نہایت سختی کے ساتھ، بڑی کڑی آواز میں میت سے تین سوالات کرتے ہیں۔

پہلا سوال: ''مَنْ رَّبُّکَ؟''

تیرا رب کون ہے؟

دوسرا سوال: ''مَا دِیْنُکَ؟''

تیرا دین کیا ہے؟

تیسرا سوال: ''مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُلِ؟''

ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

مومن کے جوابات

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جیسا کہ مذکورہ بیان سے آپ نے معلوم کیا کہ قبر میں ہونے والے امتحان کے سوالات کا پرچہ چودہ سو سال پہلے نکل چکا ہے۔تو اگر دُنیا میں میت نے اُس امتحان کے دینے کی فکر کر کے اسلام کی نصابی کتاب ''قرآنِ مقدس'' کا مطالعہ کیا ہوگا، نیز احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے ارشادات سے زندگی کو سنوارنے کی کوشش کی ہوگی تو اُس امتحان کے موقع پر ان شاء اللہ بلا جھجھک مُنکر نکیر کے ہر سوال کا بڑی آسانی سے خندہ پیشانی کے ساتھ جواب دے گا:

پہلے سوال کا جواب: ''رَبِّیَ اللّٰہُ''

میرا رب اللہ ہے۔

دوسرے سوال کا جواب: ''دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ''

میرا دین اسلام ہے۔

تیسرے سوال کا جواب: ''ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ''

وہ اللہ کے پیارے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

فرشتے کہیں گے تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ مومن بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے کہے گا ''قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰہِ فَاٰمَنْتُ بِہٖ وَ صَدَّقْتُ'' یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔ سبحان اللہ!

مومن بندے کے اس پیارے جواب پر غیب سے ندا آئے گی اور فرشتہ رب تعالیٰ کی جانب سے یوں اعلان کرے گا ”صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِشُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَ اَلْبِسُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَ افْتَحُوْا لَہٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّۃِ“ یعنی میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اسے جنت کے کپڑے پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی جانب ایک دروازہ کھول دو۔ (مشکوٰۃ شریف)

پھر اس کی قبر میں جنتی ہوا اور خوشبو آنے لگے گی، قبر اس کی حدِّ نگاہ تک کشادہ کردی جائے گی اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے یوں کہیں گے ”نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُہٗ اِلَّا اَحَبُّ اَھْلِہٖ اِلَیْہِ“ یعنی اے بندے! اس طرح سو جاؤ جس طرح دلہن سوتی ہے کہ اسے صرف وہی جگا سکتا ہے جو اس کے گھر والوں میں سب سے بڑھ کر اس کا محبوب ہے۔

کافر کے جوابات

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! چوں کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے عیش وعشرت اور جنت بنائی گئی ہے۔ تو اگر دنیا میں (معاذ اللہ) بندہ کافر رہا اور اسی کفر پر اُس نے زندگی گزار دی یہاں تک کہ اُس کی نظر میں دُنیا کی ہوس، لالچ، ظلم، زیادتی، دھوکہ دہی، اسلام دشمنی، بغاوت، شانِ رسالت میں گستاخی اور نہ جانے کیسے کیسے افعالِ قبیحہ، خُرافات، واہیات بسے رہے اور من مانی زندگی نے اُس کے دل سے مرنے کا احساس تک مٹا دیا۔

حد یہ کہ وہ اب دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھنے لگا اور قبر اور اُس میں ہونے والے امتحان نیز اس کے سوال و جواب کو بھی فراموش کر بیٹھا۔ نہ اُس کے دل نے دینِ اسلام کی دعوت کا اثر قبول کیا، نہ بانیِ اسلام کی دعوت کا خیال کیا، محض پتھروں کی دنیا میں کھویا رہا، ایک سے زائد جھوٹے خداؤں کا متوالا بن کر انہیں نجات دہندہ یقین کرتا رہا، شیطان کے مکر وفریب میں ایسا پھنس گیا کہ اِس باغی انسان نے انسان تو

انسان اپنے خالق، اپنے مالک خداوندِ ذوالجلال کی شان میں بھی گستاخیاں کرنے لگا، (معاذ اللہ) خُدائے واحد عزوجل کے لئے کبھی جھوٹ بولنے کا امکان ثابت کیا، خُدا کی مخلوق کو الوہیت اور عبادت میں خُدا کا شریک ٹھہرایا، خُدا کو کبھی کسی کا باپ کہا، کبھی کسی کا بیٹا کہا، فرشتوں جیسی معصوم مخلوق کو خُدا کی بیٹیاں کہا، خدائے واحد کی بارگاہ میں آوارہ پیشانیوں کو خالص اُسی کی عبادت کا شوق دلانے کے لئے جو پیغمبر تشریف لائے ان کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں اور بے ادبیاں نیز محبوبانِ خُدا کے جان کی گھات میں بیٹھا ترکیبیں بنا ہی رہا تھا کہ اچانک موت کے جھٹکے نے اُسے برزخی گڑھے میں پہونچا دیا، جہاں نہ بیوی ہے نہ بچے، نہ زر ہے نہ زور۔ ایسے خطرناک ماحول میں جب بے بس و مجبور بے یار و مددگار ہو کر بڑی حسرت سے کسی نجات دہندہ کا انتظار کر رہا ہوگا کہ اچانک زمین کو چیرتے ہوئے آنے والے منکر نکیر بہت ہی ڈراؤنی صورت میں نہایت سختی کے ساتھ، بڑی کڑی آواز میں اُس سے تین سوالات کریں گے:

پہلا سوال: ”مَنْ رَّبُّکَ؟“
تیرا رب کون ہے؟

دوسرا سوال: ”مَا دِیْنُکَ؟“
تیرا دین کیا ہے؟

تیسرا سوال: ”مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُلِ؟“
ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

منکر نکیر کے سوالات سُن کر کافر حیران و پریشان ہو جائے گا اور ایک ہیبت زدہ شخص کی طرح بڑبڑانے لگے گا اور اس کے منہ سے بے ساختہ ”ھَاہْ ھَاہْ لَا اَدْرِیْ“ کے الفاظ نکلیں گے یعنی ہائے افسوس، ہائے افسوس! مجھے تو کچھ نہیں معلوم۔

اس کافر مُردے کا یہ جواب سُن کر آسمان سے مُنادِی فرشتہ ندا دے گا

"كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَ افْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَ سَمُوْمِهَا" یعنی یہ جھوٹا ہے، اس کے لئے قبر میں جہنمی بچھونا بچھاؤ اور اس کی قبر میں جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ اس کی قبر میں جہنم کی گرمی اور لؤ آنے لگتی ہے "وَ يَضِيقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفُ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ" اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں دب کر دائیں پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں دائیں طرف ہو جاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عبرت کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دُنیا کی زندگی اسی لئے عطا فرمائی ہے کہ وہ یہاں رہ کر اُخروی زندگی کی فکر کریں تاکہ قبر میں آسانیاں ہوں، حشر میں مشکلات سے چھٹکارا ملے اور جنت کا مستحق ہو اور اگر وہ اِس زندگی میں عبرت حاصل نہ کر سکا تو اُس کے لئے قبر میں تنگی، حشر میں پریشانی اور جہنم اُس کا ہمیشہ کا ٹھکانہ ہوگا۔ (اللہ کی پناہ)

ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت میں پیش آنے والے حالات کا آج ہی جائزہ لیں، اُس میں کامیاب ہونے کی دنیا ہی میں کوشش کریں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دنیا آخرت کی کھیتی ہے"

تو ہم اس کھیتی میں کچھ ایسے بیج بوئیں کہ عالم برزخ میں اس کی فصل سایہ فگن ہو جائے اور آخرت میں اُس کے پھل ہمارے لئے باعثِ تسکین ہوں، اس طرح ہم اللہ کی نوازش اور اُس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ پا کر نعمتِ دارین سے مالا مال رہیں۔

اللہ عزوجل اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل دنیا میں ہمیں سرخروئی نصیب فرمائے، انتقال کے بعد قبر کے امتحان میں بھی ہمیں کامیابی نصیب فرمائے، حشر میں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور جنت الفردوس میں اُس

اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں میں خدمت کا موقع نصیب فرمائے۔

اچھی صورت

اللہ کے رسول تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس (مومن میت) کے پاس ایک شخص آئے گا جس کا چہرہ خوبصورت ہوگا، لباس حسین ہوگا جس سے خوشبومہک رہی ہوگی، وہ کہے گا تمہیں بشارت ہواس چیز کی جو تمہیں خوش کر رہی ہے، یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا، وہ (مومن مردہ) اس شخص سے پوچھے گا تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ بھلائی لا رہا ہے، وہ کہے گا میں تمہارا نیک عمل ہوں، وہ شخص عرض کرے گا اے میرے رب قیامت قائم فرمادے یہاں تک کہ میں اپنے اہل وعیال اوراس کوحاصل کرلوں جس کا میں مستحق ہوں۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! نیک عمل انسانی شکل میں قبر میں آدمی کے پاس آئے گا، اس کا خوبصورت چہرہ، خوبصورت لباس اوراس سے خوشبو کا مہکنا یہ سب اس پر دلالت کرتے ہوں گے کہ صاحبِ قبر نیک اعمال اوراچھے اخلاق کا مالک تھا، وہ اسے بشارت دے گا کہ آج جو انعامات تمہیں خوش کر رہے ہیں یہ وہ انعامات ہیں جنہیں کسی نے دیکھا نہیں، نہ کسی نے سُنا اور نہ کسی نے تصور کیا کہ ایسے عظیم انعامات قبر میں مل سکتے ہیں، پھر وہ نیک عمل اس بندے سے کہے گا یہی وہ سُہانا وقت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا۔ مومن جب دیکھے گا کہ اجنبی شخص مجھ سے کتنی اچھی اور عجیب باتیں کر رہا ہے تو خوش ہوکراس سے کہے گا میں تمہیں نہیں پہچانتا، بتاؤ کہ تم کون ہو؟ پھر وہ اس کے چہرے کی نورانیت کو دیکھ کر پوچھے گا کہ تمہارا چہرہ تو بے انتہا خوبصورت ہے جس سے بھلائی کے آثار ظاہر ہورہے ہیں۔ تب وہ اپنا تعارف پیش کرے گا کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں تو یہ خوش ہوکر رب کے حضور دعا کرے گا کہ اے اللہ! قیامت قائم ہو جائے تا کہ میں اپنی جنتی حوروں اور خدام کے

پاس پہونچ جاؤں اور جن محلات اور باغات کا میں حقدار ہوں وہ مجھے مل جائیں۔

بُری شکل

قبر میں کافر کے پاس ایک شخص آئے گا جو بہت بُری صورت والا ہوگا، اس کے کپڑے نہایت ہی گندے ہوں گے، ان سے بدبو آرہی ہوگی، وہ اس سے کہے گا کہ آج تم خوش ہو جاؤ، تمہیں پریشان کُن عذاب ملنے والا ہے، یہی وہ دن ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا رہا اور عذاب کا وعدہ کیا جاتا رہا، وہ کہے گا: تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ تو بہت ہی بدصورت ہے، جو شر ہی شر بتا رہا ہے۔ وہ کہے گا: میں تمہارا بُرا عمل ہوں، وہ کافر کہے گا: اے میرے رب، قیامت کبھی قائم نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ انسان کے اعمال کو جسم کی شکل دے دی جائے گی اور جیسے اعمال ہوں گے ویسی ہی شکل ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمالِ بد گندگی اور میل ہیں تو جس طرح گندگی اور میل سے انسان بچتا ہے ویسے ہی بُرے اعمال سے بھی بچنا چاہئے۔

ایک عبرتناک خواب

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر ہماری طرف متوجہ ہوتے اور پوچھتے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ تو اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو بیان کرتا اور آپ اس کی مناسب تعبیر بیان فرماتے، ایک دن آپ نے اسی طرح سوال فرمایا تو ہم نے عرض کیا کہ آج ہم میں سے کسی نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے، تو اس پر آپ نے اپنا طویل خواب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سنایا کہ آپ کو دو شخص ہاتھ پکڑ کر لے گئے اور امت کے گنہگاروں پر برزخی زندگی میں جو عذاب ہو رہے ہیں ان کا تفصیل سے مشاہدہ کرایا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جھوٹے کا انجام

آپ نے ایک شخص کو دیکھا وہ بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے ایک دوسرا شخص لوہے کا زَنبُور (ایک قسم کا ہتھیار) لئے ہوئے کھڑا ہے اور وہ اس زَنبُور سے بیٹھے ہوئے شخص کے ایک کلّہ کو گُدّی تک چیر دیتا ہے، پھر دوسرے کلّہ کے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے، اتنے میں پہلا کَلّہ صحیح ہو جاتا ہے، برابر اس کے ساتھ یہی برتاؤ کیا جارہا ہے۔ بعد میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جس کا کَلَّہ چیرا جا رہا ہے وہ جھوٹا شخص ہے جس پر اعتماد کرتے ہوئے لوگ اس کی بات دنیا میں عام کر دیتے تھے۔

بے عمل عالِم کا انجام

ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ گدی کے بل لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے سر کے پاس بڑا سا پتھر لئے ہوئے کھڑا ہے جس سے وہ لیٹے ہوئے شخص کے سر کو کچل دیتا ہے پتھر لڑھک کر کچھ دور چلا جاتا ہے تو اتنے میں کہ اسے وہ اٹھا کر لائے اس کا سر پھر ویسا ہی صحیح و سالم ہو جاتا ہے پھر اس کو مارتا ہے اور یہی سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اس کے تعلق سے معلوم ہوا کہ وہ عالم دین تھا جو نہ تورات میں علمی مشغولیت میں رہتا تھا اور نہ دن میں اس پر عمل کرتا تھا۔

حرام کار کا انجام

اسی خواب میں آپ نے ایک بڑا گڑھا دیکھا جو آگ کے تنور کے مانند تھا، جس کا اوپری حصہ تنگ تھا اور نچلا حصہ بہت کشادہ تھا جس میں آگ دہک رہی تھی، اس میں ننگے مرد وعورت تھے جو جل بھن رہے تھے، جب آگ کی لپٹ بلند ہوتی تو وہ اُوپر آ کر نکلنے کے قریب ہو جاتے پھر نیچے تہہ میں چلے جاتے۔ ان کے متعلق پوچھنے سے پتہ چلا کہ یہ حرام کار وزنا کار لوگ ہیں قیامت تک ان کے ساتھ یہی معاملہ جاری رہے گا۔

سود خور کا انجام

اسی طرح آپ نے دیکھا کہ خون کی نہر کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے کنارے پر دوسرا شخص ہاتھ میں پتھر لئے موجود ہے، جب نہر والا شخص باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ شخص پتھر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا ہے۔ اس کے متعلق جب آپ نے دریافت کیا تو بتلایا گیا کہ یہ سُود خور شخص ہے، قیامت تک اسے خون کی نہر میں رہنا پڑے گا۔ (بخاری شریف ۱/۱۸۵)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! انبیا علیہم السلام کے خواب بھی چونکہ وحی کے درجہ میں ہوتے ہے لہٰذا خواب میں جو حالتیں دکھائی گئیں ہیں ان کے سچے ہونے میں کسی شک وشبہ کا امکان نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو برزخ میں ہونے والے عذاب کے یہ حالات بتائے ہیں جو مذکورہ جرائم میں مبتلا لوگوں کے ساتھ نہ معلوم کب تک ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور تمام مومنین ومومنات کو ان اَسباب سے محفوظ رکھے جن کی وجہ سے عذابِ جہنم واجب ہو جاتا ہے۔

گھر جیسا پیٹ

سفر معراج سے متعلق بعض روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے (جیسے انسان کے رہنے کے) گھر ہوتے ہیں اور ان میں سانپ تھے جو باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے کہا :جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود کھانے والے بدنصیب لوگ ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف/۲۴۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ ہے حرام کمائی کا بدترین وبال، اس لئے ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور اپنی آمدنی خالص حلال رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

گستاخ کا عبرتناک انجام

اِبنِ عسا کر نے حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبرانور پر پاخانہ کردیا وہ پاگل ہوگیا اور کتوں کی طرح بھونکتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس کی قبر سے چیخنے اور کتوں کی طرح بھونکنے کی آواز آتی تھی۔ (شرح الصدور)

زینت کرنے والے کا انجام

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کچھ مردوں کو دیکھا جن کی کھالیں قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ وہ مرد لوگ ہیں جو حرام (اجنبی عورتوں) کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے زیب وزینت کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ میں نے ایک بدبودار کنواں دیکھا جس سے چیخ وپکار کی آواز آرہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو مَردوں کو رِجھانے کے لئے زیب وزینت کرتی تھیں جو اُن کے لئے حلال نہیں ہے۔

(شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! غور کیجئے کیا یہ برائی آج معاشرہ میں عام نہیں ہے کہ نئی تہذیب کے متوالے آزاد خیال ماں، باپ آزاد نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو حرام کاری کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ جانے پر رضامند رہتے ہیں اور یہ نوجوان ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کو تیار رہتے ہیں، عورتیں گھر میں رہتے ہوئے اپنے شوہر کے لئے زیب وزینت شاذ ونادر ہی کرتی ہیں اور تقریبات یا بازار، سیر وتفریح کے لئے پورا میک اَپ کرنا ضروری سمجھتی ہیں۔ (اللہ کی پناہ)

یہ سب آخرت کے عذاب سے بے فکری کا نتیجہ ہے۔ اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کے تقاضوں کے قطعاً خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے میں نوجوانوں کو اسلامی اخلاق وآداب سیکھنے، اُن پر عمل کرنے اور اُنہیں عام کر کے دُنیا و

آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بے نمازی کا انجام

بعض روایتوں میں یہ تفصیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کی کھوپڑی کو ایک بڑے پتھر سے اس زور سے مارا جاتا ہے کہ اس کا مغز نکل کر باہر آجاتا ہے اور پتھر دور جا کر گرتا ہے جب آپ نے اس بدنصیب شخص کے بارے میں سوال کیا تو معلوم ہوا کہ یہ وہ شخص ہے جو عشا کی نماز سرے سے پڑھتا ہی نہیں تھا اور دیگر نمازیں بھی وقت سے بے وقت پڑھتا تھا لہٰذا قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ (شرح الصدور ۲۳۲)

چُغل خُور کا انجام

پھر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک بڑے قینچے سے اس کے کلے چیرے جا رہے ہیں، اس کے متعلق معلوم کیا تو بتایا گیا کہ یہ شخص لوگوں کی چغلیاں کھاتا تھا جس سے لوگوں میں فتنہ وفساد برپا ہو جاتا تھا۔ (شرح الصدور ۲۳۲)

زنا کار کا انجام

اور امت کے زنا کاروں کو آپ نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ ننگے ہونے کی حالت میں آگ کے بڑے کمرے میں بند ہیں اور وہاں سے اتنی سخت بدبو اور تعفن اٹھ رہا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی ناک شدید بدبو کی وجہ سے بند کرنی پڑی۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ زنا کار مرد، عورت ہیں اور یہ شدید ناقابل برداشت بدبو ان کی شرم گاہوں سے آرہی ہے۔ (شرح الصدور ۲۳۳)

سفر معراج میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی دیکھا کہ ایک طرف ایک تازہ خوان میں حلال گوشت رکھا ہے اور دوسری طرف دوسرے طشت میں سڑا ہوا گوشت موجود ہے مگر لوگ حلال گوشت چھوڑ کر حرام سڑا بدبودار گوشت کھا رہے ہیں۔

ان لوگوں کے بارے میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال راستہ کو چھوڑ کر حرام راستہ اختیار کرتے ہیں۔ (مثلاً مرد کے پاس حلال اور طیب بیوی موجود ہے مگر وہ اسے چھوڑ کر ایک زانیہ بدکار فاحشہ کے ساتھ شب باشی کرتا ہے یا عورت کے پاس حلال شوہر موجود ہے مگر وہ اس کے پاس نہ رہ کر غیروں کے پاس رات گزارتی ہے)

اور آپ نے کچھ عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے پستانوں کے ذریعہ لٹکا دی گئی ہیں اور وہ چیخ و پکار کر کے اللہ سے فریاد کر رہی ہیں ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ بھی زنا کار عورتیں ہیں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی)

لواطت کا انجام

اسی طرح آپ نے دیکھا کہ ایک سیاہ ٹیلہ ہے جس پر کچھ مخبوط الحواس (جس کا دماغی توازن کھو گیا ہو) لوگ موجود ہیں، ان کے پیچھے کے حصے سے دہکتی ہوئی آگ ڈالی جا رہی ہے جو ان کے جسم سے ہو کر منہ، ناک، کان اور آنکھوں کے راستہ سے خارج ہو رہی ہے۔ اس ہولناک عذاب میں مبتلا لوگوں کے بارے میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ لواطت کرنے والے (یعنی مرد ہو کر مرد ہی سے جنسی خواہش پورے کرنے والے غلیظ) لوگ ہیں، اس کام کو کرنے والے اور کرانے والے دونوں عذاب میں گرفتار ہیں۔ (شرح الصدور)

واعظوں کا انجام

معراج کے سفر میں آپ کا گزر ایسے لوگوں پر بھی ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، کاٹنے کے فوراً بعد وہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے تھے اور پھر انہیں کاٹا جا رہا تھا، برابر یہی سلسلہ جاری تھا، آپ نے حضرتِ جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ امت کے بے عمل فتنہ میں مبتلا واعظ ہیں۔ (جو دوسروں کو تو نصیحت کرتے تھے مگر خود اس پر عامل نہیں تھے) (مشکوٰۃ شریف ۴۳۸)

خیانت کا انجام

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ بقیع کے قبرستان سے گزرا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُف، اُف فرمایا: مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ مجھ سے یہ ناگواری کا کلمہ فرما رہے ہیں چنانچہ میں نے فوراً عرض کیا کہ حضور! مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مطلب؟ میں نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے دیکھ کر ''اُف'' فرمایا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں دیکھ کر میں نے یہ کلمہ نہیں کہا، بلکہ اس قبر والے فلاں شخص کو میں نے فلاں قبیلے کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے وہاں ایک کُرتا خیانت کر کے چھپا لیا تھا اب اسی جیسا آگ کا کرتا اسے قبر میں پہنا دیا گیا ہے۔ (شرح الصدور، ۲۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ روایت قومی وملی کام کرنے والوں کے لئے سخت خطرہ کا پتہ دیتی ہے، اگر مالی ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی برتی گئی تو قبر میں ہولناک عذاب کا اندیشہ ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔

دھوکے بازی کا انجام

عبدالحمید ابن محمود مغولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا، کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے ہیں، جب ہم ''ذَاتُ الصَّفاح'' (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا چنانچہ ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کی پھر قبر کھودنے کا ارادہ کیا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی وہاں بھی وہی سانپ موجود تھا،

اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی بارگاہ میں آئے ہیں کہ اب ہم کیا کریں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سانپ اس کا بدعمل ہے جس کا وہ عادی تھا، جاؤ اسے اسی قبر میں دفن کردو، اللہ کی قسم اگر تم اس کے لئے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے، بہرحال اسے اسی حالت میں دفن کردیا گیا سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس کا عمل پوچھا اس نے بتایا کہ اس کا معمول تھا کہ وہ غلّہ بیچتا تھا اور روزانہ بوری میں سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی مقدار کا بھُس ملا دیتا تھا۔ (گویا کہ دھوکا سے بھس کو غلہ اصل قیمت پر فروخت کرتا تھا)

(شرح الصدور)

غِسل نہ کرنے کا انجام

ابان ابن عبداللہ بجلی کہتے ہیں کہ ہمارے ایک پڑوسی کا انتقال ہوگیا چنانچہ ہم اس کے غسل اور تجہیز و تکفین میں شریک رہے مگر جب ہم اسے قبرستان لے کر پہنچے تو اس کے لئے جو قبر کھودی گئی تھی اس میں بلی جیسا ایک جانور نظر آیا، لوگوں نے اسے وہاں سے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر وہ وہاں سے نہیں ہٹا، مجبور ہوکر دوسری قبر کھودی گئی تو اس میں بھی وہی جانور موجود ملا، تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا، عاجز آکر لوگوں نے اسی کے ساتھ اس کو دفن کردیا۔ ابھی قبر برابر ہی کی گئی تھی کہ قبر سے ایک زبردست دھماکہ کی آواز سنی گئی لوگوں نے اس کی بیوی کے پاس آکر اس کے حالات معلوم کئے تو پتہ چلا کہ وہ جنابت سے غسل نہیں کرتا تھا۔ (شرح الصدور ۲۴۴)

جاسوسی کا انجام

حضرتِ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ مدینہ میں رہنے والے ایک شخص کی بہن کا انتقال ہوگیا بھائی نے کفن دفن کا انتظام کیا پھر اسے یاد آیا کہ دفن کرتے وقت اس کی ایک تھیلی قبر میں رہ گئی ہے چنانچہ وہ اپنے ایک ساتھی کو لے کر قبرستان گیا اور قبر کھود کر اپنی تھیلی نکالی پھر اپنے ساتھی سے کہا کہ تم ذرا ہٹ جاؤ میں بغلی قبر کی اینٹ ہٹا کر اپنی بہن کو

دیکھنا چاہتا ہوں اس نے جیسے ہی اینٹ ہٹائی تو دیکھا کہ پوری قبر آگ کے شعلوں میں گھری ہوئی ہے، اس نے جلدی سے قبر بند کی اور اپنی والدہ سے آکر بہن کا حال معلوم کیا تو والدہ نے بتایا کہ وہ نماز دیر کر کے پڑھتی تھی اور جب پڑوسی سو جاتے تو وہ کمروں کے دروازے پر کان لگا کر ان کے چُھپے ہوئے راز حاصل کیا کرتی تھی۔ (شرح الصدور ۲۴۴)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! عذابِ الٰہی کی ہولنا کیوں کے یہ چند عبرتناک واقعات اور اُن کے انجام تھے، انہیں بار بار پڑھیں اور ان سے عبرت حاصل کرنے کی کوشش کریں اور یہ بھی ذہن نشیں کر لیں کہ دنیا کی معمولی عزت اور اس کے فانی عیش کے حصول میں ہم بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہو کر اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کے شکار ہوتے رہتے ہیں، جس کا نتیجہ عذابِ قبر اور عذابِ قیامت ہے۔

زیارتِ قبور کا بیان

قبور کی زیارت سے انسان کے دل و دماغ میں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بے رغبتی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور جب انجام کار یہی ہے تو دنیا میں دل لگانا بھی بے کار ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے انسان اس دنیا میں پیدا ہوئے، کسی نے اپنی سلطنت و حکومت کا سہارا لے کر خدائی کا دعویٰ کیا، کسی نے طاقت و دولت کے نشہ میں اپنی برتری کا مظاہرہ کیا، کسی نے سائنس و ایجادات کے فریب میں قدرت سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی اور کسی نے جاہ و اقتدار کے بل بوتے پر امن و سکون بھرے ماحول کو پراگندہ کر دیا مگر انجام ہر ایک کا موت ہی ہوا۔ جب انہیں مٹی کے نیچے دبا دیا گیا تو کوئی نام لیوا نہ رہا، جب ان کی لاشوں کو دریا کی آغوش میں ڈال دیا گیا تو موجوں نے دریائی جانوروں کے منہ میں پہونچا دیا اور جب ان کے جسم کو آگ کے شعلوں کے حوالے کر دیا گیا تو وہ بے بس ہو کر رہ گئے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! موت انسان کے ذہن میں اس کے برے اعمال کے انجام کو تازہ کر دیتی ہے تا کہ انسان نیک ہو جائے، نیز موت کی یاد سے اس بات کا بھی احساس ہوتا ہے کہ اس عالم کے علاوہ ایک عالم اور ہے جہاں جانا ہے اور وہاں جا کر اس عالم کے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے، یہ احساس بھی انسان کو نیکیوں کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر آن موت کو یاد کرنے اور قبر میں سلامتی کے لئے تیاری کرنا ضروری ہے۔

زیارتِ قبور احادیث کی روشنی میں

آج کے اِس پُرفتن دور میں آدمی کے مرجانے کے بعد اہلِ خانہ اُسے قبر تک پہونچانے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ اب اس کا ہم زندوں پر کوئی حق نہیں اور وہ میت کو دفنانے کے بعد اُس کے ساتھ ایسی بے رُخی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ گویا وہ اُس کا کوئی تھا ہی نہیں۔ پھر کبھی میت کے لئے نہ قبرستان جاتے ہیں، نہ اپنی حیثیت کے مطابق اُن کے لئے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عام مسلمانوں کو قبروں کی زیارت کرنے کے لئے جانے اور قبر والوں کے لئے ایصالِ ثواب کا تحفہ بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے اس لئے ہم آنے والے صفحات پر اِس عنوان سے متعلق چند احادیث پیش کر رہے ہیں۔

زیارت کرو

حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”**کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْا الْقَبْرَ**“ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب قبروں کی زیارت کرو۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”**كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا وَ تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ**“ میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا۔ اب

زیارت کرلیا کرو کیوں کہ یہ دنیا میں زاہد بناتی ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اسلام کے ابتدائی ایام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قبروں پر جانے سے منع فرمایا کرتے تھے کیوں کہ اس وقت ایمان اور توحید میں استقامت پیدا کرنے کی اشد ضرورت تھی، اس لئے آپ نے بھی آغازِ اسلام میں ایمان مستحکم رہنے کے لئے تربیت پر بہت زور دیا۔ جب مسلمانوں کے ایمان محکم اور مضبوط ہو گئے بلکہ اس درجہ تک استقامتِ ایمان پیدا ہوگئی کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کی عبادت اور اطاعت میں محو رہنے لگے اور اس بات کا خطرہ جاتا رہا کہ اب اہل عرب ایمان کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کی طرف مائل ہوں گے تو آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور مسلمانوں کو عام اجازت دے دی کہ قبور کی زیارت کے لئے جائیں۔

اسی لئے تمام علما کے نزدیک قبروں کی زیارت مستحب ہے کیوں کہ قبروں پر جانے سے دل میں نرمی آتی ہے، موت یاد آتی ہے اور دل و دماغ اس عقیدہ پر پختہ ہوتے ہیں کہ دنیا فانی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے فائدے ہیں پھر سب سے بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ قبروں پر جانے سے مُردوں کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کا موقع ملتا ہے اور یہ سنت بھی ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو قبرستان میں حاضری کے آداب کی تعلیم دیتے اور فرماتے جب تم قبرستان جاؤ تو یہ کلمات کہو ”اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَ لَکُمْ

اَلْــعَـافِيَةَ'' اس بستی کے مسلمان اور مومن رہنے والو! تم پر سلامتی ہو، بے شک اللہ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب تم سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کے طالب ہیں۔ (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان تشریف لے گئے تو قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''اَلسَّلَامُ عَـلَیْـکُـمْ یَآ اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ وَ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثْرِ'' اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم پر سبقت کر گئے اور ہم بعد میں آنے والوں میں سے ہیں۔ (ترمذی شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! جب کبھی ایسے مقام پر جائیں جہاں قبریں ہوں یا قبروں کے پاس سے گزریں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قبر والوں کو سلام کر لیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ مذکورہ احادیثِ کریمہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ سلام پیش کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ اس کا منہ میت کے منہ کے سامنے ہو۔ اسی طرح جب دعائے مغفرت و فاتحہ خوانی وغیرہ کے لئے قبر پر جائیں تو اپنا منہ میت کے سامنے رکھیں، تمام علمائے کرام و ائمۂ مجتہدین کا یہی عمل رہا ہے۔

رات میں قبرستان جانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی میرے یہاں باری ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں قبرستان تشریف لے جاتے اور وہاں یہ کلمات فرماتے ''اَلسَّلَامُ عَـلَیْـکُـمْ دَارَ قَـوْمٍ مُّـؤْمِـنِـیْـنَ وَ اَتَـاکُمْ مَّـا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّـؤَجَّـلُـوْنَ وَ اِنَّـآ اِنْ شَـآءَ الـلّٰـہُ بِـکُـمْ لَلَاحِـقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْـغَرْقَدِ'' اس بستی کے ایماندار قوم! تم پر سلامتی ہو، تمہیں وہ چیز مل گئی جس کا تم سے کل

تک کا وعدہ کیا گیا تھا اور تمہیں مہلت دی گئی تھی اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ یا اللہ! بقیع غرقد کے مومنین کی مغفرت فرما۔ (مسلم شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپ بقیع شریف تشریف لے جاتے تو اہل قبور کو سلام کرنے کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت فرماتے۔

والدین کی قبروں کی زیارت

حضرتِ محمد بن نعمان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کے روز اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر جائے (دعائے مغفرت کرنے کے لئے) تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اسے نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! والدین کی قبر پر جانا نہ صرف یہ کہ ان کے لئے فائدہ مند ہے بلکہ خود جانے والے کے لئے یہ حاضری نفع بخش ہے کیوں کہ اس سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اللہ کے یہاں اسے نیک و فرماں بردار لوگوں کی فہرست میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

مُردے کو ایذا دینا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا" مردہ کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔ (مشکوٰۃ شریف، ابوداؤد شریف)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک میں یہ درس دیا جا رہا ہے کہ جس طرح کسی بھی قسم کی اذیت سے زندہ انسان کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح مردے کو بھی تکلیف پہونچتی ہے۔ ایک اور حدیث شریف

میں تو اس سلسلے میں بالکل واضح الفاظ آئے ہیں، اللہ کے رسول تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''اَلْمَیِّتُ یَتَأَذّٰی بِمَا یَتَأَذّٰی مِنْهُ الْحَیُّ''، جس چیز سے زندہ انسان کو اذیت پہونچتی ہے اس سے میت کو بھی اذیت پہونچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ہر اس عمل سے بچائے جو میت کی ایذا کا سبب ہو۔

قبر پر نہ بیٹھیں

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لَا تَقْعُدُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ'' قبروں پر نہ بیٹھا کرو۔ ایک اور حدیثِ مبارکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر پر بیٹھنے سے اس طرح منع فرمایا ''لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَةٍ تُحْرِقُهٗ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ'' آگ پر بیٹھنا جس سے آدمی جل جائے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا یا پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں نیا راستہ نکالنا یا نئے راستے پر چلنا ناجائز ہے۔ غرضیکہ ہر وہ کام جو کسی مسلمان میت کی توہین یا ایذا رسانی کا باعث ہو ناجائز و حرام ہے۔

اسی لئے علمائے کرام نے فرمایا اگر کوئی اپنے قریبی رشتہ دار کی قبر پر جانا چاہتا ہے لیکن اسے قبروں پر سے گزرنا پڑے گا تو وہاں تک نہ جائے، دور ہی سے دعائے مغفرت کردے۔

جوتے پہن کر چلنا کیسا؟

حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور تاجدارِ عرب وعجم علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے، آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ یہ بڑی بھلائی (اسلام) کے آنے سے پہلے ہی چلے گئے، پھر آپ

مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے، آپ نے فرمایا کہ انہوں نے بہت بڑی بھلائی کو پالیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نگاہ اٹھا کر دیکھا "فَاِذَا رَجُلٌ يَّمْشِي فِي الْقُبُوْرِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ وَيْحَکَ اَلْقِ سِبْتِيَّتَيْکَ فَنَظَرَ الرَّجُلُ فَلَمَّا عَرَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَعَهُمَا فَرَمٰى بِهِمَا" تو ایک آدمی جوتے پہن کر قبرستان میں چل رہا تھا، فرمایا اے جوتوں والے! تم پر افسوس ہے اپنے جوتے اتار دو، اس آدمی نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچان لیا چنانچہ جوتے اتار کر پھینک دیا۔

(ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایسے قبرستان جو بالکل صاف ستھرے ہوں ان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جوتے اتار کر داخل ہونا چاہیئے مگر ایسے قبرستان جہاں کانٹے دار جھاڑیاں اور خاردار درخت یا گھاس ہو یا نوکیلی مٹی یا پتھر کے ٹکڑے ہوں کہ ننگے پاؤں چلنے کی صورت میں زخمی ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے حالات میں علمائے کرام جوتے پہن کر قبرستان میں داخل ہونے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

نماز نہ پڑھیں

حضرت واثلہ بن اسقع نے حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَ لَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا" قبروں پر نہ بیٹھا کرو اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

(ابوداؤد)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! آج کل لوگ اس سے پرہیز نہیں کرتے ہیں، علمائے کرام نے مزاراتِ مقدسہ کو رخ کر کے نماز پڑھنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ جو لوگ قبورِ مسلمین کا ادب نہیں کرتے ہیں اور ان پر

بیٹھ کر ان کے ارد گرد لہو ولعب کے کام کر کے ان کی توہین کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور قبور مسلمین کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

روضۂ مصطفےٰ علیہ التحیۃ و الثنا کی برکتیں

اللہ عزوجل نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا o'' اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ/۵، سورۂ نساء، آیت/۶۴)

اس آیۂ کریمہ کے تحت تفسیر نسفی میں ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دفن ہونے کے بعد آپ کے مزار انور پر ایک اعرابی حاضر ہوا اور بے قراری کی حالت میں تڑپ تڑپ کر اپنے سر پر خاک ڈالتے ہوئے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام! ہم نے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام آپ پر نازل ہوا ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا الخ'' میں نے اپنی جان پر ظلم کرلیا، اب میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہا ہوں، آپ بھی میرے رب سے میرے لئے بخشش طلب کریں، آپ کی قبر شریف سے آواز آئی اور اسے بتایا گیا تمہارے گناہوں کو بخش دیا گیا۔ (تفسیر نسفی)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے معلوم ہوا کہ گنہگاروں کو گناہوں کی معافی کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا حکم آپ کی ظاہری حیات تک محدود نہ تھا بلکہ آج بھی اگر کوئی گنہگار اپنی بخشش کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہوتا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو رب کائنات کی بارگاہ سے معافی دلاتے ہیں۔

روضۂ رسول سے تبرک

حضرت ابن جوزا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اہل مدینہ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے یعنی بارشیں نہیں ہو رہی تھیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں آکر شکایت کی آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی جانب دیکھو اور ان کے حجرہ (روضہ مطہرہ) سے تھوڑا سا سوراخ کر دو یہاں تک کہ آپ کی قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی چھت یعنی حجاب باقی نہ رہے، پس صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایسا ہی کیا، اتنی کثیر بارش ہوئی جس سے بہت گھاس اُگی اونٹ وہ گھاس کھا کھا کر اتنے موٹے ہوئے کہ ان کی کوہانیں پھٹ گئیں، اس سال کا نام ''عَامُ الْفَتَق'' (پھٹنے کا سال) پڑ گیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مُلّاَ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ میں بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے جب قحط سالی میں بارش طلب کی جاتی تو بارش ہو جاتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حجرہ کی چھت کو کھولنے کا حکم فرمایا تا کہ آپ کے مزار اقدس اور آسمان کے درمیان کوئی حجاب نہ رہے یہ تَوَسُّل میں مبالغہ ثابت کرنا تھا یعنی زیادہ سے زیادہ وسیلہ حاصل کرنا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج بھی اِمداد فرماتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قضائے حاجات کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔

امام شافعی روضۂ امام اعظم پر

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر انور پر حاضری دیتا ہوں۔ جب بھی

کوئی حاجت مجھے درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں اور امام اعظم علیہ الرحمہ کی قبر پر حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں تو میری وہ حاجت جلد ہی پوری ہوجاتی ہے۔ یعنی سوال تو اگرچہ اللہ تعالیٰ سے ہی ہوتا ہے لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار انور کے قرب کی وجہ سے اور ان کے وسیلہ سے وہ دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔

(شامی ج۱/ص۳۹)

بلکہ یہ بھی مشہور ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کے قائل تھے لیکن امام اعظم علیہ الرحمہ کے مذہب میں صرف عشا کی نماز میں دعائے قنوت ہے۔ اس لئے جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مزار پر آتے تو صبح کی نماز میں دعائے قنوت نہیں پڑھتے اور فرماتے کہ مجھے صاحبِ مزار سے حیا آتی ہے کہ میں اسی کے مزار پر آکر اسی کے مذہب کے خلاف کروں۔

روضۂ امام بخاری پر بارش کی دُعا

حضرت ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے ساٹھ سال بعد قحط سالی ہوگئی۔ اہل سمرقند نے کئی مرتبہ بارش کے لئے دعا کی، لیکن بارش نہ ہوئی۔ نیک بزرگوں میں سے ایک شخص نے قاضی کو کہا کہ میرا خیال ہے لوگوں کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی طرف نکالا جائے اور ہم ان کی قبر کے پاس جاکر بارش طلب کریں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا کرے گا، ایسے ہی کیا گیا۔ لوگ آپ کی قبر کے پاس جاکر روئے، صاحبِ قبر کو وسیلہ بنا کر دُعا کی، اللہ تعالیٰ نے اتنی موسلا دھار بارش عطا فرمائی کہ لوگ بارش کی کثرت کی وجہ سے سات دن تک سمرقند تک نہ پہنچ سکے۔ (مرقاۃ:۱/۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ

اجمعین) مزارات پر حاضر ہوتے تھے اور بزرگوں کو وسیلہ بنا کر اپنی حاجت برآری کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو بزرگانِ دین کے فیضان سے مالا مال فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِینَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

ایصالِ ثواب کا بیان

کچھ عبادتیں جن کا تعلق صرف بدن سے ہے، انہیں بدنی عبادت کہا جاتا ہے جیسے نماز روزہ، دعا، استغفار، تسبیح، تلاوتِ قرآن وغیرہ۔ کچھ عبادتیں ایسی ہیں جن کا تعلق مال سے ہے، انہیں مالی عبادت کہا جاتا ہے مثلاً زکوٰۃ، صدقات وغیرہ اور کچھ وہ ہیں جن کا تعلق بدن سے بھی ہے اور مال سے بھی، انہیں عبادتِ مرکّبہ کہا جاتا ہے مثلاً حج وعمرہ۔

اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر کوئی انسان اخلاص کے ساتھ کسی بھی قسم کی عبادت کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے بھی اجر وثواب عطا فرماتا ہے اور جس میت کو ثواب پہونچانے کے لئے ان اعمال کو کیا جائے اسے بھی۔ چنانچہ مذہبِ حنفی کی مشہور اور مستند کتاب ہدایہ میں ہے "اِنَّ الْاِنْسَانَ لَہٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ صَلٰوۃً اَوْ صَوْمًا اَوْ غَیْرَھَا عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ" یعنی اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ بے شک انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہونچا سکتا ہے خواہ نماز کا ہو یا روزے کا ہو یا صدقہ وخیرات وغیرہ کا۔

اسی طرح مذہب حنفی کے جلیل القدر عالم حضرت علامہ ملاعلی قاری علیہ الرحمہ مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ”اِتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى اَنَّ الْاَمْوَاتَ يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ سَعْيِ الْاَحْيَاءِ“ یعنی اہلِ سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مُردوں کو زندوں کے عمل سے فائدہ پہنچتا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی مُردوں کو ثواب پہونچانے کے لئے اعمالِ حسنہ کرے تو مُردوں کو ان سے نفع پہونچتا ہے۔ اسی عقیدہ کے ثبوت میں ہم اگلے صفحات میں کچھ آیتیں اور احادیث و اقوالِ بزرگانِ دین پیش کریں گے جن سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ ایصالِ ثواب کا عقیدہ حق اور درست ہے۔

ایصالِ ثواب قرآن کی روشنی میں

اللہ عزوجل قرآنِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ٥ اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (پ ۲۸، سورۂ حشر، آیت ۱۰)

اللہ تبارک و تعالیٰ اس آیۂ کریمہ میں مسلمانوں کے اپنے ماقبل گزرنے والے مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے کو بطورِ تعریف بیان فرما رہا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ“ دعا خود عبادت ہے۔ ایک اور حدیثِ پاک میں سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ“ دعا عبادت کا مغز ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ دعا عبادت ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ زندہ لوگ اپنے مُردوں کے لئے یہ عبادت کرتے ہیں تو انہیں اس کا فائدہ پہونچتا ہے۔ کیوں کہ اگر اس سے فائدہ نہ پہونچتا تو یہ دعا لغو اور بے کار ہوتی اور پھر یہ بھی کہنا پڑتا کہ قرآنِ کریم نے ایک لغو چیز کو بطورِ تعریف بیان کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

لہٰذا معلوم ہوا کہ ایک زندہ مسلمان کا کسی مسلمان میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا ان کی بخشش اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔

انبیائے کرام کی دعائیں

ارشاد ربانی ہے: رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ۝ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (پ:۱۳، سورۂ ابراہیم، آیت:۴۱)

ایسے ہی حضرت نوح علیہ السلام نے بھی دعا فرمائی، جس کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح آیا ہے "رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ" اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔ (پ:۲۹، سورۂ نوح، آیت:۲۸)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! حضرت ابراہیم و حضرتِ نوح علیہما الصلوٰۃ السلام کی دعاؤں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بیان فرمایا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ دعائیں پسند تھیں۔ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ السلام نے نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے والدین اور تمام مومنین و مومنات کے لئے دعائے مغفرت کی، جس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کو دوسروں کا عمل فائدہ دیتا ہے کیوں کہ دعا ایک عبادت ہے (جیسا کہ پیچھے ذکر کیا گیا) جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ السلام نے کی۔

ملائکہ کا استغفار

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا "وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ ؕ" اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے

ہیں۔

(پ:۲۵،سورۂ شوریٰ،آیت:۵)

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ”وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا“ اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ (پ:۲۴،سورۂ مومن،آیت:۷)

ان آیاتِ مقدسہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسروں کا نیک عمل اور دعا انسان کے لئے فائدہ بخش ہے کیوں کہ فرشتے اللہ کی طرف سے مختلف کاموں پر متعین ہیں اور وہ معصوم ہیں، تو جو دعائے مغفرت وہ کرتے ہیں یقیناً اس کے سبب بخشش ہوتی ہے، ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ فرشتے (معاذ اللہ) ایسے کام میں لگے رہتے ہیں جس کی ضرورت نہیں اور ایسا نہیں ہوسکتا، کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بھی بے کار کام کا حکم نہیں دیتا اور جب یہ ثابت ہوا کہ ملائکۂ عظام علیہم السلام بھی ایمان والوں کے لئے دعائے خیر مانگا کرتے ہیں تو ایمان والوں کا زیادہ حق بنتا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے دعائے خیر مانگیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ایک دوسرے کے لئے بھلائی کی دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایصالِ ثواب احادیث کی روشنی میں

حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْصَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَہٗ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْھَا وَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ اِلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَآءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ“ میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے کہ ماں باپ، بھائی یا دوست کی دعائے خیر کے پہنچنے کی منتظر رہتی ہے پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے تو اسے یہ دعا دنیا اور اُس کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی

دعا سے قبر والوں کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور یقیناً زندوں کا مُردوں کے لئے تحفہ، اُن کے لئے دعائے مغفرت کرنا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مُردہ اپنے اہل خانہ اور اپنے احباب کی جانب سے دعائے خیر کے تحفے کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ گنہ گار مسلمان تو اپنے گناہوں کی وجہ سے منتظر ہوگا اور نیک مسلمان اس لئے تمنا کرے گا کہ اس کے درجات اور مراتب میں اضافہ ہو۔ بہر حال قبر والوں کو جب کبھی کوئی عملِ خیر تحفۃً پہنچتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور مسلمانوں میں نیاز، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ کا جو رواج ہے اس کا یہی مقصد ہے کہ اگر میت گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہے تو ان اعمالِ خیر کے ذریعہ اس سے نجات حاصل ہو جائے اور اگر عذاب میں مبتلا نہیں ہے تو ان کی برکت سے اس کے درجات بلند ہو جائیں۔

میت تعجب کرے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِی ھٰذِہٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ“ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرمائے گا تو بندہ عرض کرے گا اے مولیٰ! مجھے یہ بلند درجہ کہاں سے ملا؟ اللہ عزوجل فرمائے گا تیرے بچے کی دعائے مغفرت سے۔ (احمد)

ایسے ہی ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ”یُتبَّعُ الرَّجُلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الْحَسَنَاتِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَیَقُوْلُ اَنّٰی ھٰذَا؟ فَیُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ“، قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان (کے نامۂ اعمال) میں شامل کر دی جائیں گی، تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے آئیں؟ تو فرمایا جائے گا کہ یہ تمہاری اولاد

کے استغفار کے سبب ہے جو انہوں نے تمہارے لئے کیا۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ اولاد کی دعائے مغفرت سے اللہ تبارک وتعالیٰ والدین کے درجات بلند فرماتا ہے اور یہ عنایت صرف نیک لوگوں ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اولاد اور دیگر مومنین کے استغفار سے گنہ گار بندوں کے گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں۔

گناھوں کی معافی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مَّرْحُوْمَۃٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَھَا بِذُنُوْبِھَا وَ تَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لاَ ذُنُوْبَ عَلَیْھَا تَمْحَصُ عَنْھَا بِاِسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ" میری امت امتِ مرحومہ ہے، گناہوں کے ساتھ قبروں میں داخل ہوگی اور قبروں سے اس حال میں نکلے گی کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے دعائے بخشش کرنے کے سبب گناہوں سے پاک وصاف کردے گا۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! زندوں کی دعاؤں سے گنہ گار وسیاہ کار مسلمانوں کی بخشش ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فاتحہ وغیرہ کی وہ تمام محفلیں جو مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی غرض سے منعقد ہوتی ہیں بلاشبہ جائز ہیں۔

والدین کے لئے نفل عبادتیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے والدین جب تک زندہ تھے میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا تھا، اب جب کہ وہ وفات کر گئے ہیں تو میں ان کے ساتھ کس طرح بھلائی کرسکتا ہوں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّ مِنَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ لَھُمَا مَعَ صَلَوَاتِکَ وَ اَنْ تَصُوْمَ لَھُمَا مَعَ صِیَامِکَ" اب (تیری ان کے

ساتھ) نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نمازوں کے ساتھ ان کے لئے بھی (نفل) نمازیں پڑھ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے بھی (نفل) روزے رکھ۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا حدیثِ پاک سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالکل واضح انداز میں فرما رہے ہیں کہ نفلی روزوں اور نمازوں کا ثواب والدین کو پہونچایا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ آج ہم اپنے ذمہ جو فرائض ہیں اُن کی بھی پابندی نہیں کرتے، بھلا بتائیں پھر ہم اپنے مرحوم والدین کے لئے ایصالِ ثواب کیسے کر سکیں گے؟ بلکہ آج کل باضابطہ نمازوں کی پابندی کرانے والی کچھ باطل تحریکیں نفل اور سنتوں کے پڑھنے سے روک رہی ہیں۔ ان کی یہ حرکت اہلِ سنت و جماعت سے ہی دور کرنے والی نہیں بلکہ اپنے والدین کی محبت بھی دل سے نکالنے والی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم ایسی تمام تحریکوں سے دور رہیں اور اپنے مصروف اوقات میں تھوڑا وقت علمِ دین سیکھنے کے لئے بھی نکالیں کہ یہ کام بھی اپنے والدین کے لئے ایصالِ ثواب کا ذریعہ ہے۔

مرنے کے بعد حج

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَنْ حَجَّ عَنْ وَّالِدَيْهِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عِتْقًا مِّنَ النَّارِ وَ كَانَ لِلْمَحْجُوْجِ عَنْهُمَا اَجْرَ حَجَّةٍ تَامَّةٍ مِّنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمَا شَيْئٌ“ جو شخص والدین کی وفات کے بعد ان کی جانب سے حج کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے اور اس کو حج کامل کا ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے والدین کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کی طرف سے حج کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے بھی حج کامل کا ثواب عطا

فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم میں سے اگر کسی کے والدین اپنی زندگی میں حج نہ کر سکیں تو استطاعت کی صورت میں ہمیں چاہئے کہ ان کی جانب سے خود حج کریں یا اپنی جانب سے خرچ کر کے کسی دوسرے کو حج کرائیں کیوں کہ اس سے نہ صرف ہمارے والدین کو حج کا ثواب ملتا ہے بلکہ اس کے سبب ہمارا نام صالحین کی فہرست میں شامل کر لیا جاتا ہے جیسا کہ ایک حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"**مَنْ حَجَّ عَنْ اَبَوَیْهِ وَ لَمْ یَحُجَّا جَزٰی عَنْهُمَا وَ بُشِّرَتْ اَرْوَاحُهُمَا فِی السَّمَآءِ وَ کُتِبَ عِنْدَ اللّٰهِ بَرًّا**" جو شخص اپنے ان والدین کی طرف سے حج کرے جنہوں نے حج نہ کیا ہو تو یہ حج ان کے لئے کافی ہوگا اور ان کی روحوں کو آسمان میں بشارت دے دی جائے گی اور یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرمانبردار لکھا جائے گا۔

عذاب میں تخفیف

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"**مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُوْرَةَ یٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ کَانَ لَهٗ بِعَدَدِ مَنْ فِیْهَا حَسَنَاتٌ**" جو قبرستان میں جائے اور سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمام قبر والوں کے عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے اور اس (پڑھنے والے) کو ان کی تعداد کے مطابق نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیثِ پاک سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا برسوں سے قبروں پر قرآن خوانی کا جو دستور چلا آرہا ہے وہ بالکل فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہے اور اس میں قبر والوں اور پڑھنے والوں سب کے لئے ثواب و بھلائی ہے۔

مُردوں کے برابر ثواب

مولائے کائنات حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مَنْ مَّرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَ قَرَأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اِحْدٰی عَشْرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَہٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ'' جو شخص قبرستان کے پاس سے گزرا اور سورۂ اخلاص کو گیارہ مرتبہ پڑھا پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو اس کو مردوں کی تعداد کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔ (در مختار)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بندے کے ذریعہ کی جانے والی عبادتوں کا اجر میّت کو ملتا ہے نیز پڑھنے والا بھی برابر ثواب کا حقدار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنے مرحومین کی ارواح کو خوب خوب ایصال ثواب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امام احمد بن حنبل کا فرمان

آپ فرماتے ہیں ''اِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَءُ وْا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَ الْمُعَوَّذَتَیْنِ وَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَّ اجْعَلُوْا ذٰلِکَ لِاَھْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّہٗ یَصِلُ اِلَیْھِمْ'' جب تم قبرستان جاؤ تو سورۂ فاتحہ اور معوّذتین اور سورۂ اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل قبور کر پہنچاؤ بلاشبہ وہ انہیں پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! یہ بھی ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ ہے کہ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور معوّذتین یعنی سورۂ فلق و سورۂ ناس پڑھ کر ان کا ثواب مردوں کو نذر کیا جائے۔ آپ کے اس فرمان سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ قبروں پر قرآن خوانی کا رواج نیا نہیں ہے بلکہ دوسری صدی ہجری میں بھی علما و ائمہ اس کے قائل بھی تھے اور اس کا حکم بھی دیتے تھے چنانچہ حضرت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ مَا زَالُوْا فِیْ کُلِّ عَصْرٍ

یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ وَ یَھْدُوْنَ ثَوَابَہٗ وَ لاَ یُنْکِرُ ذٰلِکَ مُنْکِرٌ فَکَانَ اِجْمَاعًا عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ'' مسلمان ہر زمانہ میں قرآن پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو ہدیہ کرتے رہے ہیں اور کوئی منکر اس کا انکار نہیں کرتا، اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق و اجماع ہے۔ (شرح ہدایہ)

صحابہ کا معمول

امام شَعْبِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''کَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَھُمُ الْمَیِّتُ اِخْتَلَفُوْا اِلٰی قَبْرِہٖ یَقْرَءُ وْنَ لَہُ الْقُرْآنَ'' جب کبھی انصار کا کوئی مرجاتا تو وہ بار بار اس کی قبر پر جاتے اور اس کے لئے قرآن پڑھتے۔ (شرح الصدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلوم ہوا کہ قبر کے پاس تلاوت کرنا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی سنت ہے۔ ماقبل میں مذکور آیات، احادیث اور اقوالِ بزرگانِ دین سے یہی ثابت ہوا کہ ایک انسان کے نیک عمل سے دوسرے انسان کو فائدہ پہنچتا ہے، مُردوں کے لئے قرآن خوانی کے ذریعہ یا کھانا کھلا کر یا کوئی دوسرا نیک عمل کر کے مثلاً بطورِ صدقۂ جاریہ مسجد، مدرسہ بنانا، دینی کتابیں خرید کر تقسیم کرنا وغیرہ کے ذریعہ ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ ایصالِ ثواب پر صحابہ سے لے کر تابعین تک اور تابعین کے بعد سے ساری امت کا اتفاق بھی ہے اور عمل بھی۔

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو یہ فرمایا ہے کہ امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ دوسروں کے عمل کا ثواب اس کو پہنچتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں (ترجمہ) ''انہیں خصائص میں سے یہ ہے کہ ہر وہ چیز ان کے لئے خاص ہے جو انہوں نے بذاتِ خود سعی کی یعنی اعمال کئے اور وہ بھی جو ان کے بعد لوگوں نے ان کے لئے سعی و اعمال کئے۔ حالاں کہ ان سے پہلی امتوں کے لئے صرف وہی اعمال تھے جو انہوں نے بذاتِ خود کئے''۔ (مدارج النبوۃ)

نور کی بارش

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا، میں نے دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے، میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے۔غیب سے آواز آئی اے مالک بن دینار! یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جو انہوں نے قبر والوں کو بھیجا ہے، میں نے کہا تمہیں خدا کی قسم ہے مجھے بتلاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے؟ اس نے کہا: ایک مومن مرد نے اس رات قبرستان میں قیام کیا تو اس نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں "قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ" اور دوسری رکعت میں "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" کو پڑھا اور کہا اے اللہ! ان دو رکعتوں کا ثواب میں نے ان تمام قبروں والے اہلِ ایمان کو بخشا۔ پس اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے اور ہماری قبروں میں کشادگی و فرحت پیدا فرمادی ہے۔ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں اس کے بعد میں ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر ہر جمعرات میں اہل ایمان کو بخشتا۔ ایک رات میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا: اے مالک بن دینار! بے شک اللہ نے تجھے بخش دیا، جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے، اتنا ہی اللہ نے تیرے لئے ثواب کیا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام "غَیْف" ہے۔ میں نے عرض کیا "غیف" کیا ہے؟ فرمایا جس پر اہل جنت بھی جھانکیں۔

(شرح صدور)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس واقعہ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کے عمل سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ نفل نماز اور تلاوت قرآن کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبروں کو منور فرما کر وسیع اور کشادہ فرمادیا۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاص جمعرات کو ایصالِ ثواب کرنا یہ بھی

بزرگوں سے ثابت ہے۔ (جیسا کہ آج مسلمان کرتے ہیں)

بخشش کا سامان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْا لَهٗ'' جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین عمل، صدقۂ جاریہ اور وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور صالح بیٹا جو اس کے لئے دعا مانگتا رہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد جو نیکیوں کا دفتر ہوتا ہے، اس کو بند کردیا جاتا ہے، اس میں پھر کسی نیکی کا اندراج نہیں ہوتا، مگر تین ایسی نیکیاں ہیں جو مرنے کے بعد بھی نیکیوں کے دفتر میں لکھی جاتی ہیں، جن میں سے ایک صدقۂ جاریہ ہے یعنی مرنے والا کوئی ایسی نیکی کر گیا جو باقی رہی، مثلاً مسجد تعمیر کر گیا، پُل بنوادیا تھا، کنواں کھُدوا گیا، اس کے مرنے کے بعد وہ مسجد قائم رہی، پُل سے مخلوق خدا گزرتی رہی، کنویں سے لوگ پانی پیتے رہے، تو جیسے اسے اپنی زندگی میں ثواب ملتا تھا اُس کے مرنے کے بعد بھی اُسے ثواب ملتا رہے گا۔

اسی طرح اگر کوئی مرنے والا کسی کو ایسا فن یا ہنر سکھا گیا جس سے وہ سیکھنے والا فائدہ حاصل کرتا رہا تو مرنے والے کو اس کا بھی اجر وثواب ملتا رہے گا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نیک بچہ جو اپنے مرنے والے باپ کے لئے دعا مانگے تو اس کا نفع بھی فوت شدہ کو پہنچتا رہتا ہے۔

مَیّت کو ضرور پھونچے گا

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورِ مقدس میں ایک شخص عاص بن وائل فوت ہوگیا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی

طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں، چنانچہ جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹے ہشام نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردیے اور دوسرے بیٹے عمر نے کہا کہ میں اپنے حصے کے پچاس غلام حضور نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر آزاد نہیں کروں گا۔ چنانچہ وہ دربار رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے والد فوت ہو چکے، انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کے مرنے کے بعد سو غلام آزاد کئے جائیں اور میرے بھائی نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردیئے ہیں اور میرے حصے کے پچاس رہ گئے ہیں۔ آقا! اگر میں اپنے والد کے لئے ان کی وصیت کے مطابق اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردوں تو کیا میرے والد جو کہ فوت ہو چکے ہیں، ان کو کوئی نفع پہنچے گا؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوال سن کر ارشاد فرمایا ''لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْہُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْہُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْہُ بَلَغَہٗ ذٰلِکَ'' اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو وہ اسے پہونچتا۔ (مشکوٰۃ ص/۲۱۶)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کی طرف سے صدقہ کیا جائے، حج کیا جائے یا غلام آزاد کئے جائیں تو اس کو ثواب پہونچتا ہے بشرطے کہ جسے پہونچایا جارہا ہے وہ مسلمان ہو۔

اُمِّ سعد کے لئے کنواں

حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس زمانے میں آپ کے ایک غلام سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا، انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَّاتَتْ فَاَیُّ صَدَقَۃٍ اَفْضَلُ؟ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ'' یارسول اللہ! میری ماں اُمِّ سعد کا

انتقال ہو گیا ہے، تو ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا پانی تو حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ اُمِّ سعد کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ ص/۱۶۹)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کے ایصال ثواب کے لئے اگر لوگوں کو پانی پلایا جائے تو وہ مرنے والے کے لئے بخشش اور ترقّیِ درجات کا موجب ہے تو اب اگر کوئی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی سبیل لگائے تو وہ یقیناً ایک اچھا تحفہ ہے جو امام عالی مقام کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے ایک اور مسئلہ معلوم ہوا کہ جس کی روح کو ثواب پہونچانے کی غرض سے صدقہ وخیرات کیا جائے اگر اس صدقہ و نیاز پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے تو جائز و درست ہے، مثلاً اگر حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کے لئے صدقہ کرنا ہے اور اسے یوں کہا جائے کہ یہ امام حسین کے لئے ہے یا امام حسین کی نیاز ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، ایسا کہنے سے وہ ناجائز وحرام نہیں ہو جائے گا۔ گیارہویں شریف، چھٹی شریف اور میلاد شریف وغیرہ کے کھانے کا بھی یہی حکم ہے۔

دو قبروں میں عذاب

بخاری شریف میں ہے کہ حضور سید المرسلین رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو کسی بڑی غلطی کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چُغل خوری کیا کرتا تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اُن دو قبروں میں عذاب دیکھا تو آپ نے کھجور کی ایک سبز شاخ لے کر اس کے دو ٹکڑے فرمائے اور دونوں قبروں پر ایک ایک گاڑ دیا۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے اس عمل کو دیکھا تو عرض کیا ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَ صَنَعْتَ ھٰذَا'' یارسول اللہ!

آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبِسَا" جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں گی اُن پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔ (بخاری ج ۱/ص ۱۸۲، مشکوٰۃ ص ۴۲)

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! اس ارشادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غور کیجئے کہ آپ نے دو قبروں پر ہری شاخیں لگانے کے بعد فرمایا: اس سے قبر والوں کے عذاب میں اس وقت تک تخفیف ہوگی جب تک یہ خشک نہ ہوں گی، اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ یہ شاخیں جب تک ہری رہیں گی اللہ کا ذکر کریں گی اور اس سے صاحبِ قبر کو نفع پہنچے گا، اس لئے آپ نے دیکھا ہوگا کہ میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر پر ہری شاخ لگائی جاتی ہے اور قبر پر پھول ڈالے جاتے ہیں، اس کی اصل یہ حدیث پاک ہے۔

اب آپ خود غور فرمائیں کہ ایک درخت کی ٹہنی اللہ کا ذکر کرے تو اس کے ذکر کی وجہ سے قبر والوں کا عذاب کم ہو جائے، تو جو کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرے، قرآن پڑھے کیا اس سے قبر والے کو نفع نہ پہنچے گا؟ یقیناً اس کا نفع قبر والے کے لئے بخشش و بلندئ درجات کا ذریعہ ہوگا۔

نیز سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو دو قبر والے عذاب میں گرفتار ہیں ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور ایک چغل خوری کیا کرتا تھا۔ حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ یہ دو گناہ ایسے ہیں کہ جن کے سبب عذابِ قبر ہوتا ہے۔ لہٰذا ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم خود بھی مذکورہ گناہوں سے بچیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی ان کے نقصان سے آگاہ کریں نیز ان سے بچنے کی تاکید بھی کریں۔ معاشرہ کا جائزہ لیا جائے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ گناہ تو مردوں میں عام ہے یعنی عام طور پر نو جوانوں میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتے اور

عورتوں میں چغل خوری کی عادت عام ہے۔ جب کہ یہ دونوں گناہ دونوں کے لئے عذاب کے باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہر قسم کی برائی سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ایصال ثواب کا طریقہ

بزرگانِ دین یا مرحومین کو ثواب پہنچانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب کسی کو پہونچانا ہو اُس سے فارغ ہو کر اخیر میں یوں کہے: اے اللہ عزوجل! اس عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اس کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل فلاں شخص کی روح کو پہونچا۔ (فلاں کی جگہ اُس بندے کا نام لے جس کو ایصالِ ثواب کرنا مقصود ہو)

نوٹ: بہتر یہ ہے کہ فاتحہ خوانی کرنے والا ایصالِ ثواب کے وقت حضور نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے اولاً تمام انبیائے کرام، صحابہ کرام و صحابیات، تابعین و تابعات، تبع تابعین و تبعِ تابعات، صدیقین، شہدا، صالحین، ائمۂ مجتہدین، فقہا، محدثین، مشائخ حتّٰی کُل مومنین و کُل مومنات کا بھی اسی انداز میں ذکر کرے، اب اُن کا بھی نام لے جن کے لئے ایصالِ ثواب مقصود ہے۔

فاتحہ کیسے دیں ؟

چوں کہ اہلِ سنت و جماعت کا اس سلسلہ میں قدیم زمانہ سے طریقہ رائج ہے کہ عین فاتحہ پڑھنے یعنی ایصالِ ثواب کرتے وقت وہ قرآنِ پاک کی مختلف آیات نیز احادیثِ مبارکہ سے مأخوذ اوراد و اذکار کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر تمام پڑھے ہوئے اذکار کا ثواب مندرجہ ذیل طریقہ پر جن کے لئے ایصالِ ثواب کرنا مقصود ہو انہیں نذر کرتے ہیں۔ لہٰذا سب سے پہلے قرآنِ پاک سے جہاں سے میسر آئے پڑھے یا کوئی سورت یا کوئی رکوع پڑھ کر ایک مرتبہ سورۂ کافرون، تین مرتبہ سورۂ اخلاص، ایک مرتبہ سورۂ

فلق، ایک مرتبہ سورۂ ناس، ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی پہلی چند آیتیں "هُـــمُ الْـمُفْلِحُوْنَ" تک پڑھیں، پھر "اِنَّ رَحْـمَةَ الـلّٰـهِ قَـرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ o وَمَآ اَرْسَـلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ o مَـا كَـانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُـوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ o وَكَـانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمًا o اِنَّ الـلّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُـصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَـا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا o اَللّٰهُمَّ صَـلِّ عَـلٰـى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَا نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَاوَ مَوْلَا نَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَصْحَابِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ o اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ o اَلـصَّـلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ o سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَـلَـى الْـمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o" پڑھ کر یوں دعا کی جاتی ہے۔

اے اللہ! اس کلام کا ثواب اور اگر کوئی شرینی یا کھانا وغیرہ بھی ہوتو پھر یوں کہیں: اے اللہ! اس پاک کلام اور اس کھانے یا شرینی وغیرہ کا ثواب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۃً وتحفۃً پیش ہے، پھر یہ عرض کریں: اس کا ثواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور آپ کی وساطت سے آپ کی آل پاک اور اصحاب پاک اور آپ کی ازواج مطہرات، تابعین و تبع تابعین، اماموں عالموں، بزرگوں اور جمیع مومنین ومومنات کی روحوں کو پہنچا کر خصوصا فلاں روح کو پہنچا، (یہاں نام یاد ہوتو نام ذکر کردیں) پھر اخیر میں درود شریف پڑھ کر دعا ختم کردیں۔

اگر وقت کی تنگی کی بنیاد پر فاتحہ مختصر کرنا ہوتو ایک بار سورۂ فاتحہ، تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر مذکورہ بالا طریقہ پر ایصالِ ثواب کردیا جائے تو بھی کافی ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے دیوانو! مومن کے انتقال کے بعد اہلِ خانہ کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کو صدقۂ جاریہ نیز ثواب کے دیگر ذرائع اختیار کر کے انہیں ہمیشہ یاد کرتے رہیں کہ یہ اہلِ خانہ کی

سعادت مندی ہے اور اسی طریقہ کا ماحول اپنے گھر میں عام کرتے رہیں تو آپ کی نسلیں بھی آپ کے انتقال کے بعد ضرور آپ کو ایصالِ ثواب کرتی رہیں گی۔ چودہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ گزرا کہ اہلِ اسلام ایسا مبارک عمل کرتے آئے ہیں اور انشاء اللہ تا قیامت یہ عمل جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم مذہبِ اہل سنت، مسلکِ اعلیٰ حضرت پر ہمیں استقامت عطا فرمائے اور ان کی تعلیمات سیکھنے، ان پر عمل کرنے اور انہیں عام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ

مناجات

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدار حُسنِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ داروگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لِوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکے بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگے
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجٰے کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب پہ آمیں ربّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

لاکھوں سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یار ارم تاجدار حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

شافعی مالک احمد امامِ حنیف چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

مکتبۂ طیبہ کی اہم مطبوعات

برکات شریعت	اُردو، ہندی، انگلش
ماہِ رمضان کیسے گزاریں	اُردو، انگلش
عظمت ماہ محرم اور امام حسین	اُردو، انگلش
داعیانِ دین کے اوصاف	اُردو
مژدۂ بخشش (نعتوں کا مجموعہ)	اُردو، انگلش
حیات سلطان الہند غریب نواز	اُردو، ہندی، انگلش
قربانی کیا ہے؟	اُردو

ان کے علاوہ علمائے اہلسنّت کی دیگر تصانیف اور نعت و بیانات کی کیسٹیں اور سی ڈیاں مناسب قیمت پر مکتبۂ طیبہ پر دستیاب ہیں

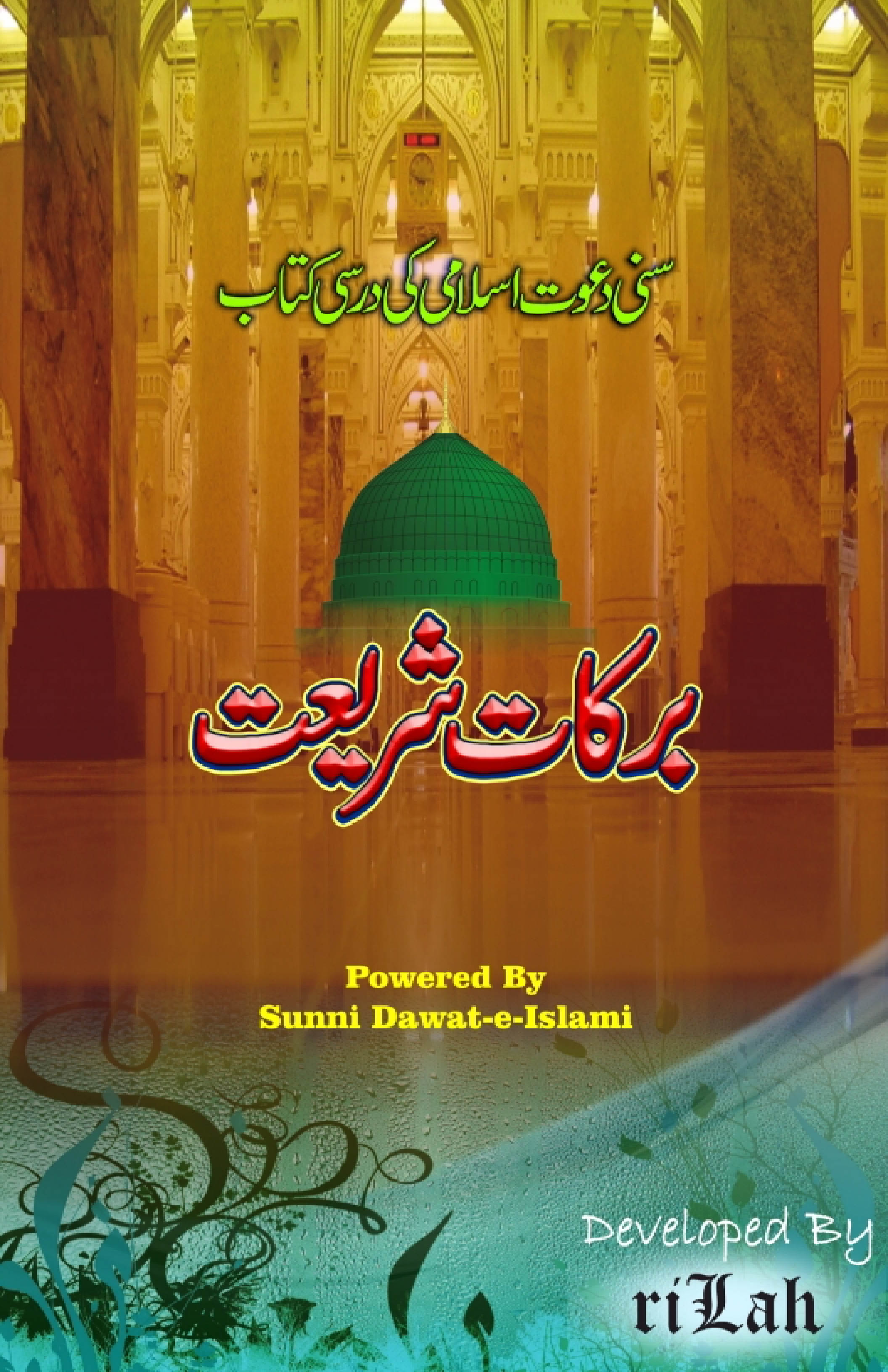
سنی دعوت اسلامی کی درسی کتاب
برکات شریعت
Powered By
Sunni Dawat-e-Islami
Developed By
riLah